۵۔ طواف، جب کہ یہ تین پچھلی باتیں بھی دسویں ہی کو کرے اور جمعہ کا دن ہے تو غسل جمعہ بھی۔ یونہی اگر عرفہ یا عید جمعہ کے دن پڑھے تو یہاں والوں پر دو غسل ہوں گے۔(۱)

☆ جس پر چند غسل ہوں سب کی نیت سے ایک غسل کر لیا سب ادا ہو گئے سب کا ثواب ملے گا۔

☆ عورت جنبی ہوئی اور ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہو گیا تو چاہے اب نہا لے یا بعد حیض ختم ہونے کے۔

☆ جنبی نے جمعہ یا عید کے دن غسل جنابت کیا اور جمعہ اور عید وغیرہ کی نیت بھی کر لی سب ادا ہو گئے، اگر اسی غسل سے جمعہ اور عید کی نماز ادا کر لے۔

☆ عورت کو نہانے یا وضو کے لئے پانی مول لینا پڑے تو اس کی قیمت شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ غسل و وضو واجب ہوں یا بدن سے میل دور کرنے کے لئے نہائے۔(۲)

☆ جس پر غسل واجب ہے اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جنبی ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے (۳) اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا گنہگار ہو گا اور کھانا کھانا یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو وضو کر لے یا ہاتھ منہ دھو لے، کلی کر لے اور اگر ویسے کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاج لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وضو کیے جماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس کو احتلام ہوا بے نہائے اس کو عورت کے پاس جانا نہ چاہیے۔

☆ رمضان میں اگر رات کو جنبی ہوا تو بہتر یہی ہے کہ قبل طلوع فجر نہا لے کہ روزے کا ہر حصہ جنابت سے خالی ہو اور اگر نہیں نہایا تو بھی روزہ میں کچھ نقصان نہیں مگر مناسب یہ ہے کہ غرغرہ اور ناک میں جڑ تک پانی چڑھائے، یہ دو کام طلوع فجر سے پہلے کر لے کہ پھر روزے میں نہ ہو سکیں گے اور اگر نہانے میں اتنی تاخیر کی کہ دن نکل آیا اور نماز قضا کر دی تو یہ اور دنوں میں بھی گناہ ہے اور رمضان میں اور زیادہ۔

☆ جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویز لکھنا یا ایسا تعویز چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جیسے مقطعات کی انگوٹھی حرام ہے۔(۴)

☆ اگر قرآن عظیم جزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں، یوہیں رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہاپنا تابع ہو نہ قرآن مجید کا تو جائز ہے، کرتے کی آستین، دوپٹے کی آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے پر ہے

۱۔ الدر المختار وردالمحتار، ج۱، ص۳۴۲ ۲۔ ایضاً ج۱، ص۳۴۳ ۳۔ سنن ابی داؤد، ج۱، ص۱۰۹

۴۔ الدر المختار وردالمحتار، ج۱، ص۳۴۳۔۳۴۸

Marfat.com

دوسرے کونے سے چھونا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔(۱)

☆ اگر قرآن کی آیت دعا کی نیت سے یا تبرک کے لئے جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ادائے شکر کو یا چھینک کے بعد الحمد للہ رب العلمین یا خبر پریشان پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا یا بہ نیت ثنا پوری سورۂ فاتحہ یا آیۃ الکرسی یا سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو سے آخر سورۃ تک پڑھیں اور ان سب صورتوں میں قرآن کی نیت نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ یونہی تینوں قل بہ نیت ثنا پڑھ سکتا ہے اور لفظ قل کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا اگرچہ بہ نیت ثنا ہی ہو کہ اس صورت میں ان کا قرآن ہونا متعین ہے نیت کو کچھ دخل نہیں۔(۲)

☆ بے وضو کو قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے۔ بے چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔(۳)

☆ روپیہ پر آیت الکرسی لکھی ہو تو ان سب کو (یعنی بے وضو اور جنب اور حیض ونفاس والی کو) اس کا چھونا حرام ہے ہاں اگر تھیلی میں ہو تو تھیلی اٹھانا جائز ہے۔ یونہیں جس برتن یا گلاس پر سورہ یا آیت لکھی ہو اس کا چھونا بھی ان کو حرام ہے اور اس کا استعمال سب کو مکروہ جبکہ خاص بہ نیت شفا ہو۔

☆ قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کا سا حکم ہے۔

☆ قرآن مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حرج نہیں اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور خیال میں پڑھتے جائیں۔

☆ ان سب کو فقہ وتفسیر وحدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر ان کو کسی کپڑے سے چھوا اگرچہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو حرج نہیں مگر موضع آیت پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ رکھنا حرام ہے۔

☆ ان سب کو تورات، زبور، انجیل کو پڑھنا چھونا مکروہ ہے۔(۴)

☆ درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں انہیں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھیں۔(۵)

☆ ان سب کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔(۶)

☆ مصحف شریف اگر ایسا ہو جائے کہ پڑھنے کے کام میں نہ آئے تو اسے کفنا کر لحد کھود کر ایسی جگہ دفن کر دیں جہاں پاؤں پڑنے کا احتمال نہ ہو۔(۷)

☆ کافر کو مصحف چھونے نہ دیا جائے بلکہ مطلقاً حروف اس سے بچائیں۔(۸)

☆ قرآن سب کتابوں کے اوپر رکھیں، پھر تفسیر، پھر حدیث، پھر باقی دینیات، علیٰ حسب مراتب۔(۹)

۱۔ الدر المختار وردالمحتار، ج۱، ص۳۴۸ ۲۔ الفتاوی الرضویۃ، ج۱، ص۷۹۵، ۸۱۹، ۸۲۰ ۳۔ الدر المختار وردالمحتار، ج۱، ص۳۴۸

۴۔ الفتاوی الھندیہ، ج۱، ص۳۸ ۵۔ ایضاً ۶۔ ایضاً

۷۔ الدر المختار وردالمحتار، ج۱، ص۳۵۴ ۸۔ ایضاً ۹۔ ایضاً

Marfat.com

☆ کتاب پر کوئی دوسری چیز نہ رکھی جائے حتیٰ کہ قلم دوات حتیٰ کہ وہ صندوق جس میں کتاب ہو اس پر کوئی چیز نہ رکھی جائے۔(۱)

☆ مسائل یا دینیات کے اوراق میں پڑیا باندھنا، جس دسترخوان پر اشعار وغیرہ کچھ تحریر ہو اس کو کام میں لانا، یا بچھونے پر کچھ لکھا ہو اس کا استعمال منع ہے۔(۲)(۳)

تیمّم کا لغوی اور شرعی مفہوم:

علامہ ابوبکر علاؤالدین کاسانی حنفی لکھتے ہیں:

تیمّم کا لغوی وشرعی مفہوم:

لغوی طور پر تیمّم کے معنی قصد دارد ہ کے ہیں، کہا جاتا ہے تیمّم ویمم، یعنی اس نے قصد کیا، اور اسی سے شاعر کے یہ اشعار ہیں:

وما ادری اذا یممت ارید الخیر ایتهما یلینی

اَالخیر الذی ابتغیه ام الشر الذی هو یبتغینی

ترجمہ: جب میں بھلائی کے ارادے سے کسی جگہ جانے کا قصد کرتا ہوں تو مجھے علم نہیں ہوتا کہ ان میں سے کونسی شی ملے گی۔ آیا وہ بھلائی جس کا میں طلب گار ہوں یا وہ برائی جو میری تلاش میں ہے۔

اس میں شاعر کے قول یمت سے مراد قصدت (میں نے ارادہ کیا) ہے جبکہ اصطلاح شریعت میں تیمّم سے مراد چند مخصوص اعضا پر ارادۂ طہارت اور مخصوص شرائط کے ساتھ مٹی سے مسح کرنا ہے۔(۴)

تیمّم کی شرائط اور شرعی احکام میں فقہاء کے نظریات:

وَإِن كُنتُم مَّرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاء أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاء فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَيَمَّمُواْ صَعِيْداً طَيِّباً فَامْسَحُواْ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَـكِن يُرِيْدُ لِيُطَهَّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۵)

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے قضاء حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں سے قرابت کی ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو پس اپنے چہروں اور اپنے (پورے) ہاتھوں پر اس (پاک مٹی) سے مسح کرو، اللہ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا، لیکن اللہ تمہیں خوب پاک کرنا چاہتا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرنا چاہتا ہے تا کہ تم شکر کرو۔

۱۔ الفتاویٰ الھندیۃ، ج۵، ص۳۲۴ ۲۔ الدر المختار وردالمحتار، ج۱، ص۳۵۵۔۳۵۶

۳۔ بہار شریعت، ج۱، ص۳۲۱۔۳۲۸ ۴۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۱، ص۲۰۱۔۲۰۲ ۵۔ مائدہ ۵:۶

Marfat.com

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

تیمّم، کتاب، سنت اور امت مسلمہ کے اجماع سے ثابت ہے، تیمّم کی خصوصیت سے اللہ تعالیٰ نے صرف اس امت کو سرفراز کیا ہے، امت کا اس پر اجماع ہے کہ حدث اصغر، ہو یا حدث اکبر، تیمّم صرف چہرے اور ہاتھوں پر کیا جاتا ہے، ہمارا اور جمہور کا اس پر اجماع ہے کہ تیمّم کے لئے دو ضربیں (دوبار پاک مٹی پر ہاتھ مارنا) ضروری ہیں، ایک ضرب سے چہرے پر مسح کیا جائے اور ایک ضرب سے کہنیوں سمیت ہاتھوں پر مسح کیا جائے، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عمر، حسن بصری، سالم بن عبداللہ بن عمر، سفیان ثوری، امام مالک، امام ابوحنیفہ، اصحاب رائے اور دوسرے تمام فقہاء کا یہی مسلک ہے، عطا، مکحول، اوزاعی، امام احمد، اسحٰق، ابن المنذر، اور عامۃ المحدثین کا مسلک یہ ہے، کہ چہرے اور ہاتھوں کے لئے ایک ضرب واجب ہے۔ زہری نے یہ کہا ہے کہ ہاتھوں پر بغلوں تک مسح کرنا واجب ہے، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ اس میں علماء کا اختلاف نہیں ہے کہ کہنیوں سے ماوراء تیمّم نہیں ہے، اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ تیمّم میں تین ضربات ہیں، ایک ضرب چہرے کے لئے، دوسری ضرب ہتھیلیوں کے لئے اور تیسری ضرب کلائیوں کے لئے۔

☆ علماء کا اس پر اجماع ہے، تیمّم حدث اصغر کے لئے بھی ہے اور حدث اکبر (جنبی، حائض اور نفساء) کے لئے بھی ہے، سلف اور خلف میں سے اس کا کوئی مخالف نہیں ہے، ماسوا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ان دونوں نے اس قول سے رجوع کرلیا تھا، جنبی کے لئے تیمّم کے جواز کے ثبوت میں بہ کثرت احادیث مشہور مروی ہیں، جب جنبی تیمّم سے نماز پڑھ لے تو اس پر غسل کرنا بالاجماع واجب ہے، اس میں صرف ابوسلمہ عبدالرحمٰن تابعی کا قول مخالف ہے لیکن یہ قول بالاجماع متروک ہے اور احادیث صحیحہ مشہورہ میں وارد ہے کہ جب پانی مل گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبی کو غسل کرنے کا حکم دیا، اگر مسافر کے پاس پانی نہ ہو تو وہ پھر بھی اپنی بیوی سے جماع کرسکتا ہے، وہ (اگر اتنا پانی ہو تو) اپنی شرمگاہوں کو دھوکر تیمّم کریں اور نماز پڑھ لیں اور اگر انہوں نے اپنی شرمگاہیں دھولیں تو ان پر نماز کا اعادہ نہیں ہے، اور اگر مرد نے اپنے آلہ کو نہیں دھویا اور اس پر رطوبت فرج لگی ہوئی تھی تو جس قول کے مطابق رطوبت فرج نجس ہے اس کو نماز کا اعادہ کرنا ہوگا ورنہ نہیں، جس شخص نے کسی مرض یا زخم کی وجہ سے تیمّم کیا تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے اور جس نے پانی کے نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کیا تو اگر وہ ایسی جگہ ہے جہاں پر غالباً پانی نہیں ہوتا، مثلاً سفر میں ہے تو اس پر اعادہ واجب نہیں ہے اور اگر وہ ایسی جگہ ہے، جہاں پر کبھی کبھی پانی نہیں ہوتا اور اکثر ہوتا ہے تو اس پر نماز کا اعادہ ہے (جو شخص ڈیڑھ انگریزی میل کی مسافت پر شہر سے دور ہو اور اس کو پانی دستیاب نہ ہو تو وہ فقہاء احناف کے نزدیک تیمّم کرسکتا ہے اور اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

☆ امام شافعی، امام احمد، ابن المنذر، داؤد ظاہری اور اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ تیمّم صرف ایسی پاک مٹی کے ساتھ جائز

Marfat.com

ہے جس کا غبار عضو کے ساتھ لگ جائے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک یہ کہتے ہیں کہ زمین کی تمام اقسام سے تیمّم کرنا جائز ہے، حتیٰ کہ دھلے ہوئے پتھر سے بھی تیمّم کرنا جائز ہے، اور بعض اصحاب مالک نے یہ کہا ہے کہ جو چیز زمین کے ساتھ متصل ہو، اس کے ساتھ تیمّم کرنا بھی جائز ہے اور برف کے متعلق ان کی دو روایتیں ہیں، اور اوزاعی اور سفیان ثوری نے یہ کہا کہ برف اور ہر وہ چیز جو زمین پر ہو اس کے ساتھ تیمّم کرنا جائز ہے۔

☆ فقہاء شافعیہ اور اکثرین کا مذہب یہ ہے کہ تیمّم حدث کو زائل نہیں کرتا بلکہ نماز کو مباح کرتا ہے اس کے ساتھ فرض نماز اور جس قدر چاہیں نوافل پڑھ سکتا ہے، اور ایک تیمّم کے ساتھ دو فرض جمع نہ کئے جائیں، اگر تیمّم سے فرض پڑھنے کی نیت کی تو اس سے نفل بھی پڑھ سکتا ہے اور اگر تیمّم سے نفل کی نیت کی ہو تو اس سے نفل پڑھنا جائز ہے فرض جائز نہیں ہے، وہ ایک تیمّم سے فرض نماز اور نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے اور وہ نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے تیمّم نہ کرے، جس شخص نے پانی نہ ملنے سے تیمّم کیا تھا اگر اس نے نماز کے دوران پانی دیکھ لیا تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور وہ نماز پوری کر سکتا ہے۔(۱)

☆ علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ہر اس چیز سے تیمّم کرنا جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو، مثلاً مٹی، ریت، چونا، پتھر، زرنج وغیرہ، پتھر وغیرہ سے تیمّم کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ اس پر غبار بھی ہو، تیمّم کرنے والا جب طہارت یا نماز کی نیت کرے تو جائز ہے، تیمّم کے ساتھ فرائض اور نوافل جس قدر چاہے پڑھ سکتا ہے اور جب تک اس کا عذر قائم رہے وہ ایک تیمّم کے ساتھ کئی فرائض پڑھ سکتا ہے اور اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا اور نماز کے دوران اس نے پانی دیکھ لیا تو اس کا تیمّم ٹوٹ جائے گا۔(۲)

حدیث تیمّم سے استنباط شدہ مسائل:

علامہ بدرالدین عینی نے بیان کیا کہ اس حدیث سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

۱۔ بعض علماء (علامہ ابن حجر عسقلانی) نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ اس جگہ قیام کرنا جائز ہے، جہاں پانی نہ ہو اور اس راستہ پر سفر کرنا جائز ہے جہاں پانی نہ ہو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی جگہ سفر اور قیام کیا تھا۔

۲۔ کسی شادی شدہ خاتون کی شکایت اس کے والد سے کرنا، خواہ اس کا خاوند موجود ہو، صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس لئے شکایت کی تھی کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، اور صحابہ کرام آپ کو نیند سے بیدار نہیں کرتے تھے۔

۳۔ کسی فعل کی نسبت اس کے سبب کی طرف کرنا، کیونکہ پانی نہ ملنے کا سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کا گم ہونا تھا۔

۴۔ کسی شخص کا اپنی بیٹی کے پاس جانا خواہ اس وقت اس کا خاوند موجود ہو، جب اس کو یہ معلوم ہو کہ اس کا خاوند اس پر راضی ہوگا۔

۱۔ شرح مسلم، ج ۱، ص ۱۶۰ ۲۔ ہدایہ اولین، ص ۳۸۔۳۴

Marfat.com

۵۔ کسی شخص کا اپنی بیٹی کو سرزنش کرنا خواہ وہ بیٹی شادی شدہ ہو اور صاحب منصب ہو۔

۶۔ اگر کسی شخص کو ایسی تکلیف یا آفت پہنچے جو حرکت اور اضطراب کا موجب ہو تو وہ صبر کرے اور اپنے جسم کو ہلنے سے باز رکھے جبکہ اس کی حرکت سے کسی سونے والے، بیمار یا نمازی یا قاری یا علم میں مشغول شخص کی تشویش اور بے آرامی کا خدشہ ہو۔

۷۔ سفر میں تہجد کی رخصت، یہ اس قول پر ہے کہ آپ پر تہجد کی نماز واجب تھی۔

۸۔ پانی کو تلاش کرنا صرف اس وقت واجب ہوتا ہے جب نماز کا وقت آجائے، کیونکہ عمرو بن حارث کی روایت میں ہے نماز کا وقت آ گیا تب پانی کو تلاش کیا گیا۔

۹۔ آیت وضو کے نازل ہونے سے پہلے وضو واجب تھا، اسی وجہ سے ان کو بہت تشویش اور صدمہ لاحق ہوا کہ وہ ایسی جگہ ٹھہرے ہیں جہاں پانی نہیں ہے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ پر ناراضگی کا اظہار کیا، علامہ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ تمام اہل سیرت اس پر متفق ہیں کہ جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی ہے، آپ نے وضو کے ساتھ نماز پڑھی ہے (آیت وضو آیت تیمم کے ساتھ نازل ہوئی ہے یہ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۶ ہے۔) اگر یہ اعتراض ہو کہ وضو پہلے ہی واجب تھا تو آیت وضو کو نازل کرنے میں کیا حکمت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے تا کہ آیت وضو کی فرضیت کی قرآن مجید میں تلاوت ہو، نیز پہلے وضو کی فرضیت سنت سے تھی اور اب وضو کی فرضیت قرآن مجید سے ہوگئی، بعض روایت میں ہے کہ حضرت اسلع اعرجی، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سواری لاتے تھے ایک دن انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں جنبی ہوں تو تیمم کی آیت نازل ہوگئی، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کا واقعہ بھی ہارگم ہونے والے دن پیش آیا ہو، کیونکہ وہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا اور سواری والا تھا۔

۱۰۔ اس حدیث میں تیمم میں نیت کے وجوب پر دلیل ہے کیونکہ تیمم کا معنی ہے قصد کرو۔

۱۱۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ تندرست، مریض، بے وضو اور جنبی سب کے لئے تیمم مشروع ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جنبی کے لئے تیمم جائز نہیں قرار دیتے تھے، لیکن فقہاء میں سے کسی نے ان کے قول پر عمل نہیں کیا، کیونکہ احادیث صحیحہ میں جنبی کے لئے تیمم کا جواز ثابت ہے۔

۱۲۔ اس حدیث میں سفر میں تیمم کرنے کے جواز کی دلیل ہے، اس پر سب کا اجماع ہے، اور حضر میں تیمم کرنے میں اختلاف ہے، امام مالک اور ان کے اصحاب کا مسلک یہ ہے کہ سفر اور حضر میں تیمم کرنا مساوی ہے، جب پانی نہ ملے یا مرض، یا خوف شدید یا وقت نکلنے کے خوف سے پانی کو استعمال کرنا مشکل ہو، علامہ ابوعمر وابن عبدالبر مالکی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو شخص تندرست ہو اور مقیم ہو اس کے لئے تیمم کرنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ اس کو اپنی جان

Marfat.com

کی ہلاکت کا خوف ہو، علامہ طبری نے کہا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مقیم کے لئے مرض اور خروج وقت کے خوف کی وجہ سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، لیث اور طبری نے یہ بھی کہا ہے کہ جب خروج وقت کا خوف ہو تو تندرست اور بیمار دونوں تیمم کر سکتے ہیں، وہ نماز پڑھ لیں اور ان پر اعادہ لازم ہے اور عطاء بن ابی رباح نے یہ کہا ہے کہ جب پانی دستیاب ہو تو مریض اور غیر مریض دونوں تیمم نہ کریں۔ میں کہتا ہوں کہ علامہ ابن عبدالبر کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ خروج وقت کے خوف سے تیمم جائز ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک مقیم کے لئے خروج وقت کے خوف کے سبب سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۳۔ امن کے زمانہ میں ازواج کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے اگر ایک شخص کی کئی بیویاں ہوں تو وہ کسی ایک کو ساتھ لے جائے اور قرعہ اندازی کر کے اس کو لے جانا مستحب ہے جس کے نام کا قرعہ نکلے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرعہ اندازی کرنا واجب ہے۔

۱۴۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ مال حلال محترم ہے اس کو ضائع نہ ہونے دیا جائے (یہ ہار بارہ درہم کی مالیت کا تھا)

۱۵۔ مال کی حفاظت کرنے کا جواز خواہ اس کی تلاش میں اتنا وقت لگے کہ نماز کے لئے پانی نہ مل سکے۔

۱۶۔ گم شدہ چیز کو تلاش کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

۱۷۔ اگر کسی ایک فرد کا نقصان ہو تو سب لوگوں کو مل کر اس کے تدارک کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کو تمام قافلے والوں نے مل کر تلاش کیا۔

۱۸۔ کسی چیز کو عاریۃً لینے کا جواز اور عاریۃً لی ہوئی چیز کے ساتھ اس کے مالک کی اجازت سے سفر کرنے کا جواز۔

۱۹۔ عورت کا اپنے خاوند کی خاطر زیبائش کے لئے ہار اور دیگر زیورات پہننا۔

۲۰۔ شوہر کا اپنی بیوی کے زانو پر سر رکھ کر سونے کا جواز۔

۲۱۔ کسی مصلحت کی وجہ سے مشقت کو برداشت کرنا، کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چٹکیاں لینے کے باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے آرامی کے خدشہ سے اپنے آپ کو ہلنے سے باز رکھا۔

۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے آیت تیمم کا نازل ہونا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت۔

۲۳۔ اگر آیت تیمم نازل نہ ہوتی تو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طعن کرتے کہ ان کی وجہ سے انہوں نے بے وضو نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرما کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طعن کو دور کیا اور جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شکایت کر رہے تھے وہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برکت کو بیان کرنے لگے۔

۲۴۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طعن یا ان کی مذمت گوارہ نہیں ہے جب منافقین نے ان پر تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

قرآن مجید کی دس آیات میں ان کی برأت بیان فرمائی، اوران کی برکت سے حدقذف کا قانون نازل کیا جس کی وجہ سے قیامت تک تمام خواتین کی عزتیں محفوظ ہوگئیں اوراس موقع پران کی برکت سے آیت تیمّم نازل فرمائی جس کی وجہ سے قیامت تک کے تمام مسلمانوں کو یہ سہولت حاصل ہوئی کہ اگر وہ بیمار ہوں یا ان کوسفر میں پانی نہ ملے تو وہ تیمّم کرلیں۔(۱)(۲)

تیمّم کے فرائض:

صدرالشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تیمّم میں تین فرض ہیں:

۱۔ نیت: اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تیمّم نہ ہوگا۔(۳)

☆ کافر نے اسلام لانے کے لئے تیمّم کیا اس سے نماز جائز نہیں کہ وہ اس وقت نیت کا اہل نہ تھا بلکہ اگر پانی پر قدرت نہ ہو تو سرے سے تیمّم کرے۔(۴)

☆ نماز اس تیمّم سے جائز ہوگی جو پاک ہونے کی نیت یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لئے کیا گیا ہو جو بلا طہارت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے یا قرآن مجید چھونے یا اذان واقامت (یہ سب عبادت مقصود نہیں) یا سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے یا زیارت قبور یا دفن میت یا بے وضو نے قرآن مجید پڑھنے (ان سب کے لئے طہارت شرط نہیں) کے لئے تیمّم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں بلکہ جس کے لئے کیا گیا اس کے سوا کوئی عبادت بھی جائز نہیں۔(۵)

☆ جب نے قرآن مجید پڑھنے کے لئے تیمّم کیا ہو تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے سجدہ شکر کی نیت سے جو تیمّم کیا ہو اس سے نماز نہ ہوگی۔

☆ دوسرے کو تیمّم کا طریقہ بتانے کے لئے جو تیمّم کیا اس سے بھی نماز جائز نہیں۔(۶)

☆ نماز جنازہ یا عیدین یا سنتوں کے لئے اس غرض سے تیمّم کیا ہو کہ وضو میں مشغول ہوگا تو یہ نمازیں فوت ہوجائیں گی تو اس تیمّم سے اس خاص نماز کے سوا کوئی دوسری نماز جائز نہیں۔(۷)

☆ نماز جنازہ یا عیدین کے لئے تیمّم اس وجہ سے کیا کہ بیمار تھا یا پانی موجود نہ تھا تو اس سے فرض نماز اور دیگر عبادتیں سب جائز ہیں۔

☆ سجدۂ تلاوت کے تیمّم سے بھی نمازیں جائز ہیں۔(۸)

☆ جس پر نہانا فرض ہے اسے یہ ضرور نہیں کہ غسل اور وضو دونوں کے لئے دو تیمّم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیت کرلے

۱۔ عمدۃ القاری، ج۴، ص۷۔۶ ۲۔ شرح صحیح مسلم، ج۱، ص۱۰۵۱۔۱۰۵۵ ۳۔ الفتاوی الرضویۃ، ج۳ ص۳۷۳

۴۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۲۶ ۵۔ ایضاً ۶۔ ایضاً

۷۔ الدرالمختار وردالمحتار، ج۱، ص۴۵۵۔۴۵۸ ۸۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۲۶

Marfat.com

دونوں ہو جائیں گے اور اگر صرف غسل یا وضو کی نیت کی تب بھی کافی ہے۔

☆ بیمار یا بے دست و پا اپنے آپ تیمّم نہیں کر سکتا تو اسے کوئی دوسرا شخص تیمّم کرا دے اور اس وقت تیمّم کرانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں بلکہ اس کی نیت چاہے جسے کرایا جا رہا ہے۔(۱)

۲۔ سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا: اس طرح کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تیمّم نہ ہوا۔(۲)

☆ داڑھی اور مونچھوں اور بھوؤں کے بالوں پر ہاتھ پھر جانا ضروری ہے۔ منہ کہاں سے کہاں تک ہے اس کو ہم نے وضو میں بیان کر دیا بھوؤں کے نیچے اور آنکھوں کے اوپر جو جگہ ہے اور ناک کے حصہ زیریں کا خیال رکھیں کہ اگر خیال نہ رکھیں گے تو ان پر ہاتھ نہ پھرے گا اور تیمّم نہ ہوگا۔(۳)

☆ عورت ناک میں پھول پہنے ہو تو نکال لے ورنہ پھول کی جگہ باقی رہ جائے گی اور نتھ پہنے ہو جب بھی خیال رکھے کہ نتھ کی وجہ سے کوئی جگہ باقی تو نہیں رہی۔

☆ نتھنوں کے اندر مسح کرنا کچھ درکار نہیں۔

☆ ہونٹ کا وہ حصہ جو عادۃً منہ بند ہونے کی حالت میں دکھائی دیتا ہے اس پر بھی مسح ہو جانا ضروری ہے تو اگر کسی نے ہاتھ پھیرتے وقت ہونٹوں کو زور سے دبا لیا کہ کچھ حصہ باقی رہ گیا تیمّم نہ ہوا۔ یونہی اگر زور سے آنکھیں بند کر لیں جب بھی تیمّم نہ ہوگا۔

☆ مونچھ کے بال اتنے بڑھ گئے کہ ہونٹ چھپ گیا تو ان بالوں کو اٹھا کر ہونٹ پر ہاتھ پھیرے، بالوں پر ہاتھ پھیرنا کافی نہیں۔

۳۔ دونوں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کرنا: اس میں بھی یہ خیال رہے کہ ذرہ برابر باقی نہ رہے ورنہ تیمّم نہ ہوگا۔

☆ انگوٹھی چھلے پہنے ہو تو انہیں اتار کر ان کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔(۴) عورتوں کو اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ کنگن چوڑیاں جتنے زیور ہاتھ میں پہنے ہوں سب کو ہٹا کر یا اتار کر جلد کے ہر حصہ پر ہاتھ پہنچائے اس کی احتیاطیں وضو سے بڑھ کر ہیں۔

☆ تیمّم میں سر اور پاؤں کا مسح نہیں۔

☆ ایک ہی مرتبہ ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لیا تیمّم نہ ہوا ہاں اگر ایک ہاتھ سے سارے منہ کا مسح کیا اور دوسرے سے ایک ہاتھ کا اور ایک ہاتھ جو بچ رہا اس کے لئے پھر ہاتھ مارا اور اس پر مسح کر لیا تو ہو گیا مگر خلاف سنت ہے۔(۵)

☆ جس کے دونوں ہاتھ یا ایک پہنچے سے کٹا ہو تو کہنیوں تک جتنا باقی رہ گیا اس پر مسح کرے اور اگر کہنیوں سے اوپر تک

۱۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۲۶ ۲۔ الدر المختار، ج۱، ص۴۴۸ ۳۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۲۶

۴۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۲۶ ۵۔ ایضاً

Marfat.com

کٹ گیا تو اسے بقیہ ہاتھ پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں پھر بھی اگر اس جگہ پر جہاں سے کٹ گیا ہے مسح کرلے تو بہتر ہے۔ (۳)(۳۔المرجع السابق)

☆ کوئی لنجھا ہے یا اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو اسے تیمّم کرادے تو وہ اپنے ہاتھ اور رخسار جہاں تک ممکن ہو زمین یا دیوار سے مس کرے اور نماز پڑھے مگر وہ ایسی حالت میں امامت نہیں کرسکتا۔ ہاں اس جیسا کوئی اور بھی ہے تو اس کی امامت کرسکتا ہے۔(۱)

☆ تیمّم کے ارادے سے زمین پر لوٹا اور منہ اور ہاتھوں پر جہاں تک ضرور ہے ہر ذرہ پر گرد لگ گئی تو ہوگیا ورنہ نہیں اور اس صورت میں منہ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لینا چاہیے۔

تیمّم کی سنتیں:

۱۔بسم اللہ کہنا ۲۔ہاتھوں کو زمین پر مارنا۔ ۳۔انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا۔

۴۔ ہاتھوں کو جھاڑ لینا یعنی ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا نہ اس طرح کہ تالی کی سی آواز نکلے۔

۵۔ زمین پر ہاتھ مار کر لوٹ دینا۔

۶۔ پہلے منہ پھر ہاتھ کا مسح کرنا۔

۷۔ دونوں کا مسح پے در پے ہونا۔

۸۔ پہلے داہنے ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا۔

۹۔ داڑھی کا خلال کرنا اور

۱۰۔ انگلیوں کا خلال جب کہ غبار پہنچ گیا ہو اور اگر غبار نہ پہنچا مثلاً پتھر وغیرہ کسی ایسی چیز پر ہاتھ مارا جس پر غبار نہ ہو تو خلال فرض ہے۔ ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنی تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے دہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہوا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے دہنے انگوٹھے کی پشت کا مسح کرے یونہی داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے اور ایک دم سے پوری ہتھیلی اور انگلیوں سے مسح کرلیا تیمّم ہوگیا خواہ کہنی سے انگلیوں کی طرف لایا یا انگلیوں سے کہنی کی طرف لے گیا مگر پہلی صورت میں خلاف سنت ہوا۔(۲)

۱۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱،ص۶۶ ۲۔ الدرالمختار وردالمحتار، ج۱،ص۴۳۷۔۴۳۹

Marfat.com

☆ اگر مسح کرنے میں صرف تین انگلیاں کام میں لایا جب بھی ہوگیا اور اگر ایک یا دو سے مسح کیا تیمم نہ ہوا اگرچہ تمام عضو پر ان کو پھیر لیا ہو۔

☆ تیمم ہوتے ہوئے دوبارہ تیمم نہ کرے۔(۱)

☆ خلال کے لئے ہاتھ مارنا ضروری نہیں۔(۲)

کس چیز سے تیمّم جائز ہے اور کس سے نہیں:

☆ تیمم اسی چیز سے ہوسکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمم جائز نہیں۔(۳)

☆ جس مٹی سے تیمم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نہ اس پر کسی نجاست کا اثر ہو نہ یہ ہو کہ محض خشک ہونے سے اثر نجاست جاتا رہا ہو۔(۴)

☆ جس چیز پر نجاست گری اور سوکھ گئی اس سے تیمم نہیں کرسکتے اگرچہ نجاست کا اثر باقی نہ ہو البتہ نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔(۵)

☆ یہ وہم کہ کبھی نجس ہوئی ہوگی فضول ہے اس کا اعتبار نہیں۔

☆ جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمم جائز ہے۔ ریتا، چونا، سرمہ، ہرتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمرد وغیرہ جواہر سے تیمم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو۔(۵)

☆ پکی اینٹ چینی یا مٹی کے برتن سے جس پر کسی ایسی چیز کی رنگت ہو جو جنس زمین سے ہے۔ جیسے گیرو (۱۔ایک قسم کی لال مٹی، کھریا) (۲) (۲۔ایک قسم کی سفید مٹی)، مٹی یا وہ چیز جس کی رنگت جنس زمین سے تو نہیں مگر برتن پر اس کا جرم نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس سے تیمم جائز ہے اور اگر جنس زمین سے نہ ہو اور اس کا جرم برتن پر ہو تو جائز نہیں۔

☆ شورہ جو ہنوز پانی میں ڈال کر صاف نہ کیا گیا ہو اس سے تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔(۶)

☆ جو نمک پانی سے بنتا ہے اس سے تیمم جائز نہیں اور جو کان سے نکلتا ہے جیسے سیندھا نمک اس سے جائز ہے۔(۷)

☆ جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جیسے لکڑی، گھاس وغیرہ یا پگھل جاتی یا نرم ہو جاتی ہو جیسے چاندی، سونا، تانبا، پیتل، لوہا وغیرہ دھاتیں وہ زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمم جائز نہیں۔ ہاں یہ دھاتیں اگر کان سے نکال کر پگھلائی نہ گئیں ہوں کہ ان پر مٹی کے اجزا ہنوز باقی ہیں تو ان سے تیمم جائز ہے اور اگر پگھلا کر صاف کرلی گئیں اور ان پر اتنا غبار ہے کہ ہاتھ مارنے سے اس کا اثر ہاتھ

۱۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۳، ص۳۷۶ ۲۔ البحر الرائق، ج۱، ص۲۵۳ ۳۔ خلاصۃ الفتاوی، ج۱، ص۳۵
۴۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۲۶ ۵۔ ایضاً ۶۔ ایضاً
۷۔ ایضاً

Marfat.com

میں ظاہر ہوتا ہے تو اس غبار سے تیمّم جائز ہے، ورنہ نہیں۔(۱)

☆ غلہ، گیہوں، جو وغیرہ اور لکڑی یا گھاس اور شیشہ پر غبار ہو تو اس غبار سے تیمّم جائز ہے جب کہ اتنا ہو کہ ہاتھ میں لگ جاتا ہو ورنہ نہیں۔(۲)

☆ مشک وعنبر، کافور، لوبان سے تیمّم جائز نہیں۔(۳)

☆ موتی اور سیپ اور گھونگے سے تیمّم جائز نہیں اگرچہ پسے ہوں اور ان چیزوں کے چونے سے بھی ناجائز۔(۴)

☆ راکھ اور سونے چاندی فولاد وغیرہ کے کشتوں سے بھی جائز نہیں۔(۵)

☆ زمین یا پتھر جل کر سیاہ ہو جائے اس سے تیمّم جائز ہے یونہی اگر پتھر جل کر راکھ ہو جائے اس سے بھی جائز ہے۔(۶)

☆ اگر خاک میں راکھ مل جائے اور خاک زیادہ ہو تو تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں۔(۷)

☆ زرد، سرخ، سبز، سیاہ رنگ کی مٹی سے تیمّم جائز ہے (۸) مگر جب رنگ چھوٹ کر ہاتھ منہ کو رنگین کر دے تو بغیر ضرورت شدیدہ اس سے تیمّم کرنا جائز نہیں اور کر لیا تو ہو گیا۔

☆ بھیگی مٹی سے تیمّم جائز ہے جب کہ مٹی غالب ہو۔(۹)

☆ مسافر کا ایسی جگہ گزر ہوا کہ ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے اور پانی نہیں پاتا کہ وضو یا غسل کرے اور کپڑے میں بھی غبار نہیں تو اسے چاہیے کہ کپڑا کیچڑ میں تان کر سکھا لے اور اس سے تیمّم کرے اور اگر وقت جاتا ہو تو مجبوری کو کیچڑ ہی سے تیمّم کر لے جب کہ مٹی غالب ہو۔(۱۰)

☆ گدے اور دری وغیرہ میں غبار ہے تو اس سے تیمّم کر سکتا ہے اگرچہ وہاں مٹی موجود ہو جب کہ غبار اتنا ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے۔(۱۱)

☆ نجس کپڑے میں غبار ہو اس سے تیمّم جائز نہیں ہاں اگر اس کے سوکھنے کے بعد غبار پڑا تو جائز ہے۔(۱۲)

☆ مکان بنانے یا گرانے میں یا کسی اور صورت سے منہ اور ہاتھوں پر گرد پڑی اور تیمّم کی نیت سے منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لیا تیمّم ہو گیا۔(۱۳)

☆ گچ کی دیوار پر تیمّم جائز ہے۔(۱۴)

☆ مصنوعی مردہ سنگ سے تیمّم جائز نہیں۔(۱۵)

۱۔ فتاوی عالمگیری، ج۱، ص۲۶ ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً ۴۔ الفتاوی الرضویۃ، ج۳، ص۶۵۷
۵۔ ایضاً، ص۶۵۶ ۶۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۲۷ ۷۔ ایضاً
۸۔ ایضاً ۹۔ ایضاً ۱۰۔ ایضاً
۱۱۔ الفتاوی الرضویۃ، ج۳، ص۳۰۲ ۱۲۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۴۵۳
۱۳۔ ایضاً ۱۴۔ الدرالمختار، ج۱، ص۴۵۳ ۱۵۔ الفتاوی الرضویۃ، ج۳، ص۶۵۴

Marfat.com

☆ مونگے یا اس کی راکھ سے تیمم جائز نہیں۔(۱)

☆ جس جگہ سے ایک نے تیمم کیا دوسرا بھی کرسکتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم ناجائز یا مکروہ ہے غلط ہے۔(۲)

☆ تیمم کے لئے ہاتھ زمین پر مارا اور مسح سے پہلے ہی تیمم ٹوٹنے کا کوئی سبب پایا گیا تو اس سے تیمم نہیں کرسکتا۔(۳)

تیمم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے:

☆ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہے گا اور علاوہ ان کے پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔(۵)

☆ مریض نے غسل کا تیمم کیا تھا اور اب اتنا تندرست ہوگیا کہ غسل سے ضرر نہ پہنچے گا تیمم جاتا رہا۔(۶)

☆ کسی نے غسل اور وضو دونوں کے لئے ایک ہی تیمم کیا تھا پھر وضو توڑنے والی کوئی چیز پائی گئی یا اتنا پانی پایا کہ جس سے صرف وضو کرسکتا ہے یا بیمار تھا اور اب اتنا تندرست ہوگیا کہ وضو نقصان نہ کرے گا اور غسل سے ضرر ہوگا تو صرف وضو کے حق میں تیمم جاتا رہا غسل کے حق میں باقی ہے۔(۷)

☆ جس حالت میں تیمم ناجائز تھا اگر وہ بعد تیمم پائی گئی تیمم ٹوٹ گیا جیسے تیمم والے کا ایسی جگہ گذر ہوا کہ وہاں سے ایک میل کے اندر پانی ہے تو تیمم جاتا رہا۔ یہ ضروری نہیں کہ پانی کے پاس ہی پہنچ جائے۔

☆ اتنا پانی ملا کہ وضو کے لئے کافی نہیں ہے یعنی ایک مرتبہ منہ اور ایک ایک مرتبہ دونوں ہاتھ پاؤں نہیں دھوسکتا تو وضو کا تیمم نہیں ٹوٹا اور اگر ایک ایک مرتبہ دھوسکتا ہے تو جاتا رہا۔ یونہی غسل کے تیمم کرنے والے کو اتنا پانی ملا جس سے غسل نہیں ہوسکتا تو تیمم نہیں گیا۔(۸)

☆ ایسی جگہ گزرا کہ وہاں سے پانی قریب ہے مگر پانی کے پاس شیر یا سانپ یا دشمن ہے جس سے جان و مال یا آبرو کا صحیح اندیشہ ہے یا قافلہ انتظار نہ کرے گا اور نظروں سے غائب ہوجائے گا یا سواری سے اتر نہیں سکتا جیسے ریل گاڑی یا گھوڑا کہ اس کے روکے نہیں رکتا یا گھوڑا ایسا ہے کہ اترنے تو دے گا مگر پھر چڑھنے نہ دے گا یا یہ اتنا کمزور ہے کہ پھر چڑھ نہ سکے گا یا کنوئیں میں پانی ہے اور اس کے پاس ڈول رسی نہیں تو ان سب صورتوں میں تیمم نہیں ٹوٹا۔(۹)

۱۔ الدر المختار، ج۱، ص۴۵۲ ۲۔ منیۃ المصلی، ص۵۸ ۳۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۲۶

۴۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱ ص۲۹ ۵۔ ایضاً ۶۔ ایضاً

۷۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۳۰ ۸۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۳۰

Marfat.com

☆ پانی کے پاس سے سوتا ہوا گذرا تیمّم نہیں ٹوٹا۔ (۱) ہاں اگر تیمّم وضو کا تھا اور نیند اس حد کی ہے جس سے وضو جاتا رہے تو بیشک تیمّم جاتا رہا مگر نہ اس وجہ سے کہ پانی پر گذرا بلکہ سو جانے سے اور اگر اونگھتا ہوا پانی پر گذرا اور پانی کی اطلاع ہوگئی تو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

☆ پانی پر گذرا اور اپنا تیمّم یاد نہیں جب بھی تیمّم جاتا رہا۔ (۲) (۳۔المرجع السابق)

☆ نماز پڑھتے میں گدھے یا خچر کا جھوٹا پانی دیکھا تو نماز پوری کرے پھر اس سے وضو کرے پھر تیمّم کرے اور نماز لوٹائے۔

☆ نماز پڑھتا تھا اور دور سے ریتا چمکتا ہوا دکھائی دیا اور اسے پانی سمجھ کر ایک قدم بھی چلا پھر معلوم ہوا ریتا ہے نماز فاسد ہوگئی مگر تیمّم نہ گیا۔

☆ چند شخص تیمّم کیے ہوئے تھے کسی نے ان کے پاس ایک وضو کے لائق پانی لاکر کہا جس کا جی چاہے اس سے وضو کرلے سب کا تیمّم جاتا رہے گا اور اگر وہ سب نماز میں تھے تو نماز بھی سب کی گئی اور اگر یہ کہا کہ تم سب اس سے وضو کرلو تو کسی کا بھی تیمّم نہ ٹوٹے گا۔ (۲) یونہی اگر یہ کہا کہ میں نے تم سب کو اس پانی کا مالک کیا جب بھی تیمّم نہ گیا۔

☆ پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا اب پانی ملا تو ایسا بیمار ہوگیا کہ پانی نقصان کرے گا تو پہلا تیمّم جاتا رہا اب بیماری کی وجہ سے پھر تیمّم کرے یونہی بیماری کی وجہ سے تیمّم کیا اب اچھا ہوا تو پانی نہیں ملتا جب بھی نیا تیمّم کرے۔ (۳)

☆ کسی نے غسل کیا مگر تھوڑا سا بدن سوکھا رہ گیا یعنی اس پر پانی نہ بہا اور پانی بھی نہیں کہ اسے دھولے اب غسل کا تیمّم کیا پھر بے وضو ہوا اور وضو کا بھی تیمّم کیا پھر اسے اتنا پانی ملا کہ وضو کرلے اور وہ سوکھی جگہ بھی دھولے تو دونوں تیمّم وضو اور غسل کے جاتے رہے اور اگر اتنا پانی ملا کہ نہ اس سے وضو ہوسکتا ہے نہ وہ جگہ دھل سکتی ہے تو دونوں تیمّم باقی ہیں اور اس پانی کو اس خشک حصہ کے دھونے میں صرف کرے جتنا دھل سکے اور اگر اتنا ملا کہ وضو ہوسکتا ہے اور خشکی کے لئے کافی نہیں تو وضو کا تیمّم جاتا رہا اس سے وضو کرے اور اگر صرف خشک حصہ کو دھوسکتا ہے اور وضو نہیں کرسکتا تو غسل کا تیمّم جاتا رہا، وضو کا باقی ہے اس پانی کو اس کے دھونے میں صرف کرے اور اگر ایک کرسکتا ہے چاہے وضو کرے چاہے اسے دھولے تو غسل کا تیمّم جاتا رہا اس سے اس جگہ کو دھولے اور وضو کا تیمّم باقی ہے۔ (۴) (۵)

۱۔ الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۳۰ ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً، ص۲۹۔۳۰

۴۔ ایضاً ص۲۹ ۵۔ بہار شریعت، ج۱، ص۳۵۳۔۳۶۲

Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ نَهْيِ الْجُنُبِ عَنِ الِاغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ

باب ۱: جمع شدہ پانی میں جنبی کے نہانے کی ممانعت

امام نسائی سے یہ باب کتاب الطھارۃ میں بھی قائم کیا ہے، البتہ الفاظ میں تھوڑا سا تقدم وتاخر ہے، کتاب الطھارۃ میں عنوان ہے: باب النهى عن اغتسال الجنب فى المآء الدائم ''اور یہاں پر عنوان ہے: باب ذكر نهى الجنب عن الاغتسال فى المآء الدائم۔

امام صاحب نے کتاب الطھارۃ میں اس عنوان کے تحت ایک حدیث مبارکہ سے استدلال کیا تھا، اور یہاں پر چار احادیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے،

۳۹۴۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، أَنَّ أَبَا السَّائِبِ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے کوئی جنبی شخص جمع شدہ پانی میں نہ نہائے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

۲۔اطراف:

راجع: ۲۲۰

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

۱۔سلیمان بن داؤد:	راجع: ۷۹	۲۔الحارث بن مسکین:	راجع: ۹
۲۔ابن وہب:	ایضاً	۴۔عمرو بن الحارث:	راجع: ۷۹
۵۔ابوالسائب:	راجع: ۲۲۰	۶۔حضرت ابوہریرہ:	راجع: ۱۱۰

Marfat.com

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے، امام مسلم نے اسے روایت کیا ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی میں سے ہے،

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو بتالیس ویں (۱۴۲) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

نوٹ: سند مذکور کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۳، ص۵۲ پر گذر چکی ہیں۔

سند کا فرق: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الطھارۃ میں اسی روایت کو چھ رواۃ سے روایت کیا ہے، یہاں پر سند میں حضرت بکیر کو ذکر نہیں کیا، اس لئے وہاں یہ حدیث سداسی ہے، اور یہاں پر خماسی ہے۔

۶۔لغات:

راجع: ۲۲۰

۳۹۵۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ :حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا يَبُولَنَّ الرَّجُلُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ أَوْ يَتَوَضَّأُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص جمع شدہ پانی میں پیشاب نہ کرے، کہ (بعد میں اسے) اس سے غسل یا وضو کرنا پڑے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت پہلے جملہ میں ہے:

کوئی شخص جمع شدہ پانی میں پیشاب نہ کرے۔

۲۔اطراف:

مسلم: ۲۸۲، احمد: ۱۰۳۸۹، ۱۰۸۹۵، صحیفہ ھمام بن منبہ: ۳۷، تحفۃ الاشراف: ۱۴۶۹۱

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، جن میں سے تین راویوں کا تعارف گذر چکا ہے، باقی تین حضرات محمد بن حاتم،

Marfat.com

حبان بن موسیٰ اور حضرت ہمام بن منبہ رحمہم اللہ کے حالات لکھے جا رہے ہیں:

۱۔ محمد بن حاتم:

آپ کا نام ابوعبداللہ محمد بن حاتم بن نعیم بن عبدالحمید مروزی مصیصی ہے، آپ رواۃ کے بارہویں طبقہ سے ثقہ ہیں، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے چوالیس (۴۴) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۲۔ حبان:

آپ کا نام ابومحمد حبان بن موسیٰ بن سوار سلمی مروزی کشمیہنی (م:۲۳۳ھ) ہے، آپ رواۃ کے دسویں طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، امام ابوداؤد اور ابن ماجہ کے علاوہ آئمہ صحاح ستہ روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے سینتیس (۳۷) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۲)

۳۔ عبداللہ: راجع: ۲۲۹ ۴۔ معمر: راجع: ۱۶۱

۵۔ حضرت ھمّام بن مُنبّہ رحمۃ اللہ علیہ:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

حضرت ھمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات جو بھی ملتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

طبقات ابن سعد میں لکھا ہے:

''وہب بن منبہ کی وفات صنعاء میں ۱۱۰ھ میں ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے آغاز میں ہوئی۔ رہے ہمام بن منبہ جو ابناء (۱۲۸) (۱۲۸۔ ''ابناء ان ایرانیوں کی اولاد کو کہتے ہیں جو یمن کو فتح کرنے کے بعد وہیں بس گئے تھے۔ یہ فوج کسریٰ نوشیرواں نے سیف بن ذی یزن کی درخواست پر حبشیوں سے لڑنے بھیجی تھی۔ (۳) میں سے ہیں اور جو اپنے بھائی۔ حضرت ھمّام بن منبہ آپس میں چھ بھائی تھے: ۱۔ ھمّام، ۲۔ وہب، ۳۔ معقل، ۴۔ غیلان، ۵۔ عبداللہ، ۶۔ عمر۔ (۴) وہب بن منبہ سے عمر میں بڑے تھے۔ وہ حضرت ابوہریرہ سے (تعلیم کے سلسلے میں) ملے اور ان سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی وفات۔ حضرت ھمّام بن منبہ صنعاء میں فوت ہوئے) (۵) وہب سے پہلے ہوئی یعنی ۱۰۱ یا ۱۰۲ ہجری میں۔ ان کی کنیت ابوعقبہ تھی۔(۶)

مزید تفصیل حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التھذیب میں دی ہے جو یہ ہے: ''ھمّام بن منبہ بن کامل بن شیخ

۱۔ i۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۶۹ ii۔ تقریب التھذیب، ج ۲، ص ۱۶۱

۲۔ i۔ الثقات، ج ۸، ص ۲۱۴ ii۔ تقریب التھذیب، ج ۱، ص ۱۵۰

۳۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج ۱، ص ۱۶۳ ۴۔ تھذیب الاسماء واللغات، ج ۲، ص ۱۴۰

۵۔ اعلام، ج ۹، ص ۹۸، ۱، معجم المؤلفین، ج ۱۳، ص ۱۵۳ ۶۔ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۹۶

Marfat.com

یہاں اس طرح شیخ ہے لیکن ان کے بھائی وہب بن منبہ کے حالات میں بغیر نقطوں کے شیخ بن ذی کنار یمانی صنعانی ذماری لکھا ہے۔ ابناء کی آمد یمن میں چھٹی صدی عیسوی کے اواخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد ہوئی، لیکن یہاں باپ، دادا، پڑدادا، سگڑدادا سب کے نام ایرانی کی جگہ عربی میں دیئے ہیں۔ وہ یا تو ایرانی تھے یا نسبت مشتبہ ہے۔) یمانی ابوعقبہ صنعانی (یہ شہر صنعاء کی طرف منسوب ہے، جو ملک یمن کا دارالحکومت ہے۔ نیز حضرت ھمّام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ذماری ہیں۔ ذمار صنعاء کے قریب ایک گاؤں ہے۔) (۱) ابناوی نے حضرت ابوہریرہ، حضرت معاویہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم سے روایات کی ہیں، اور خود ان سے ان کے بھائی حضرت وہب بن منبہ، ان کے بھتیجے عقیل بن معقل بن منبہ، علی بن حسن بن آتش اور معمر بن راشد رحمہم اللہ نے روایتیں کی ہیں۔ حضرت اسحاق بن منصور نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا ہے: کہ ھمّام ثقہ تھے۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب الثقات میں کیا ہے۔ حضرت میمونی نے امام احمد سے روایت کیا ہے کہ ھمّام غزوات (اسلامی جنگوں) میں حصہ لیا کرتے، اور اپنے بھائی وہب کے لئے کتابیں خریدا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس زانوئے شاگردی تہ کیا، اور ان سے احادیث سنیں، جو تقریباً ۱۴۰ ہیں، سب کی سب ایک اسناد رکھتی ہیں۔ حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا زمانہ پایا جب کہ یہ بوڑھے ہوگئے، اور ان کی بھنویں ان کی آنکھوں پر گر گئی تھیں۔ حضرت ھمّام نے حضرت معمر کو یہ (احادیث) پڑھ کر سنانی شروع کیں، لیکن جب تھک گئے، تو حضرت معمر نے (رسالہ) ہاتھ میں لے لیا اور باقی کو خود پڑھ کر سنایا۔ حضرت عبدالرزاق (راوی) یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ کونسا حصہ انہوں نے پڑھا، اور کون سا ان کو پڑھ کر سنایا گیا۔ علامہ ابن سعد نے کہا: کہ ان کی وفات ۳۱ھ میں ہوئی۔ (جیسا کہ ہم نے ابھی اوپر دیکھا۔ ابن سعد نے ''۱۰۱ یا ۱۰۲'' لکھا ہے، اور پرانے زمانے میں کسی کاتب کے سہو کے باعث وہ ''۳۱'' ہوگیا، اور امام نووی وغیرہ ہر کسی نے وہی نقل کر دیا، البتہ امام بخاری کا ''سنہ دو'' کہنا ان کو اس سہو سے بچاتا ہے۔ وہ غالباً ۱۰۲ھ کہنا چاہتے ہیں، جو ابن سعد کی بھی ایک روایت ہے: ''حضرت علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، جو حضرت ھمّام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تھا۔ اس نے کہا: حضرت ھمّام رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲ھ میں وفات پائی، اور ابن سعد نے ۱۳۱ھ بتایا ہے)۔ (۲) امام بخاری کا بیان ہے کہ علی نے بیان کیا: میں نے ایک شخص جو حضرت ھمّام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تھا، سے پوچھا: کہ ھمّام کی وفات کب ہوئی؟ اس نے کہا: سنہ دو میں۔ اور ابن عیینہ کے حوالے سے بیان کیا ہے، کہا: کہ میں ھمّام کی آمد کا دس برس تک انتظار کرتا رہا۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ ابن سعد، خلیفہ اور ابن حبان نے بیان کیا ہے کہ ان کی وفات سنہ ۳۱ یا ۳۲ میں ہوئی، حضرت عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ یہ یمنی، تابعی اور ثقہ تھے''۔

۱۔ رجال صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۲۱ ۲۔ الجمع بین رجال الصحیحین، ج ۲، ص ۵۵۴

Marfat.com

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون (۱۳۵) (۱۳۵۔ برموقع) میں لکھا ہے: ''الصحیفۃ الصحیحۃ: مولفہ ھمّام بن منبہ متوفی ۱۳۱ھ (۱۳۶) (۱۳۶۔ حاجی خلیفہ نے بھی تاریخ وفات والی پرانی غلطی دہرائی ہے۔ صحیح تاریخ ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ ہے۔) یہ وہی ہے جسے انہوں نے بروایت ابی ہریرہ تالیف کیا''۔ (۱۳۷) (۱۳۷۔ اس کا حقیقی نام تو ''الصحیفۃ الصحیحۃ'' ہے مگر یہ ''صحیفۃ ھمّام بن منبہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے یوں الصحیفۃ الصحیحۃ المعروف بصحیفۃ ھمّام بن منبہ عن ابی ھریرۃ مکمل نام ہوا۔)

صحیفہ ھمّام بن منبہ کا تحفظ:

بہر حال حضرت ھمّام بن منبہ نے اپنے استاد سے احادیث کا جو مجموعہ حاصل کیا تھا، اسے نہ تو ضائع کیا اور نہ اپنی ذات تک مخصوص رکھا بلکہ اپنی نوبت پر اسے اپنے شاگردوں تک پہنچایا اور رسالۂ زیر تذکرہ کی روایت یا تدریس کا مشغلہ انہوں نے پیرانہ سالی تک جاری رکھا۔ یہ درس بہتوں نے لیا ہوگا لیکن خوش قسمتی سے انہیں ایک صاحب ذوق شاگرد معمر بن راشد یمنی (۱۳۸) (۱۳۸۔ **جامع معمر بن راشد**: ابوعروہ معمر بن راشد متوفی ۱۵۳ھ نے نہ صرف صحیفہ ھمّام بن منبہ کو بعینہ محفوظ رکھا اور اپنے شاگردوں کو املاء کروایا بلکہ ''الجامع'' نامی ایک کتاب حدیث پر خود بھی تالیف کی جیسا کہ نام ہی بتاتا ہے کہ انہوں نے اس میں ان تمام احادیث کو یکجا کیا جو اپنے مختلف اساتذہ سے سنی اور لکھی تھیں۔ علم کی خوش قسمتی سے یہ کتاب اب تک محفوظ ہے اور حال ہی میں ترکی (Turkey) سے ملی ہے۔ اس کا ایک نسخہ جامعہ انقرہ (Ankara University) کے شعبۂ تاریخ کے کتب خانے میں (ذخیرۂ اسماعیل بن صائب ۲۱۶۴ پر) ہے اور ناقص و دریدہ لیکن بہت قدیم ہے یعنی ۳۶۴ھ میں اندلس (Andalusia) کے شہر طلیطلہ (Toledo) میں لکھا گیا ہے۔ دوسرا نسخہ کامل ہے اور استنبول کے کتب خانہ فیض اللہ آفندی میں (۵۴۱ پر) ہے اور ۶۰۶ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب پر استنبول یونیورسٹی (Istanbul University) کے نوجوان فاضل استاذ ڈاکٹر فواد سزگین نے ''ترکیات مجموعہ سی'' نامی رسالے کی بارہویں جلد ۱۹۵۵ء میں صفحہ ۱۱۵ تا ۱۳۴ پر ایک دلچسپ مقالہ بھی ترکی زبان میں لکھا ہے جس کا عنوان ''حدیث مصنفا تنک میدئی و معمر بن راشدک جامعی'' ہے۔ یہ کتاب راوی نہیں بلکہ موضوع وار مرتب ہوئی ہے۔ سرسری مطالعے پر اس میں ہمارے صحیفہ ھمّام کا بھی آٹھ دس بار حوالہ نظر آیا لیکن معمر کی کوشش یہ معلوم ہوتی ہے کہ تکرار نہ ہو۔ چنانچہ صحیفہ ھمّام کی احادیث حضرت ھمّام کے سوا کسی اور راوی سے ملیں تو اس جدید سند کے ساتھ ان کو ''الجامع'' میں ضرور درج کیا ہے۔ اس طرح ایک ہی حدیث کئی ماخذ سے معلوم ہونے کے باعث معتبر تر ہی ہو جاتی ہے۔ یہ دو سو سے کچھ زائد اوراق پر مشتمل ہے۔) بھی مل گئے جنہوں نے بغیر حذف و اضافہ اس رسالے کو اپنے شاگردوں تک پہنچایا معمر کو بھی ایک ممتاز اہل علم بطور شاگرد مل گئے یہ عبدالرزاق میں ھمّام بن نافع حمیری تھے یہ بھی اس ملک کے چشم و چراغ ہیں جس کے بارے میں حدیث نبوی وارد ہے۔

Marfat.com

الایمان یمان ''ایمان یمن والوں میں ہے''۔

یہ عبدالرزاق بہت بڑے مؤلف گزرے ہیں۔ انہوں نے علم حدیث پر دوجلدوں میں المصنف نامی ایک ضخیم تالیف چھوڑی ہے۔ عہد نبوت وعہد صحابہ کی تاریخ سمجھنے میں اس کتاب سے بڑی مدد ملتی ہے۔ مصنف عبدالرزاق کے مخطوطات استنبول (Istanbul) اور یمن (Yemen) میں کامل اور حیدرآباد دکن، ٹونک اور حیدرآباد سندھ وغیرہ میں ناقص ملتے ہیں۔ جہاں تک زیر اشاعت صحیفے کا تعلق ہے، امام عبدالرزاق نے بجنسہ روایت کا سلسلہ جاری رکھا۔

علم کی خوش قسمتی کہ انہیں دو بڑے ہی اچھے شاگرد ملے۔ ایک امام احمد بن حنبل اور دوسرے ابوالحسن احمد بن یوسف سلمی۔ ان دونوں نے صحیفہ ھمّام بن منبہ کی خاص خدمت کی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی ضخیم المسند کے ''باب ابوہریرہ'' کی ایک خاص فصل میں بلا حذف واضافہ ضم کردیا اور جب تک مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں باقی ہے، صحیفہ ھمّام کے بھی باقی رہنے کا سامان کردیا۔ دوسرے شاگرد سلمی نے اس صحیفے کی مستقل روایت کا سلسلہ جاری رکھا اور ان کو اور ان کے شاگردوں کو نسلاً بعد نسل ایسے شاگردان رشید ملتے گئے جنہوں نے اس قابل قدر یادگار کو آلائش سے پاک اور باحفاظت رکھا۔ چند نسلوں بعد عبدالوہاب ابن مندہ اصفہانی کا زمانہ آیا تو ان کے دو شاگردوں نے اس رسالے کی حفاظت کا اپنی اپنی جگہ سامان کیا۔ ایک تو ابوالفرج مسعود بن حسن ثقفی جن کے سلسلے میں محمد ابن جہبل اور اسماعیل بن جماعہ جیسے ممتاز مشاہیر کے نام ملتے ہیں اور کم از کم ۸۵۶ھ تک باقاعدہ درس اور روایت کی اجازت کا سلسلہ جاری رہا۔ دوسرے شاگرد محمد بن احمد اصفہانی ہیں جن کے شاگرد ایک خراسانی عالم محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن مسعود مسعودی بندہی (پنج دہی) (۱۳۹) (۱۳۹۔ ان کے حالات کے لئے دیکھئے: ارشاد یاقوت ج ۷، ص ۲۰، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ ص ۱۴۸، رقم: الترجمۃ: ۲۶۴، تاریخ ادبیات عربی ضمیمہ، ج ۱، ص ۶۰۹ و ضمیمے کا ضمیمہ، ج ۱، ص ۴۳۷، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، رقم الترجمۃ: ۶۳۱) نے صلیبی جنگوں کے زمانے میں ۵۷۷ھ میں مدرسۂ ناصریہ صلاحیہ میں جو سلطان صلاح الدین ایوبی نے دمیاط (مصر) میں قائم کیا تھا، اس کا درس دیا۔ اتفاق سے یہ اصل نسخہ محفوظ ہے اور ۶۷۰ھ یعنی تقریباً پوری ایک صدی تک اسی نسخے پر نسلاً بعد نسل علماء نے اپنے درس کا مدار رکھا اور اس میں اپنی درس دہی اور حاضر الوقت طلبہ کے نام وغیرہ درج کرکے دستخط کئے۔ اس سماع سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ بندہی جو الملک الافضل بن سلطان صلاح الدین ایوبی کے استاد تھے، ان کے درس میں دمیاط (Damacetle) کا فوجی گورنر، تینیس اور دمیاط کے متعدد اساتذہ وفضلاء بھی حاضر تھے۔ فیض علم کے ان جاری رکھنے والوں کا شجرہ یوں بنتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (۵۳ قبل ہجرت تا ۱۰ھ)

ابوہریرہ (متوفی ۵۸ھ)

Marfat.com

ابوعقبہ ہمام بن منبہ (متوفی ۱۰۱ھ)

ابوعروہ معمر بن راشد (متوفی ۱۵۳ھ)

ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع (۱۲۱ھ تا ۲۱۱ھ)

امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ تا ۲۴۱ھ)

احمد بن یوسف سلمی

ابوبکر محمد بن حسین القطان (متوفی ۳۰۲ھ)

(ابراہیم بن محمد القطان)

محمد بن اسحاق ابن مندہ (۳۱۰ھ تا ۳۹۵ھ)

مسعود بن الحسن ثقفی

محمود بن ابراہیم ابن مندہ

محمد بن محمد بن محمد بن ہبۃ اللہ بن جہل

قاسم بن محمود بن مظفر بن عساکر

عبدالوہاب بن محمد بن مندہ

محمد بن احمد بن محمد اصبہانی

محمد بن عبدالرحمٰن مسعودی بندہی

مخطوطۂ دمشق

ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد

عبداللہ بن جماعہ

اسماعیل ابن جماعہ

مخطوطۂ برلین

جیسا کہ ہم نے ابھی دیکھا کہ صحیفہ ہمّام بن منبہ کی جہاں نسلاً بعد نسل مستقل اور علیحدہ روایت کا سلسلہ جاری رہا، وہاں بعض محدثین نے اس کو اپنی تالیفات میں ضم اور مدغم بھی کرلیا۔ ان میں سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ مؤلف یا راوی وار احادیث مرتب کیں اس لئے ان کے لئے ممکن تھا کہ صحیفہ ہمّام کو بجنسہ محفوظ رکھیں اور انہوں نے یہی کیا بھی ہے۔ (۱)

اس سے جہاں صحیفہ ہمّام کے نو دستیاب شدہ مخطوطے کی صحت کی توثیق ہوئی ہے، وہیں خود اس مخطوطے سے مسند احمد بن حنبل کے قابل اعتماد ہونے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح ان دونوں خادمان علم کو جزا دیتے ہوئے آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی سرخرو کردیا ہے، البتہ دوسرے محدث چونکہ موضوع وار احادیث مرتب کرتے رہے مثلاً امام بخاری وغیرہ۔ لہٰذا

۱۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۳۱۲۔۳۱۹

Marfat.com

انہوں نے مجبوراً صحیفہ ھمّام بن منبہ کی احادیث کو اپنی کتب کے مختلف ابواب میں منتشر کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر سرسری تلاش میں صحیفہ ھمّام کی مندرجہ ذیل احادیث صحیح بخاری کے ابواب مفصلہ تحت میں ملیں جو من وعن یکساں ہیں اور سب معمر سے مروی ہیں:

حدیث نمبر	صحیح بخاری
۱۰۸	باب لاتقبل صلاة بغير طهور
۹۲	باب مايقع من الغائيات
۶۰	باب من اس عريانا
۱۱۹	باب دفن النخامة
۷۰	باب من اخذ بالر كاب
۲۹	باب الحرب خدعة
۱۳۳	باب قول النبی احلت لكم الغنائم
۸۵	باب ماجاء فی صفة الجنة
۸۵	باب قول اللہ واذ قال ربک للملائکۃ
۲۳	باب علامات النبوۃ
۲۴	باب ایضاً
۵۷	باب علامات النبوۃ باب قول اللہ واذ وعدنا موسیٰ
۴۶	باب قول اللہ وایوب اذ نادی
۱۰۳	باب حدیث الخضر مع موسیٰ
۱۱۵	باب بدء الخلق، باب
۵۹	باب وفاۃ موسیٰ
۴۷	باب قول اللہ وآتینا داوٗد زبورا
۴۱	باب قول اللہ واذکر فی الکتاب مریم
۷۸	باب حدیث الغار، باب
۱۲۵	باب علامات النبوۃ

Marfat.com

۱۲۴ باب ایضاً

صحیح کا تین چوتھائی حصہ ہم نے نہیں دیکھا۔اس میں بھی معمر کے حوالے سے مزید احادیث ملیں گی۔

ظاہر ہے کہ امام بخاری وغیرہ کی تالیفات سے موجودہ مخطوطے کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جاسکتا بجز اس کے کہ تخریج احادیث کی جائے، البتہ مسند احمد بن حنبل سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے جہاں وہ بجنسہ نقل کر دیا گیا ہے۔اس مقابلے پر نظر آتا ہے کہ

۱۔ مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے مخطوطات میں احادیث کی ترتیب یکساں ہے بجز احادیث نمبر ۱۳، ۹۳، ۱۲۶، ۱۳۸ کے جن میں تقدم وتاخر ہوا ہے لیکن الفاظ بعینہ وہی ہیں۔

۲۔ مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں ایک پانچ لفظی مختصر حدیث ہے جو ہمارے مخطوطات میں نہیں ہے۔اس کے برخلاف مخطوطات کی حدیث نمبر ۵ مسند احمد میں حذف ہوگئی ہے۔ہم نے مسند احمد کے مطبوعہ نسخے پر اعتماد کیا ہے۔اس میں طباعت کی بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں۔

۳۔ ہمارے مخطوطات کی احادیث نمبر ۲۹ و ۴۰ میں ''وسمی الحرب خدعۃ'' کا جملہ دہرایا گیا ہے۔مسند احمد میں یہ صرف حدیث نمبر ۴۰ میں ایک بار آیا ہے جبکہ حدیث نمبر ۲۹ میں نہیں ہے۔

۴۔ بعض ذیلی چیزوں میں جن سے اصل حدیث پر اثر نہیں پڑتا، دونوں پر کہیں کہیں فرق ہے مثلاً لفظ ''اللہ'' کے بعد کسی میں ''تعالیف'' ہے تو کسی میں ''عزوجل'' یا کسی میں ''نبی'' ہے تو کسی میں ''رسول اللہ'' یا ''ابوالقاسم'' جو سب مترادفات ہیں۔

۵۔ چند ایسے خفیف فرق ہیں جو عام طور پر ایک ہی کتاب کے دو مخطوطوں میں ملتے ہیں۔چنانچہ مخطوطہ دمشق و مخطوطہ برلین میں باہم جو فرق ہے، مخطوطات اور مسند احمد کے مابین بھی اسی طرح کا فرق ہے جس سے مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔یہ تمام فرق حاشیے میں درج کر دیئے گئے ہیں۔

اسناد:

ماخذ معلومات کا حوالہ بیان کرنا اور کوئی پرانا واقعہ ہو تو اپنے استاذ کے نام ہی پر اکتفاء کرنا، بلکہ استاذ کے استاذ اور ان کے اساتذہ کے مکمل ناموں کا سلسلہ چشم دید یا گوش شنید واقف کار تک پہنچانا، یہ اسلامی مورخین و مؤلفین کی اہم خصوصیت رہی ہے۔مسلمانوں میں اس کی ابتداء اور دیگر اقوام میں اس کے کم معروف ہونے پر ایک دلچسپ بحث پروفیسر ڈاکٹر زبیر صدیقی نے کی ہے۔''الیسر الحسثیت فی تاریخ تدوین الحدیث'' یہ مقالہ موتمر دائرۃ المعارف حیدرآباد میں پڑھا گیا اور روئداد موتمر میں ۱۳۸۵ھ میں شائع ہوا۔وہاں یہ بحث، ص ۴۳ تا ۵۵ میں آئی ہے۔(ڈاکٹر حمید اللہ)

Marfat.com

زیر اشاعت رسالے کے مخطوطۂ دمشق کی سند یہ ہے:

''محمد بن عبدالرحمٰن پنجدہی از محمد بن احمد اصفہانی از عبدالوہاب بن محمد ابن مندہ از والد خود محمد بن اسحاق ابن مندہ از محمد بن حسین قطان از احمد بن یوسف سلمی از عبدالرزاق بن ھمّام بن نافع از معمر از ھمّام از ابو ہریرہ از رسول اللہ ﷺ''

یہ سب پونے چھے سو سال کی سرگزشت ہے لیکن انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے۔ چنانچہ بہ ظاہر سہو کاتب سے ایک درمیانی نام چھوٹ گیا ہے کیونکہ ان گیارہ نسلوں میں سے چوتھی کڑی پر بیان ہوا ہے کہ محمد بن اسحاق ابن مندہ نے اسے محمد بن حسین قطان سے سنا۔ قصہ یہ ہے کہ ابن مندہ کی ولادت ۳۱۰ھ میں ہوئی جبکہ ان کے مبینہ استاذ قطان کی دس سے آٹھ سال پہلے ۳۰۲ھ میں وفات ہو چکی تھی۔ کتاب الانساب تحت مادۃ ''قطان'') ظاہر ہے کہ استاذ شاگرد کا تعلق ناممکن ہے۔ ابن مندہ اور قطان کے درمیان کی ایک کڑی گم ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ ایک سہو کتابت ہے اور ایک پوری سطر چھوٹ گئی ہے اور اس سہو کے محسوس نہ ہونے کا باعث یہ ہے کہ اس سطر میں صرف ایک نام یعنی سلسلہ اسناد کی صرف ایک کڑی تھی اور اتفاق سے اس کا اور اس سے بعد والی سطر کا آغاز یکساں الفاظ سے ہو رہا ہے۔ اس لئے نقل کنندہ کاتب کی نظر چوک گئی۔

اس مفروضے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح عبدالوہاب ابن مندہ نے اپنے باپ سے تعلیم پائی اور اس رسالے کی روایت کی، اسی طرح محمد بن حسین قطان سے بھی ان کے بیٹے نے تعلیم پائی اور احادیث مبارکہ کی روایت کی ہے جیسا کہ سمعانی نے (۱۴۴) (۱۴۴۔ کتاب الانساب زیر مادۂ ''قطان'') صراحت سے بیان کیا ہے۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسناد کی اصل عبارت یوں ہوگی:

اخبرنا والدی الامام ابو عبدالله محمد بن اسحاق ، قال :اخبرنا (ابو اسحاق ابراهیم بن محمد بن الحسین القطان قال :اخبرنا والدی الامام)(۱۴۵)(۱۴۵۔ بریکٹوں ''( )'' کے مابین والی عبارت ہماری رائے میں کاتب کے سہو سے چھوٹ گئی ہے۔)ابوبکر محمد بن الحسین .....الخ۔

''ہمیں خبر دی میرے والد امام ابوعبداللہ محمد بن اسحاق نے۔ انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی (ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن حسین قطان نے۔ انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی میرے والد امام) (۱۴۵) ابوبکر محمد بن حسین نے.....الخ''

جیسا کہ نظر آئے گا ''محمد بن اسحاق'' کے بعد ہی ''ابواسحاق'' کا لفظ آیا اور پھر ''**اخبرنا والدی الامام**'' کے الفاظ پے در پے دو سطروں میں دہرائے گئے۔ بے چارے کاتب کی نظر چوک گئی اور بعد میں کسی نے اسے محسوس نہ کیا تو اسے معذور رکھا جا سکتا ہے۔ یہ یوں بھی سلسلہ کی رسمی چیز کے ایک دو نہیں، بارہ ناموں میں ایک کا اتفاقاً چھوٹ جانا ہے۔ اس سے کتاب کے متن

Marfat.com

پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

یہ سہو کب ہوا؟ اس سوال کا جواب بھی دینا ممکن نظر آتا ہے۔ یہ سہو نہ صرف دمشق کے مخطوطے میں ہے بلکہ برلین کے مخطوطے میں بھی ہے اور دونوں کے اسنادات عبدالوہاب بن محمد ابن مندہ پر آ کر ملتی ہیں اور پھر مشترک ہو جاتی ہیں جیسا کہ اوپر شجرہ دے کر بتایا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے جو نسخہ تیار ہوا، اسی میں یہ سہو ہوا تھا۔

یہ امر کہ یہ محض سہو ہے اور یہ کہ اس سے متن پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اس بات سے بھی ثابت ہے کہ اس سہو کے تقریباً دوسو سال پہلے اس کتاب کے پورے متن کو ایک اور مؤلف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ محفوظ کر چکے تھے اور آج ان دونوں مآخذ (مسند احمد بن حنبل اور مخطوطہ صحیفہ ھمّام بن منبہ) کا باہمی مقابلہ کرنے پر دونوں بالکل یکساں پائے جاتے ہیں اور صاف نظر آتا ہے کہ سہو کاتب سے اصل کتاب پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ جہاں مسند احمد سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بعد کی صدیوں کے محدثین نے صحیفہ ھمام کے دیانت دارانہ تحفظ میں کوئی کوتاہی نہیں کی تو ساتھ ہی صحیفہ ھمّام بن منبہ کے نو دستیاب شدہ مخطوطات سے خود اس کا بھی یقین ہو جاتا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے پوری علمی دیانت داری سے صحیفہ ھمّام کے متعلق اپنے مخطوطہ محفوظ کئے ہیں۔ انہیں کیا خبر تھی کہ ان کی وفات کے ساڑھے گیارہ سو سال بعد ان کی علمی دیانت داری کی جانچ ہوگی۔ اگر انہوں نے صحیفہ ھمّام بن منبہ کی حد تک جعلسازی نہیں کی تو اپنی مسند کے باقی اجزاء میں بھی عمداً کوئی ایسی بدیانتی نہیں کی ہوگی۔

حضرت ھمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا یہ مجموعہ ۸۵ھ میں (جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا) سے پہلے ہی حاصل کیا ہوگا۔ اس پر اب (۱۳۷۳ھ میں) سوا تیرہ سو سال میں اسی مجموعے کی عبارت نہیں بدلی بلکہ بجنسہ باقی رہی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس کو لکھ لینے کی مختصر مدت میں اس میں تبدیل و تحریف کا امکان نہ ہونا چاہئے۔ خاص کر اس لئے کہ یہی احادیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا سلسلہ اسناد مختلف رہا ہے۔ بعض احادیث کی تو کئی کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے۔ اگر آج کی صحبت میں بے ضرورت تطویل اور تھکا دینے والے اطناب کا خوف نہ ہوتا تو اس رسالے کی ہر ہر حدیث کے متعلق تلاش کر کے یہ بتلایا جاتا کہ کس کس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا مزید کس کس صحابی نے روایت کیا ہے اور وہ کن کن وسائل سے محفوظ ہوتی ہوئی ہم تک آئی ہے اور کس طرح وہ باہم ایک دوسرے کی توثیق کرتی ہیں۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جانب کسی خفیف سے خفیف جعلسازی یا علمی بدیانتی کا گمان تک نہیں رہتا۔ یہ احادیث بخاری، مسلم اور صحاح ستہ کے دیگر مؤلفین نے تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں اپنے دل سے نہیں گھڑیں بلکہ عصر اول سے بحفاظت چلی آنے والی چیزوں ہی کو اپنی تالیفات میں داخل کیا ہے۔ یہ صورت حال کتب حدیث پر ہمارا اعتماد مستحکم کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

Marfat.com

مخطوطات کی کیفیت:

اوپر بیان ہوا کہ صحیفہ ہمام بن منبہ کے ہمیں اب تک صرف دو مخطوطوں کا پتہ ہے اور ان دونوں کا حرف بہ حرف مقابلہ کر کے یہ ایڈیشن تیار کیا گیا ہے، ان کی مختصر کیفیت بے محل نہ ہوگی۔

مخطوطہ برلین کا نمبر وہاں کی فہرست مخطوطات عربی (138We1797) ہے۔ یہ ذخیرہ دوسری جنگ عظیم سے پہلے تک برلین (Berlin) کے سرکاری کتب خانے میں تھا۔ دوران جنگ حفاظت کے لئے یہ شہر ٹیوبنگن (Tubingen) بھیجا گیا اور آج تک (۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء) وہ وہیں ہے۔ وہاں صحیفۂ ھمام ایک مجموعہ رسائل میں ہے جن میں وہ ورق نمبر ۵۴ سے شروع ہو کر نمبر ۶۱ تک یعنی آٹھ اوراق میں ہے۔ بیچ میں دو جگہ ایک ایک ورق گم ہو گیا ہے۔ اس کا حجم 12.5x17.5 سینٹی میٹر ہے اور ہر صفحے میں ۱۹ سطریں آئی ہیں۔ اس میں ہر حدیث ''وقال'' (اور انہوں نے کہا) کے الفاظ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ اپنے سفر برلین کے وقت میں نے اپنے ہاتھ سے اس کی نقل کے آخر میں یہ عبارت درج کی تھی:

نقله لفظا لفظا من الاصل المحفوظ فی خزانة الحکومة البروساویة فی برلین یوم عرفة ویوما قبله ۱۳۵۱ میں الهجرة وقابله من الاصل المنقول عنه بحسب الاستطاعة محمد حمیدالله۔

''محمد حمید اللہ نے اصل نسخے سے جو حکومت پروشیا کے کتب خانہ واقع برلین میں محفوظ ہے، ۱۳۵۱ھ میں اس کو لفظ بہ لفظ بروز عرفہ اور اس سے ایک دن پہلے نقل کیا اور جس اصل سے یہ نقل حاصل کی گئی، اس سے حسب استطاعت مقابلہ کیا''۔

یہ نسخہ بارہویں صدی ہجری کے ابتدائی زمانے کا ہے۔

جب بروکلمان (۱۴۶) (۱۴۶۔ بروکلمان (Brockelmann) نے جرمن زبان میں ساری دنیا کی عربی کتب کی ایک فہرست چھاپی ہے اور ہر کتاب کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس کا مؤلف کون تھا مع مختصر سوانح عمری۔ کتاب کے کتنے مخطوطات دنیا کے کس کس کتب خانے میں (بحوالہ نمبر فہرست) پائے جاتے ہیں، ساتھ ہی اگر وہ چھپ بھی گئی ہے تو کب اور کہاں چھپی ہے۔ یہ سات جلدوں میں تقریباً پانچ ہزار باریک ٹائپ کے صفحات میں جرمن زبان میں چھپی ہے۔ اس کا نام ہے: ''تاریخ الآداب العربیۃ'' (تاریخ ادبیات عربی) Geschiehte Der Arabischen Litteretur

چونکہ اس کتاب میں حروف تہجی پر اشاریہ بھی ہے، اس لئے یہاں صفحات کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ اس کی طرف رجوع کیا تو افسوس ہوا کہ اس نے فاش غلطیاں کی ہیں۔ بروکلمان اس صحیفے کو حضرت ھمام بن منبہ رضی اللہ عنہ کے نام کے تحت نہیں بیان کرتا۔ جب ہم نے تلاش کو طول دیا تو اس کا پتہ محض اتفاقاً چلا۔ وہ اس صحیفے کو عبدالوہاب بن محمد بن اسحاق بن مندہ المتوفی ۴۷۳ھ/۱۰۸۲ء کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے:

Marfat.com

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں صحیفہ ھمام بن منده متوفی ۱۵۱ھ/ ۷۶۸ء ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ متوفی ۵۸ھ/ ۶۷۸ء سے مروی ہے۔''

یہ غلطی طبع اول ہی میں نہیں بلکہ ضمیمہ کتاب اور جلد اول کے ضمیمے میں بھی ہے۔ اس نے ''ھمام بن منده'' لکھا ہے حالانکہ مراد ''ھمام بن منبہ'' کے سوا اور کچھ نہیں۔ اسی طرح اس سے ان کی تاریخ وفات میں بھی سہو ہوا ہے۔ (۱۴۷) (۱۴۷۔ صحیح تاریخ ۱۰۱ھ ہے نہ کہ ۱۵۱ھ) اسی طرح اس نے عبدالوہاب ابن منده کی طرف منسوب کرنے میں فاش غلطی کی ہے۔ وہ تو کسی ایک زمانہ میں صرف راوی تھے۔

مخطوطۂ دمشق:

دمشق (Damascus) کا مخطوطہ اپنے ہمشیر مخطوطے پر ایسی ہی فوقیت رکھتا ہے، جیسے کہ سورج کا نور چاند کی مستعار روشنی، پر اور وہ وہاں کتب خانۂ ظاہریہ میں محفوظ ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی (کلکتہ یونیورسٹی) نے مجھے اس کا پتہ دیا اور دمشق کے ڈاکٹر صلاح الدین منجد کی مہربانی سے مجھے اس کتاب کے فوٹو فراہم ہوئے۔ یہ دونوں میرے اور ان تمام لوگوں کے شکریہ کے مستحق ہیں جو اس کتاب کو پڑھ کر مستفید ہوں گے۔ (ڈاکٹر حمید اللہ)

دمشق کا یہ مخطوطہ بھی کئی رسالوں کے مجموعہ کے ضمن میں ہے لیکن یہ امتیاز رکھتا ہے کہ مکمل ہے اور کتابت کی تاریخ کے لحاظ سے بھی برلین کے مخطوطے سے زیادہ قدیم ہے۔ چنانچہ چھٹی صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح یہی وہ اصل نسخہ بھی ہے جو درس اور سماعت میں استعمال ہوتا رہا اور متعدد مرتبہ اس پر اجازت ثبت ہوئی ہے۔ ابن عساکر مصنف ''تاریخ دمشق'' ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اسی مخطوطے پر درس دیا ہے۔ وہ خوشخط ہے البتہ لکھنے والے نے اکثر جگہ حروف پر نقطے نہیں دیئے۔ ہر صفحے میں ۲۱، ۲۲ یا ۲۳ سطریں ہیں۔ میرے پیش نظر فوٹو کا حجم جرمنی کی کتاب کے حجم کے برابر ہی ہے۔ یہ نسخہ صلیبی جنگوں کے زمانے میں مصر (Egypt) کے شہر دمیاط (Damiette) کے ایک نسخے سے نقل کیا گیا ہے۔ ان لڑائیوں اور فتنوں کے زمانے میں محدثین کے پاس اسلامی درس کے جو عادات اور آداب تھے، ہم ان کو اس کی سماعتوں میں دیکھتے ہیں۔ یہاں ان کی تفصیل کی حاجت نہیں۔

دونوں مخطوطات میں کاتب نے روایت کے بعض اختلافات کو حاشیہ پر یوں لکھا ہے:

''اوخر'' یا ''ادخر''۔ اسی طرح ''ترکتکم'' یا ''ترکتم''، ''یحیونك'' یا ''یجیبونك''، ''فزادوا'' یافزادوة ''بطعامکم'' یا ''بطعامه''، ''حین'' یا ''حینئذ''۔

ان اختلافات سے حدیث کا مفہوم بالکل نہیں بدلتا۔ مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں بھی ہم ایسے چند اختلافات حاشیے پر درج دیکھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ مسند کے نئے اور بہتر ایڈیشن میں یہ سارے اختلافات بھی مل جائیں کہ پہلا ایڈیشن کسی قدر ناقص

Marfat.com

چھپا ہے۔

شاید اختلافات معمر کے زمانے سے چلے آ رہے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت ھمام بن منبہ رضی اللہ عنہ سے صحیفہ پورے کا پورا نہیں سنا تھا جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ شروع میں حضرت ھمام رضی اللہ عنہ ہی سناتے رہے۔ جب وہ اپنی شدید پیرانہ سالی کی وجہ سے تھک گئے تو ان کے شاگرد معمر نے اپنے نقل کردہ نسخے سے باقی عبارت پڑھ کر سنائی اور تھکے ہوئے استاذ توجہ نہ کر سکے۔ پرانے عربی خط کی خامیوں کو قراءت سماعت کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا تھا جو یہاں پوری طرح نہ ہو سکا۔

خاتمہ:

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اصل میں دو ستونوں پر قائم ہے:

i۔ کتابت ii۔ قراءت سماعت

یہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ اگر کوئی شخص حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور صحت میں جو حزم و احتیاط برتی جاتی رہی ہے، اس کا مقابلہ اسلام سے پہلے دوسرے پیغمبروں کی احادیث کے ساتھ جو معاملہ ہوا، اس سے اور اسی طرح ہمارے اس موجودہ زمانے کی ''تاریخ'' سے کرتا ہے جو اخبارات و جرائد کے عمداً جھوٹ اور سرکاری دستاویزات کے مکارانہ بیانات اور تدلیسات پر مبنی ہوتی ہے اور فکر سلیم سے کام لے تو اس پر حدیث پاک کی فضیلت و فوقیت واضح ہو جائے گی اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ محدثین کے کارنامے عہد صحابہ سے لے کر آج تک جو زمانے کی دستبرد سے محفوظ رہ سکے ہیں، کتنی فوقیت رکھتے ہیں مسلمانوں کی حدیث اور غیروں کی حدیث میں وہی فرق ہے جو زمین و آسمان میں اور ان دونوں کے فرق کا کیا ٹھکانہ ہے۔ حدیث اسلامی کی خوبیوں پر نہ دشمن کا معاندانہ طعن و طنز پردہ ڈال سکتا ہے اور نہ دوستوں کی ناواقفیت۔ آئندہ اوراق میں ''الصحیفة الصحیحة المعروف بصحیفة ھمام بن منبه عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ'' پیش ہے۔ سہولت کی خاطر ان احادیث پر ہم نے سلسلہ وار نمبر بڑھا دیئے ہیں۔ (۱)

الصحیفة الصحیحة:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور بھی شاگرد تھے جن میں سے ایک زیر اشاعت رسالے کے مؤلف ہمام بن منبہ بھی ہیں اور یہ تالیف بعینہ محفوظ ہونے سے تا حال دستیاب شدہ کتب حدیث میں قدیم ترین ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۸ھ یا اس کے لگ بھگ زمانے میں فوت ہوئے ہیں (۲) ابن سعد کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۵۹ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔) بیان کی جاتی

۱۔ صحیفہ ھمام بن منبہ، ص ۶۷۔۹۱ ۲۔ طبقات ابن سعد، ج ۴، ۲، ص ۶۴

Marfat.com

ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان ہم وطن کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں سے کوئی ڈیڑھ سو کا انتخاب کیا۔ یہ زیادہ تر تربیت اخلاق کے متعلق ہیں اور ان احادیث کو ایک چھوٹے سے رسالے کی صورت میں مرتب کر کے اپنے شاگرد ھمام کو املاء کروایا۔ اس کی ٹھیک تاریخ معلوم نہیں لیکن یقیناً یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل کا واقعہ ہے جیسا کہ نظر آئے گا۔

یہ اصل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے جو انہوں نے حضرت ھمام بن منبہ کے لئے مرتب کی۔ اس لئے اس کا نام ''صحیفة ابی هريرة الهمام بن منبه'' ہونا چاہئے۔ بعض حوالوں سے جیسا کہ آگے بیان ہوگا، معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام ''الصحیفة الصحیحة'' تھا۔ یہ قرین قیاس ہے کیونکہ ہم اوپر دیکھ چکے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو اگر کسی صحابی کی حدیث دانی پر رشک تھا تو وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے ''الصحیفة الصادقة'' کے نام سے احادیث کا ایک مجموعہ چھوڑا ہے۔ کوئی تعجب نہیں ان کی دیکھا دیکھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تالیف حدیث کا نام ''صحیفہ صحیحہ'' رکھا ہو۔

بہر حال پہلی صدی ہجری کے تقریباً وسط کی یہ تالیف تاریخی نقطۂ نظر سے ایک گراں مایہ یادگار ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حدیث نبوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تین سو سال بعد لکھی جانی شروع ہوئی اور احمد بن حنبل، بخاری، مسلم، ترمذی رحمہم اللہ جیسے آئمہ کو بھی جعلساز قرار دینا چاہتے ہیں، ان کی دلیل زیادہ تر یہی رہی ہے کہ عہد نبوی یا عہد صحابہ کی حدیث کے متعلق کوئی یادگار موجود نہیں ہے۔ اب عہد صحابہ کی یہ یادگار ہمارے ہاتھ میں ہے اور مقابلہ کرنے پر نظر آتا ہے کہ بعد کے مؤلفین نے مفہوم تو کیا، کوئی لفظ تک نہیں بدلا۔ صحیفہ ھمام بن منبہ رحمہ اللہ کی ہر حدیث نہ صرف صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ملتی ہے بلکہ مماثل مفہوم دوسرے صحابہ سے بھی ان کتابوں میں ضرور ملتا اور اس بات کا ثبوت دیتا ہے۔ اس کا انتساب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرضی اور بے بنیاد نہیں مثلاً زیر اشاعت رسالے کی حدیث نمبر ۵۶ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حدیث نمبر ۱۱۲۴ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ (۱)

۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ: راجع: ۱۱۰

۴۔ حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

۵۔ خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی رحمہ اللہ میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے ایک سو اکسٹھویں (۱۶۱) حدیث مبارکہ ہے۔

۱۔ صحیفہ ھمام بن منبہ، ص ۷۵۔۷۶

Marfat.com

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے تین راوی مروزی، اگلے دو صنعانی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدنی ہیں۔

☆ حضرت ھمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص ہیں، ان کے لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ''صحیفہ صحیحہ'' ترتیب دیا تھا، جو صحیفہ ھمام بن منبہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ صحیفہ قدیم ترین مجموعہ حدیث ہے۔

☆ حضرت ھمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد بن حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، حدثنا دو دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

لایبولن : وہ ہرگز پیشاب نہ کرے۔

الرجل : آدمی۔شخص۔

المآء الدائم : جمع شدہ پانی۔کھڑا ہوا پانی۔

یغتسل : وہ ایک مرد غسل کرتا ہے۔

یتوضأ : وہ ایک شخص وضو کرتا ہے۔

۳۹۶۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ :حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ :حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، ثُمَّ يُغْتَسَلَ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع شدہ پانی میں پیشاب کرنے اور پھر اس میں جنبی کے نہائے جانے سے منع فرمایا ہے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت پہلے حصہ میں ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع شدہ پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔اطراف:

تحفۃ الاشراف: ۱۳۸۷۰

Marfat.com

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، جن میں سے چار کا تعارف گزر چکا ہے، باقی دو راویوں حضرت احمد بن صالح اور حضرت یحییٰ بن محمد کے حالات زندگی سپردِ قلم کئے جاتے ہیں، اسی طرح حضرت ابوالزناد کا تعارف دوبارہ تفصیل سے لکھا جارہا ہے:

۱۔احمد بن صالح البغدادی:

آپ کا نام احمد بن صالح کیلجہ بغدادی (م:۲۴۵) ہے، آپ کا لقب کیلجہ ہے، اس لقب سے ایک اور راوی محمد بن صالح کیلجہ بھی ہیں۔ حضرت محمد بن صالح کیلجہ امام نسائی کے شیوخ میں سے نہیں ہیں، اور نہ ہی آپ نے ان سے روایت کیا ہے، البتہ حضرت احمد بن صالح کیلجہ امام نسائی کے شیوخ میں سے ہیں، امام نسائی نے اپنے شیوخ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور انہیں ثقہ قرار دیا ہے، سنن نسائی (المجتبیٰ) میں آپ سے یہی ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔(۱)

۲۔یحییٰ بن محمد:

آپ کا نام ابومحمد یحییٰ بن محمد بن قیس ضریر محاربی مدنی بصری ہے، آپ کا لقب ابوذکیر ہے، آپ رواۃ کے آٹھویں طبقہ سے صدوق خاطی راوی ہیں، آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، البتہ امام بخاری نے ''ادب المفرد'' اور امام ابوداؤد نے ''المراسیل'' میں روایت کیا ہے، سنن نسائی میں آپ سے یہی ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔(۲)

۳۔ابن عجلان:

نام ونسب:

محمد نام ہے۔ابوعبداللہ کنیت۔باپ کا نام عجلان تھا۔فاطمہ بنت ولید بن ربیعہ قرشی کے غلام تھے۔

فضل وکمال:

علم اور تقویٰ کے اعتبار سے ممتاز تابعی تھے۔(۳) امام نووی لکھتے ہیں، کان اماما فقیها عابدا ،ان کی ہر ادا علم میں ڈوبی ہوئی تھی۔ابن مبارک کہتے تھے کہ ابن عجلان سے زیادہ کوئی شخص اہل علم سے مشابہ نہ تھا۔میں ان کو علماء میں یاقوت سے تشبیہ دیتا تھا۔(۴)

حدیث شریف:

حدیث کے وہ ممتاز حافظ تھے۔حافظ ذہبی انہیں امام اور قدوہ لکھتے ہیں۔(۵)

۱۔ ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، ج۵، ص۳۱۱

۲۔ i۔الجرح والتعدیل، ج۹، ص۱۸۴ ii۔المجروحین، ج۳، ص۱۱۹

۳۔ تہذیب الاسماء، ج۱، ص۱۸۷ ۴۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۹۴ ۵۔ ایضاً، ص۱۴۸

Marfat.com

صحابہ میں انس بن مالک اور ابوالطفیل سے اور تابعین میں عکرمہ، نافع، سعید مقبری، سلیمان، ابن ابی حازم اشجعی، ابراہیمی بن عبداللہ، رجاء بن حیوۃ، عامر بن عبداللہ بن زبیر اعرج، ابی الزناد، زید بن اسلم، عبید بن مقسم، بکر بن الاشج، علی بن یحییٰ، محمد بن حبان اور ابواسحٰق سبیعی وغیرہ سے استفادہ حدیث کیا تھا۔(۱)

عبیداللہ بن، منصور بن معتمر، مالک بن انس، لیث، سفیان ثوری، ابن عیسہ، حیوۃ ابن شریح، شعبہ، قطان اور عبداللہ بن ادریس وغیرہ جیسے اکابر آپ کے خوشہ چینوں میں تھے۔

قفہ وفتاویٰ:

قفہ وفتاویٰ میں پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ حافظ ذہبی ان کو مفتی اور فقیہ لکھتے ہیں۔(۲) مسجد نبوی میں افتا کی خدمت انجام دیتے تھے۔(۳)

حلقہ درس:

اسی میں ان کا حلقۂ درس تھا۔ جس میں بڑے بڑے تابعین شریک ہوتے تھے۔(۴)

زہدوورع:

زہدوورع ان کا مخصوص طغریٰ کمال تھا۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ وہ عالم عامل ربانی اور کبیر القدر تھے۔(۵) ابن سعد کا بیان ہے کہ وہ عابد ممتاز تھے۔(۶)، بحوالہ ابن سعد)۔ اپنے مذہبی کمالات کی وجہ سے مدینہ کے حسن بصری شمار کئے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک معاملہ میں جعفر بن سلیمان نے ان کو کوڑے لگوانے کا ارادہ کیا۔ اہل مدینہ نے اس سے کہا اگر حسن بصری سے اس قسم کا فعل سرزد ہو جاتا تو کیا تم ان کو مارتے ہو۔ جعفر نے کہا نہیں، لوگوں نے کہا تو وہ مدینہ کے حسن بصری ہیں۔(۷)

وفات:

۱۴۸ھ میں وفات پائی۔(۸)(۹)

۴۔ابوالزناد: راجع:۲۲۱ ۵۔الاعرج: راجع:۷

۶۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ: راجع:۱۱۰

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ دیگر شواہد ومتابعات کی بناء پر صحیح ہے۔

۱۔	تھذیب التھذیب، ج۹، ص۲۴۱	۲۔	تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۴۸	۳۔	تھذیب الاسماء، ج۱، ص ۷ ۸
۴۔	تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۴۹	۵۔	ایضاً، ص۱۴۸	۶۔	تھذیب التھذیب، ج۹، ص۳۴۱
۷۔	تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۴۹	۸۔	ایضاً	۹۔	سیر الصحابہ، ج۷، ص۳۵۷

Marfat.com

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو باسٹھویں (۱۶۲) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، البتہ حضرت یحییٰ بن محمد اور ابن عجلان صدوق ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ مسلسل تیسری حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند کے پہلے راوی بغدادی، دوسرے بصری اور باقی سارے مدنی ہیں۔

☆ حضرت احمد بن صالح اور یحییٰ بن محمد سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ حضرت احمد بن صالح کیلجہ، محمد بن صالح کیلجہ کے علاوہ راوی ہیں، ان کو امام نسائی نے اپنے شیوخ میں ذکر کیا ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، کلمہ تحدیث دو دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

نهى : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

ان يبال : پیشاب کرنا۔

يغتسل : وہ ایک شخص نہائے، غسل کیا جائے (مجہول)

الجنابة: ناپاکی۔حالتِ جنابت۔

۳۹۷۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ، ثُمَّ يُغْتَسَلَ مِنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنے اور پھر اس سے غسل کئے جانے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث مذکور کی سند کا اتفاق اور متن کا اختلاف:

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

امام نسائی نے یہ حدیث مبارکہ کتاب الطھارۃ (حدیث :۲۲۱) پر بھی روایت کی ہے، وہاں پر بھی سند یہی ہے، البتہ

Marfat.com

دونوں کے متن میں فرق ہے، اور مفہوم ایک ہی ہے، اس طرح یہ روایت بالمعنیٰ ہے۔

۲۔اطراف:

راجع:۲۲۱

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

۱۔محمد بن عبداللہ:	راجع:۱۱	۲۔سفیان:	راجع:۱۲۵
۳۔ابوالزناد:	راجع:۲۲۱	۴۔موسیٰ بن ابی عثمان:	ایضاً
۵۔ابوعثمان:	ایضاً	۶۔حضرت ابوہریرہ:	راجع:۱۱۰

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو تریسٹھویں (۱۶۳) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ مسلسل چوتھی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ یہ مسلسل تیسری روایت سداسی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

الراکد: ٹھہرا ہوا۔رکا ہوا۔جمع شدہ۔کھڑا ہوا۔

یغتسل منہ: اس سے نہایا جائے۔

Marfat.com

۳۹۸۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ :حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ سُفْيَانُ :قَالُوا لِهِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ :إِنَّ أَيُّوبَ إِنَّمَا يَنْتَهِي بِهَذَا الْحَدِيثِ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ .فَقَالَ :إِنَّ أَيُّوبَ لَوِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَرْفَعَ حَدِيثًا لَمْ يَرْفَعْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

تم میں کوئی شخص جمع شدہ پانی (جو جاری نہ ہو) میں پیشاب نہ کرے، کہ پھر اس سے غسل کیا جائے۔

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

حضرت ہشام بن حسان سے ان کے شاگردوں نے عرض کیا: حضرت ایوب بن ابو تمیمہ سختیانی اس حدیث کی سند کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک (موقوف) بیان کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: حضرت ایوب رضی اللہ عنہ کے بس میں ہوتا، تو وہ کوئی بھی حدیث مرفوع بیان نہ کرتے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارک کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے:

حدیث مبارکہ میں جمع شدہ پانی میں پیشاب نہ کرنے کا بیان ہے اور پھر غسل کرنے کا بیان ہے، اس غسل سے مراد ناپاکی کا غسل ہے، مراد یہ ہے کہ اگر ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرو گے، وہ ناپاک ہو جائے پھر پاک ہونے کے لیے غسل کیسے کرو گے؟ اس لیے کھڑے پانی میں غسل کرنا منع ہے

۲۔اطراف:

مسلم: ۲۸۲، مسند حمیدی: ۹۷۶، تحفۃ الاشراف: ۱۴۴۴۵

۳۔تعارف رجال:

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گزر چکا ہے۔

۱۔قتیبہ: راجع: ۱۱۸ ۲۔سفیان: راجع: ۱۲۵

۳۔ایوب: راجع: ۱۶۲ ۴۔ابن سیرین: راجع: ۱۹۲

۵۔حضرت ابو ہریرہ: راجع: ۱۱۰

Marfat.com

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح موقوف ہے۔

حضرت ہشام بن حسان کے قول کی وضاحت:

دراصل حضرت ہشام بن حسان اس حدیث کو مرفوع بیان فرماتے ہیں اور حضرت ایوب اسے موقوف، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فرمان بیان کرتے تھے، اس لیے شاگردوں نے حضرت ہشام سے وضاحت طلب کی۔ جواب کا حاصل ہے کہ یہ روایت مرفوع ثابت ہے۔ حضرت ایوب کا اسے موقوف بیان کرنا ان کی احتیاط ہے۔ بہت سے محدثین حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے ڈرا کرتے تھے کہ کہیں کوئی غلط بات آپ کی طرف منسوب نہ ہو جائے اس لیے وہ تابعی صحابی تک رک جایا کرتے تھے۔ اس لیے اس سے روایت کی صحت میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مذکورہ کا موقوفاً اور مرفوعاً مروی ہے:

شیخ محمد بن علی اتیوبی لولوی نجدی لکھتے ہیں:

حضرت ہشام کے قول سے ہمیں دو مفہوم سمجھ آتے ہیں:

۱۔ اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کبھی مرفوعاً بیان کرتے تھے

۲۔ کبھی کبھی اس روایت کو موقوفاً بیان کرتے تھے

اس لیے حضرت ایوب احتیاطاً اسے موقوف ہی بیان کرتے تھے، کیونکہ انہوں نے شاید موقوفاً ہی سنا ہو۔(۲)

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو تنتالیس ویں (۱۴۳) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ اجل ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی بغدادی، دوسرے مکی، اگلے دو بصری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدنی ہیں

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا، ایک ایک دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

الماء الدائم : جمع شدہ پانی۔ رکا ہوا پانی

۱۔ سنن نسائی فوائدہ، ج۱، ص۴۰۶ ۲۔ ذخیرہ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، ج۵، ص۳۱۳

Marfat.com

الذی لایجری : وہ پانی جو جاری نہ ہو۔

۷۔مسائل ونصائح:

مذکورہ حدیث کی مفصل شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۱،ص ۷۵۶۔۷۶۵ اور ج ۳،ص ۵۶۔۵۷ گذر چکی ہے ،وہاں اس شرح کے ابحاث حسب زیل ہیں:

ماء کثیر اور قلیل کے تحدید، قلتین کا مفہوم اور تعین معنیٰ ،حدیث قلتین کے فقہائے احناف کی طرف سے جوابات، حدیث قلتین کا اضطراب، اضطراب فی السند اضطراب، فی المتن ،اضطراب فی المعنیٰ ، جاری پانی کا مفہوم وتحدید، فقہاء احناف کے نزدیک قلیل اور کثیر پانی کے طاہر اور نجس ہونے کا معیار، فقہاء احناف کی شواہد نو احادیث، فقہاء احناف کے نزدیک ماء کثیر کے تعین کا طریقہ اور تحدید، پانی کی قلت وکثرت میں مذاہب اربعہ

۸۔خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

مذکورہ پانچوں احادیث مبارکہ سے امام نسائی کا استدلال حسب ذیل ہے:

جنبی مرد یا عورت کے لیے جمع شدہ پانی میں نہانا منع ہے۔

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا ممنوع ہے' اور پھر اگر پیشاب کر دیا تو اس پانی سے غسل کرنا جائز نہ ہوگا۔

☆ ایسا قلیل پانی جس میں پیشاب کر دیا جائے' تو اس سے وضو یا غسل کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ پیشاب سے مراد بول و براز ہے۔

☆ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے باب ۴۶ کے تحت حدیث نمبر ۵۷ جو روایت کی ہے' اس میں یغتسل کی بجائے یتوضأ کے الفاظ ہیں' اس سے مترشح ہوا کہ ایسے پانی سے وضو اور غسل دونوں جائز نہیں ہیں' بلکہ ایسے پانی کا استعمال بھی جائز نہ ہوگا۔

☆ کثیر پانی میں بھی بول و براز اور دیگر نجاستوں کے گرانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

☆ باتفاق فقہاء مذاہب اربعہ اگر پانی قلیل ہے تو جنبی کا اس میں نہانا مکروہ تحریمی ہے' اور اگر پانی کثیر ہے تو نہانا مکروہ تنزیہی ہے۔

☆ شوافع وحنابلہ کے نزدیک قلیل پانی کی تحدید دو مٹکے (قلتین) کی مقدار ہے' جس کی مقدار عصری پیمانہ کے مطابق دوسو ستائیس (۲۲۷) کلولیٹر بنتی ہے۔

☆ فقہاء احناف کے ہاں قلیل پانی کی مقدار کا تعین دس در دس (۱۰×۱۰) ہاتھ کی مقدار کے برابر حوض ہے۔

Marfat.com

☆ فقہاء مالکیہ کے نزدیک قلیل پانی وہ ہے، جو وضو یا غسل کے برتن کی مقدار یا اس سے کم ہو(۱)

☆ جنبی ہونے کی حالت میں نجاست وغیرہ جسم پر لگی ہوتی ہے، اس لئے ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت ہے۔

☆ دریا، سمندر، نہر، نالا اور دیگر جاری شدہ پانی کے اندر نہانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي دُخُولِ الْحَمَّامِ

باب۲: حمام میں غسل کرنے کی رخصت کا بیان

حمام سے مراد ایسے غسل خانے ہیں، جن میں گرم پانی کا انتظام ہوتا ہے، اور لوگوں کے لیے نہانے کا بندوبست ہوتا ہے، موجودہ زمانہ میں ایسے غسل خانوں میں پردہ کا انتظام ہے، لیکن از منہء قدیم میں حماموں میں پردے کا ایسا انتظام نہیں ہوتا تھا، بلکہ کپڑے اتارنے اور پہننے کے لیے علیحدہ کمرہ ہوتا تھا، اور نہانے کے لیئے علیحدہ حمام ہوتا تھا، لوگ کپڑے اتار کر حمام میں ننگے نہاتے تھے اسی طرح ان حمامات میں آنا جانا بھی اسی حالت میں ہوتا تھا، بلکہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی ان حماموں میں غسل کرتی تھیں، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لیے ازار (تہبند۔لنگوٹ) باندھنا لازم قرار دیا۔ اور عورتوں کو ایسے حماموں میں جانے سے روک دیا۔ اس باب میں مردوں کے لیے حمام میں نہانے کی اجازت کا بیان ہے۔ امام نسائی نے اس باب میں ایک حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے، پچھلے باب میں جنبی کے لیے جمع شدہ پانی میں نہانے کی ممانعت کا بیان تھا، اور اس باب میں مردوں کے لیے حمام میں غسل کرنے کی اجازت کا بیان ہے، دونوں ابواب غسل کرنے کے احکام سے متعلق ہیں۔

۳۹۹۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ بغیر ستر ڈھانپے حمام میں داخل نہ ہو۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ میں مردوں کے لیے ستر ڈھانپے حمام میں داخل ہونے کی رخصت کا بیان ہے۔

۱۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۲، ص ۲۰۲

Marfat.com

۲۔اطراف:

ترمذی:۲۸۰۱،ابوداؤد:۴۰۰۹،ابن ماجہ:۳۷۴۹،حاکم:۷۸۴۹،ابن حبان:۵۵۹۷،السنن الکبریٰ (بیہقی):ج ۷،ص ۳۰۹،المعجم الکبیر (طبرانی):۳۸۷۳،المعجم الاوسط (طبرانی):۴۵تحفۃ الاشراف:۱۷۷۹۸

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں،جن میں سے پانچ کا تعارف گزر چکا ہے،حضرت عطا بن ابی رباح رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی سپرد قلم کیے جاتے ہیں

۱۔اسحاق بن ابراہیم: راجع:۱۲۸ ۲۔معاذ بن ہشام: راجع:۳۴

۳۔ہشام بن ابی عبداللہ: راجع:۲۵

۴۔عطاء بن ابی رباح:

نام ونسب:

عطا نام ہے۔والد کا نام اسلم اور ابو رباح کنیت۔عطاء کی کنیت ابو محمد تھی۔یمن کے مردم خیز قصبہ میں حضرت عثمان کے آغاز خلافت میں پیدا ہوئے اور مکہ میں نشو ونما پائی۔میسرہ بن ابی خیثم فہری کے غلام تھے۔

فضل وکمال:

فضل وکمال اور زہد وورع کے لحاظ سے عطاء بڑے جلیل القدر تابعی تھے۔حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ عطاء فقہ علم وورع اور فضل وکمال کے لحاظ سے سادات تابعین میں تھے۔حجت امام اور کبیر الشان تھے۔(۱)

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ وہ مکہ کے مفتی اور مشہور آئمہ میں تھے بڑے بڑے آئمہ ان کے علمی کمالات کے معترف تھے۔امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ خزانہ خدا اسی کو دیتا ہے،جسے محبوب رکھتا ہے۔اگر علم کسی کے ساتھ مخصوص ہوتا تو عالی نسب اس کے زیادہ حقدار تھے،لیکن عطاء حبشی غلام تھے،یزید بن حبیب نولی تھے۔حسن بصری اور ابن سرین غلام تھے۔(۲)

امام اوزعی کہتے ہیں تھے کہ عطاء نے جس وقت انتقال کیا،اس وقت وہ لوگوں میں روئے زمین کے سب سے زیادہ پسندیدہ آدمی تھے۔(۳)

قرآن:

ان کو قرآن۔حدیث،فقہ جملہ مذہبی علوم میں پوری دسترس حاصل تھی۔(۴)

۱۔ تہذیب التہذیب،ج ۷،ص ۲۰۳ ۲۔ تہذیب الاسماء نووی،ج ۱،ص ۳۳۳ ۳۔ مختصر صفوۃ الصفوۃ،ص ۵۸

۴۔ تذکرہ الحفاظ،ج ۱،ص ۸۶

Marfat.com

کان ثقة فقیها عالما کثیر الحدیث کان یعلم القرآن قرآن کا مستقل درس دیتے تھے۔

حدیث:

کے مشہور حفاظ تھے۔ حافظ ذہبی نے ان کے حالات طبقہ اول کے حفاظ لکھتے ہیں۔ علامہ ابن سعد کثیر الحدیث لکھتے ہیں۔ حدیث میں انہوں نے صحابہ میں عبداللہ بن عباس، ابن عمر، ابن عمرو بن العاص، ابن زبیر، معاویہ، اسامہ بن زید، جابر بن عبداللہ، زید بن ارقم، عبداللہ بن سائب، مخزومی، عقیل بن ابی طالب، عمرو بن ابی سلمہ، رافع بن خدیج، ابو درداء ابوسعید خدری، ابو ہریرہ، ام المومنین عائشہ صدیقہ، اور ام ہانی کے خرمن سے خوشہ چینی کی تھی۔

عام علماء میں ابوصالح السمان، سالم بن شوال، صفوان بن یعلی بن امیہ عبید بن عمیر، عروہ بن زبیر ابن ابی ملکیہ، عماد بن ابی عمار ابوالالزبیر موسیٰ بن انس، حبیب بن ابی ثابت وغیرہ سے سماع حدیث کیا تھا۔ (۱)

تلامذہ:

حدیث میں ان سے فائدہ اٹھانے والوں کی فہرست بہت طویل ہے بعض کے نام یہ ہیں: ابواسحٰق سبیعی، زہری، مجاہدہ ایوب سختیانی، مجاہدہ ایوب سختیانی، اعمش، اوزاعی، ابن جریج، ابوالزبیر، حکم بن عتبہ ابوحنیفہ، وغیرہ۔ (۲)

آداب سماع حدیث:

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا احترام تھا کہ تذکرہ حدیث کے درمیان میں بولنا سخت ناپسند تھا اور اس پر برہم ہوتے تھے۔ معاذ بن سعید اعور کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ عطاء کے پاس تھے ایک شخص نے حدیث بیان کی۔ ایک دوسرا شخص درمیان میں بولا سخت برہم ہوئے اور کہا یہ کون سا اخلاق اور کونسی طبیعت ہے۔ خدا کی قسم آدمی حدیث اس لیے بیان کرتا ہے کہ اس سے ہم کو علم حاصل ہو، اگر کوئی حدیث سناتا ہے تو خواہ وہ حدیث مجھ سے سنی ہوئی ہو، میں اس کو خاموشی سے سنتا ہوں کہ بیان کرنے والے کو یہ معلوم ہو کہ میں نے اس سے پہلے نہیں سنی تھی۔ عمرو بن عاصم کہتے ہیں کہ میں نے عطاء کی باتیں عبداللہ بن مبارک سے نقل کیں تو انہوں نے سن کر کہا کہ میں اس وقت تک جوتا نہ اتاروں گا جب تک خود جا کر اس مہدی سے نہ سنوں گا۔ (۳)

ان کی روایات کے بارے میں آئمہ کی رائے: رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام باقر لوگوں کو ہدایت کرتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے عطاء سے حدیث لیا کرو۔ (۴)

فقہ:

آپ کا خاص اور امتیازی فن فقہ تھا۔ آپ کے تفقہ پر تمام فقہائے محدثین اور آئمہ فن کا اتفاق ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے

۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۴۴ ۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۱۹۹ ۳۔ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۴۵

۴۔ تہذیب الاسماء، ج ۱، ص ۳۳۴

Marfat.com

ہیں کہ وہ فقہ میں سادات تابعین میں تھے۔(۱)

ربیعہ جو خود بہت بڑے فقیہ تھے، کہتے تھے کہ عطاء فتاویٰ میں تمام اہل مکہ پر فائق تھے محمد عبداللہ الدبیاج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے بہتر مفتی نہیں دیکھا۔ امام الفقہا حضرات امام اعظم فرماتے تھے کہ میں نے عطاء سے افضل کسی کو نہیں پایا۔(۲)

اکابر صحابہ تک ان کے تفقہ کے معترف تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ تشریف لاتے اور سائلین ان کی خدمت میں پہنچتے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ان سے کہتے کہ عطاء تمہارے یہاں موجود ہیں اور تم میرے پاس آتے ہو۔(۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ تم میں ابن ابی رباح موجود ہیں اور تم مجھ سے پوچھنے کے لیے مسائل اٹھا رکھتے ہو۔(۴)

ان کے زمانہ میں صرف دو شخص مکہ مسندِ افتاء کی زینت تھے۔ ایک یہ اور دوسرے مجاہد۔ لیکن ان دونوں میں امتیاز انہی کو حاصل تھا۔(۵)

احتیاط فی الفتویٰ:

لیکن اس کمال کے باوجود اتنے محتاط تھے کہ مسائل میں کبھی اپنی رائے نہ دیتے تھے اگر اس کے متعلق کوئی سند نہ ہوتی تو صاف کہہ دیتے کہ مجھے نہیں معلوم۔ عبدالعزیز ابن رفیع کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عطاء سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا مجھے نہیں معلوم لوگوں نے کہا کہ اپنی رائے سے کیوں نہیں جواب دیتے؟ فرمایا مجھے خدا سے شرم معلوم ہوتی ہے کہ اس کی زمین میں میری رائے کی اطاعت کی جائے۔(۶)

لیکن ایک فقیہ اور مفتی کے لیے رائے سے کام لینا ناگزیر ہے۔ اس لیے عطاء جب کبھی رائے سے کام لیتے تھے تو اس کو ظاہر کر دیتے۔ ابن جریج کا بیان ہے کہ عطاء جب کوئی بات بیان کرتے تھے تو میں ان سے پوچھتا تھا کہ یہ علم ہے یا رائے۔ اگر انہوں نے اثر کی سند پر کہا ہوتا تو کہہ دیتے اثر ہے اور اگر رائے ہوتی تو کہہ دیتے رائے ہے۔(۷)

مناسک حج کا علم:

مناسک حج کے بڑے عالم تھے۔ امام باقر فرماتے تھے کہ عطاء سے زیادہ مناسک حج کا جاننے والا کوئی باقی نہیں۔ اموی فرماں روا سے حج کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک آپ کی خدمت میں

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۲۰۳ ۲۔ ایضاً، ص ۲۰۱ ۳۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۸۶

۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۲۰۱ ۵۔ تہذیب الاسماء نووی، ج ۱، ص ۳۳۴ ۶۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۲۰۳

۷۔ طبقات ابن سعد ج ۵، ص ۳۴۵

Marfat.com

حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو مناسک حج بتائے۔(۱)

امویوں کے زمانہ میں حج کے موقع پر منادی کر دی جاتی تھی کہ حج کے مسائل میں عطاء کے علاوہ دوسرا شخص فتویٰ نہ دے۔(۲)

عام درجہ کے لوگ جنہیں حج کے ایام میں انہیں دیکھنے کا ان کے ساتھ رہنے کا یا ان کی خدمت کرنے کا موقع ملتا تھا، مسائل کے واقف کار بن جاتے تھے۔ اس سلسلہ میں یہ حکایت مشہور ہے کہ امام ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ حج کے موقعہ پر ایک حجام نے جس نے عطاء کو دیکھا تھا۔ مجھے پانچ موقعوں پر مناسک حج کی تعلیم دی۔

بال ترشوانے سے پہلے میں نے اس سے حجامت کی بنوائی طے کرنی چاہی۔ اس نے کہا عبادت میں شرط نہیں کی جاتی۔ بیٹھ جاؤ بن جائے گی۔ میں قبلہ رخ سے ذرا ہٹ کر بیٹھا تھا۔ اس نے قبلہ رخ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے بائیں جانب سے سر منڈانا چاہا۔ اس نے کہا داہنی سمت پھیرو۔ میں نے پھیر دیا، وہ سر مونڈنے لگا۔ میں بالکل خاموش تھا۔ اس نے کہا تکبیر کہتے جاؤ۔

حجامت بنوانے کے بعد میں جانے لگا تو اس نے پوچھا، کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا اپنے قیام گاہ پر۔ اس نے کہا پہلے دو رکعتیں پڑھ لو۔ اس کے بعد جاؤ۔ میں نے خیال کیا کہ حجام خود اس قسم کے مسائل نہیں جان سکتا۔ جب تک اس نے کسی سے معلوم نہ کیا ہو۔ میں نے اس سے پوچھا، تم نے جن باتوں کی مجھ کو تعلیم دی۔ وہ تمہیں کہاں سے معلوم ہوئیں؟ اس نے کہا عطاء بن ابی رباح کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔(۳)

علم کی للّٰہیت:

عطاء اپنے علم سے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل نہ کرتے تھے۔ بلکہ ان کا علم خالصتاً لوجہ اللہ تھا، سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے عطاء طاوس اور مجاہد کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا، جس کا مقصد علم سے خالص لوجہ اللہ ہو۔

زہد وتقویٰ:

علم کے ساتھ ساتھ ان میں اسی درجہ کا زہد وتقویٰ بھی تھا۔ زہد وورع کے لحاظ سے وہ جماعت تابعین میں ممتاز تھے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ وہ علم اور ورع میں سادات تابعین میں تھے۔(۴) حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ عطاء کے علم زہد اور خدا پرستی کے مناقب بہت ہیں (۵)

۱۔ مختصر صفوۃ الصفوۃ، ص ۱۵۹ ۲۔ تہذیب الاسماء، ج ۱، ص ۳۳۴ ۳۔ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۴۵

۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۲۰۳ ۵۔ تذکرہ الحفاظ۔ ج ۱، ص ۸۶

Marfat.com

وقت ایمانی:

عطاء ایمان کے جس درجہ پر تھے، اس کے متعلق عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ سارے اہل مکہ کا ایمان مل کر بھی عطاء کے ایمان کے برابر نہ تھا۔(۱)

عبادت وریاضت:

عبادت کا یہ حال تھا کہ کامل بیس سال تک مسجد کا فرش ان کا بستر رہا۔(۲)

تہجد میں روزانہ دوسو یا اس سے زیادہ آیتیں پڑھتے تھے۔(۳)

اکثر عبادت سے پیشانی پر نشان سجدہ تاباں تھا۔(۴)

ان کا کوئی وقت ذکر الٰہی سے خالی نہ ہوتا تھا۔ان کی مجلس میں ہر وقت خدا کا ذکر ہوتا رہتا تھا اور لوگ علمی مباحثہ کرتے تھے عطاء جب کچھ بولتے، یا جب کوئی سوال کیا جاتا تو نہایت خوبی سے اس کا جواب دیتے۔(۵)

حج:

آپ کا قیام مکہ ہی تھا۔اس لیے کسی سال حج کا ناغہ نہ ہوتا تھا۔چنانچہ آپ نے ستر (۷۰) حج کیے۔

اتباع حدیث:

اتباع دحدیث میں بڑا اہتمام تھا۔امام شافعی کا بیان ہے کہ تابعین میں عطاء سے زیادہ کوئی متبع حدیث نہ تھا۔

عزلت گزینی:

طبیعت میں عزلت پسندی تھی۔لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا پسند نہ تھا۔دروازہ بند کیے گھر میں بیٹھے رہتے تھے۔جب کوئی اندر آنے کی اجازت چاہتا تو پوچھتے، کس نیت سے آئے ہو۔اگر آنے والا کہتا کہ آپ کی زیارت کے لیے تو جواب دیتے کہ میرے جیسے شخص کی زیارت نہیں کی جاتی۔پھر فرماتے وہ زمانہ کیسا خبیث ہے، جس میں میرے جیسے شخص کی زیارت کی جائے۔(۶)

لیکن اچھی مجلسوں کو جن میں خدا کا ذکر ہوتا، پسند کرتے تھے۔فرماتے تھے جو شخص اس مجلس میں بیٹھتا ہے، جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہے تو خدا اس مجلس کو دس باطل مجلسوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔(۷)

خاموشی:

جب مجمع میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا تو زیادہ تر خاموش ہی رہتے۔اسمٰعیل بن امیہ کا بیان ہے کہ عطاء عموماً خاموش رہتے تھے۔جب کچھ بولتے تھے تو ہم لوگوں کو ایسا معلوم تھا کہ ان پر الہام ہو رہا ہے۔(۸)

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۷، ص۲۰۳ ۲۔ ایضا ۳۔ مختصر صفوۃ الصفوۃ، ص۱۵۸ ۴۔ طبقات ابن سعد، ج۵، ص۳۴۶

۵۔ ایضاً ص۳۵۴ ۶۔ مختصرہ صفوۃ الصفوۃ، ص۱۵۸ ۷۔ ایضا ۸۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۸۶

Marfat.com

وفات:

بروایت صحیح ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔(۱)(۲)

۵۔ابوالزبیر: راجع:۳۵ ۶۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ: راجع:۱۳۸

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ دیگر شواہد متابعات کی بناء پر حسن ہے، امام حکم نے اسے امام مسلم کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے۔

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو چونسٹھ ویں (۱۶۴) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ یہ مسلسل چوتھی حدیث مبارکہ سداسی ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔البتہ حضرت معاذ اور حضرت ابوالزبیر صدوق ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی نیشاپوری، دوسرے اور تیسرے بصری ہیں، اگلے دو مکی ہیں اور حضرت جابر بن عبداللہ مدنی ہیں، حضرت جابر بن عبداللہ مکثرین سبعہ راوۃ میں سے ہیں، آپ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ یہ تابعی (عطاء) کی روایت دوسرے تابعی (ابوالزبیر) سے ہے

☆ یہ بڑے کی چھوٹے سے روایت ہے، کیونکہ حضرت عطاء بن ابی رباح بڑے ہیں، اور حضرت ابوالزبیر عمر میں چھوٹے ہیں، دونوں طبقہ تابعین میں سے ہیں۔

۶۔لغات:

من کان یومن باللہ: جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے۔

الیوم الاخر: آخرت کا دن

لایدخل: داخل نہ ہو

الحمام: نہانے کی جگہ حمام۔غسل خانہ۔

مترز: ازار تہبند۔لنگوٹ

۱۔ تہذیب الاکمال، ص ۲۹۰ ۲۔ سیر الصحابہ، ج ۷، ص ۲۲۳۔۲۲۷

Marfat.com

۷۔مسائل ونصائح:

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشادات میں جن حمامات کی نشاندہی فرمائی ہے، ان کی ہیئت اور ان میں نہانے کا انداز موجودہ زمانہ کے حمامات سے کافی مختلف تھا، اس لئے اس وقت کے حمامات اور ہمارے زمانہ کے حمامات کے احکامات میں بھی فرق ہے، اس لئے پہلے اس وقت کے حمامات کی ہیئت اور احکامات کو بیان کیا جاتا ہے، بعد میں بھی عصر حاضر کے حمامات کی ہیئت اور احکامات کو بیان کیا جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں عجم کے حمامات کی ہیئت اور لوگوں کے غسل کا انداز:

شیخ حافظ محمد امین نجدی لکھتے ہیں:

۱۔ حمام، حمیم سے ہے جس کے معنی گرم پانی کے ہیں۔ حمام سے وہ مشترک غسل خانے مراد ہیں جن میں گرم پانی کا انتظام ہوتا ہے اور ہر آدمی آ کر غسل کر سکتا ہے۔ چونکہ یہاں ہر وقت آدمی آتے رہتے ہیں، لہٰذا بے پردگی کا خطرہ ہے، خصوصاً اس دور میں جب کہ وہاں ایک کمرہ کپڑے اتارنے اور پہننے کے لئے مختص ہوتا تھا۔ وہاں سے غسل خانے میں ننگے جاتے تھے اور غسل خانے کی قطار میں کئی کئی نہانے والے ننگے ہوا کرتے تھے۔(۱)

حمامات میں نہانے کے بارے میں ابتدائی احکام:

آقا کریم ﷺ نے حمامات میں نہانے سے ابتداء مردوں اور عورتوں دونوں کو منع فرما دیا تھا، اس پر درج ذیل احادیث مبارکہ شاہد ہیں:

۱۔امام نسائی روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ غسل کرے کوئی تم میں سے تھمے ہوئے پانی میں جب وہ جب ہو۔(۲)

۲۔امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

موسیٰ بن اسمٰعیل، حماد، عبیداللہ بن شداد، ابی عذرہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حمام میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے مردوں کو تہبند باندھ کر حمام میں داخل ہونے کی اجازت عطا فرمائی۔(۳)(۴)

۱۔ سنن نسائی (فوائد)، ج۱، ص۴۰۶۔۴۰۷ ۲۔ نسائی:۳۹۹ ۳۔ ابوداؤد:۴۰۰۹

۴۔ سنن ابوداؤد:۶۱۱

Marfat.com

۴۔امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ بھیجے اور جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ برہنہ ہو کر حمام میں داخل نہ ہو نیز اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے والا ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔(۱)(۲)

۴۔امام حاکم روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس گھر سے بچو، جس کو حمام کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نہانے سے میل اچھی طرح اتر جاتی ہے اور اس میں مریض کو بھی فائدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو وہاں جانا چاہے، وہ اپنے ستر کو کھلنے سے بچائے۔

یہ حدیث امام مسلم رضی اللہ عنہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کو نقل نہیں کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ لے جائے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں ستر پوشی کئے بغیر داخل نہ ہو، اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے، جس پر شراب پی جاتی ہو۔

یہ حدیث امام مسلم رضی اللہ عنہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کو نقل نہیں کیا۔(۳)

۵۔امام ابوحاتم محمد بن حبان خراسانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ پردہ کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور تمہاری عورتوں میں سے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے وہ حمام میں داخل نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر حضرت عمر بن عبدالعزیز سے ان کی خلافت میں کیا تو انہوں نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ محمد بن ثابت سے اس حدیث کے متعلق پوچھیے کیونکہ وہ راویوں میں سے ہیں انہوں نے ان سے پوچھا پھر حضرت عمر کو لکھا کہ آپ نے عورتوں کو حمام میں جانے سے روکا ہے۔(۴)

۱۔ ترمذی:۲۸۰۱ ۲۔ ترمذی، ج۲، ص۲۸۹ (حدیث۶۱۳)

۳۔ مستدرک حاکم:۷۸۴۸۔۷۸۴۹ ۴۔ ابن حبان:۵۵۹۷

Marfat.com

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار اور نفاسہ عورت کو حمام میں نہانے کی اجازت دینا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گذارش پر بیمار اور نفاسہ عورتوں کو حمام میں باپردہ نہانے کی اجازت عطا فرمائی، اس بارے میں حسب ذیل روایات وارد ہیں:

۱۔امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

موسیٰ بن اسمٰعیل، حماد، عبیداللہ بن شداد، ابی عذرہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمام میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو تہبند باندھ کر حمام میں داخل ہونے کی اجازت عطا فرمائی۔(۱)

۲۔ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عبدالرحمان بن زیاد بن انعم الافریقی، عبدالرحمان بن رافع حضرت عبداللہ بن عمرو کا بیان ہے کہ تمہارے لئے عجم کی زمینیں فتح ہوں گی تو وہاں تم حمام بھی پاؤ گے تو کوئی شخص اس میں بغیر تہبند کے نہ جائے اور عورتوں کو اس میں نہ جانے دو سوائے بیمار یا صاحب نفاس کے۔(۲)

عورتوں کے حمام میں نہانے کے بارے میں علماء ظواہر کا موقف:

علماء ظواہر کے نزدیک عورتوں کا مطلقاً حمامات میں جانا اور نہانا منع ہے، ان کی دلیل حسب ذیل روایات ہیں:

۱۔امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت سبیعہ اسلمیہ فرماتی ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شام کی کچھ خواتین آئیں، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارا تعلق ''حمص'' سے ہے۔ام المومنین نے فرمایا: تم وہ ہو جو حمام میں جایا کرتی ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حمام میں جانا میری امت کی عورتوں پر حرام ہے۔ان میں سے ایک عورت نے کہا: میری بیٹیاں ہیں۔میں اس مشروب کے ساتھ ان کے بالوں کو کنگھی کرتی ہوں، ام المومنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کون سا مشروب؟ اس نے کہا: شراب۔ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تمہارا دل چاہے گا کہ تم خنزیر کے خون کے ساتھ اپنی بیٹی کے بالوں کو کنگھی کرو؟ اس نے کہا: جی نہیں۔ام المومنین نے فرمایا: تو شراب میں اور خنزیر کے خون میں کوئی فرق نہیں ہے۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل نہیں کیا۔(۳)

۱۔ ابوداؤد: ۴۰۰۹، ۴۰۱۱ ۲۔ ابن ماجہ: ۳۷۴۸ ۳۔ مستدرک، ج۶، ص۲۷۰۔۲۷۱ (حدیث نمبر ۷۷۸۴)

Marfat.com

۲۔امام ابوحاتم محمد بن حبان خراسانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ پردہ کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور تمہاری عورتوں میں سے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے وہ حمام میں داخل نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر حضرت عمر بن عبدالعزیز سے ان کی خلافت میں کیا تو انہوں نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ محمد بن ثابت سے اس حدیث کے متعلق پوچھئے کیونکہ وہ راویوں میں سے ہیں انہوں نے ان سے پوچھا پھر حضرت عمر کو لکھا کہ آپ نے عورتوں کو حمام میں جانے سے روکا ہے۔

۳۔امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوالملیح سے روایت ہے کہ اہل شام کی کچھ عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان سے دریافت فرمایا تم کہاں کی رہنے والی ہو؟ انہوں نے جواب دیا ملک شام کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا (میرا خیال ہے کہ) شاید تم اس علاقہ کی باشندہ ہو جہاں خواتین بھی حمام میں (غسل کرنے کے لئے) جاتی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آگاہ رہو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو عورت اپنے گھر کے علاوہ اپنے کپڑے کسی اور جگہ اتارتی ہے تو وہ عورت اپنے پردہ کو پھاڑتی (یعنی ختم کرتی ہے) جو کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ جریر کی حدیث ہے جو کہ زیادہ مکمل ہے اور جریر نے ابوالملیح کو بیان نہیں کیا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔(۱)

۴۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوملیح ہذلی فرماتے ہیں کہ حمص یا شام کی کچھ عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم وہی عورتیں ہو جو حماموں میں داخل ہوتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے کپڑے خاوند کے گھر کے علاوہ کہیں اور اتارتی ہے وہ اس پردے کو پھاڑ دیتی ہے جو اس (عورت کے) اور اس کے رب کے درمیان ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔(۲)

۱۔ ابوداؤد: ۴۰۱۰ ۲۔ ترمذی: ۲۸۰۳

Marfat.com

۵۔امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

ابوالملیح الہذلی سے روایت ہے کہ حمص کی کچھ عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اجازت طلب کی انہوں نے فرمایا شاید تم حمام میں جاتی ہو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس عورت نے اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ کپڑے اتارے تو اس نے اس پردہ کو پھاڑ ڈالا جو اس کے اور اللہ کے درمیان تھا۔(۱)

۶۔امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوالملیح فرماتے ہیں: کچھ شامی خواتین، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: شاید کہ تم اس علاقے سے تعلق رکھنے والی خواتین ہو جو کہ حمام میں جایا کرتی ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی گھر میں اپنے کپڑے اتارتی ہے وہ اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان پردے کو فاش کر لیتی ہے۔اس حدیث کو شعبہ نے منصور سے روایت کیا ہے۔

ابوالملیح فرماتے ہیں: کچھ شامی خواتین، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم وہی عورتیں ہو جو حمام میں جا کر نہاتی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت اپنے گھر کے علاوہ کسی جگہ پر اپنے کپڑے اتارتی ہے، وہ اپنے اللہ کی بارگاہ میں اپنی عزت برباد کر لیتی ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی جیسا فرمان منقول ہے۔

حضرت سائب فرماتے ہیں: کچھ خواتین، ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارا تعلق حمص سے ہے۔ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ عورتیں جو حمام میں جا کر نہاتی ہیں؟ انہوں نے کہا: کیا حمام میں جانے میں کوئی حرج ہے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اپنے گھر سے باہر اپنے کپڑے اتارتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی پردہ دری فرما دیتا ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ''جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کا احترام کرے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ حمام میں ستر ڈھانپے بغیر داخل نہ ہو، اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں داخل نہ ہو۔

یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کی جانب خط لکھا کہ وہ محمد بن

۱۔ ابن ماجہ: ۳۷۵۰

Marfat.com

ثابت سے اس حدیث کے بارے میں پوچھیں، اور وہ جو جواب دیں، اس کی تفصیل مجھے لکھنا، انہوں نے اس حدیث کی تحقیق کر کے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو جوابی مکتوب لکھا۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو حمام میں جانے سے منع فرمادیا۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل نہیں کیا۔ اور یہ جو یعقوب بن ابراہیم ہیں، یہ وہی ہیں جن سے لیث بن سعد روایت کرتے ہیں، یہ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم ہیں، یہ عبدالرحمٰن بن جبیر سے اور وہ محمد بن ثابت بن شرجیل قرشی سے روایت کرتے ہیں۔ (۱)

عصر حاضر کے حمامات کا حکم:

امام محمد بن عبدالہادی سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

احادیث مبارکہ میں جن حمامات کا ذکر آیا ہے، ان میں نہاتے ہوئے مردوں اور عورتوں کے ننگے ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی شرمگاہوں پر اور ستر پر نظر پڑتی تھی، اس لئے منع کیا گیا، ہمارے دور میں ایسے حمامات کا وجود نہیں ہے، بلکہ کسی بھی اسلامی ملک میں ایسے حمامات موجود نہیں ہیں۔ موجودہ دور کے حمامات میں چونکہ پردے کا انتظام ہے، اور ایک دوسرے کے ستر پر نظر پڑنے کا اندیشہ بھی نہیں ہے، اس لئے یہ اس حدیث کی نہی میں شامل نہیں ہیں۔ (۲)

حمام کے عام احکامات: پروفیسر ڈاکٹر وھبہ زحیلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شوافع اور حنابلہ نے حمام کے احکام اور اس میں جانے کے آداب ذکر کئے ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ (۳)

۱۔ سب سے بہتر حمام وہ ہے جو بلند ہو میٹھے پانی کا ہو معتدل حرارت والا ہو معتدل کمروں والا ہو اور پرانا بنا ہوا ہو۔

۲۔ حمام کا بنانا اور اس کا خریدنا اور بیچنا اور کرائے پر دینا:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مکروہ ہے کیونکہ اس میں شرمگاہوں کے پردے میں بے احتیاطی ہوتی ہے اور ان بے پردہ جگہوں پر نظریں پڑتی ہیں اور خواتین کا ان میں آنا جانا ہوتا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں جو شخص خواتین کے لئے حمام بناتا ہے وہ شرعاً عادل شمار نہیں ہوگا (یعنی اس کی گواہی وغیرہ ناقابل قبول ہوگی) بعض حضرات نے اس کو اس پر محمول کیا ہے کہ جب یہ ان ملکوں میں ہو جو ٹھنڈے نہیں ہوتے ہیں۔ حمام اور نائی کی کمائی حنابلہ کے ہاں مکروہ ہے۔

۳۔ حمام میں داخل ہونا:

مردوں کے لئے حمام میں داخل ہونا مباح ہے ان پر لازم ہے کہ وہ ایسی چیزوں سے نظریں بچا کر رکھیں جن پر نظر کرنا یا دیکھنا ان کے لئے حرام ہو اسی طرح ان کے لئے اپنے ستر کو ایسے افراد کے سامنے کھولنا جن کے سامنے ستر کھولنا ناجائز ہو درست نہیں ہے

۱۔ مستدرک حاکم: ۷۸۵۰۔۷۸۵۳ ۲۔ حاشیہ سندھی، ج۱، ص۳۸۰، مغنی المحتاج، ج۱، ص۷۶

Marfat.com

اس سے بچنا ضروری ہے یا نہانے کے علاوہ ستر کھولنا جائز نہیں۔ کیونکہ روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ جحفہ کے مقام پر ایک حمام میں گئے تھے، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے جیسا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ حمام میں ایک مرتبہ تشریف لے گئے تھے۔

☆ اگر یہ خوف ہو کہ ستر پر نظر پڑنے سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکے گا اور لوگوں کی نظروں سے بھی اپنے ستر کی حفاظت نہیں کر سکے گا تو اس کے لئے حمام میں جانا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ممنوع چیز میں گرفتار ہوئے بغیر اس کا بچ نکلنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ ستر کا کھولنا اور دیکھنا حرام ہے۔ دلیل حضرت بہز بن حکیم کی روایت کردہ حدیث ہے کہ اپنے ستر کی حفاظت کرو ہر کسی سے سوائے بیوی اور زیر ملکیت باندیوں کے (۱) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد دوسرے مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھے نہ عورت دوسری عورت کے ستر کی طرف دیکھے، اور دوسری جگہ فرمایا ننگے ہو کر مت چلو پھرو (۲) بروایت امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی ران ننگی نہ کرنا اور کسی زندہ مردہ کی ننگی ران کبھی نہ دیکھنا اور فرمایا ران ستر میں داخل ہے۔ (۳)) عام حمام میں بغیر تہبند کے داخل ہونا حرام ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے مردوں میں سے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں بغیر تہبند کے نہ داخل ہو اور میری امت کی عورتوں میں سے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہے وہ حمام میں داخل نہ ہو۔

☆ دوسری حدیث میں ہے مردوں پر حرام ہے کہ وہ حمام میں بغیر تہبند کے داخل ہوں۔ یہ بھی مروی ہے جب کوئی شخص حمام میں ننگا داخل ہوتا ہے تو اس کے دونوں فرشتے اس کو لعنت کرتے ہیں۔

یہ روایت قرطبی نے اپنی تفسیر میں اس آیت کراما کاتبین یعلمون ماتفعلون سورۃ الانفطار آیت نمبر ۱۱۔۱۲ کی تفسیر میں ذکر کی ہے۔) عورتوں کے لئے حمام میں داخل ہونا مکروہ ہے ماسوا اس کے کہ ان کو کوئی عذر لاحق ہو جیسے حیض نفاس، یا کوئی مرض یا غسل کی حاجت ہو اور عورت کے لئے گھر میں نہانا ممکن نہ ہو کیونکہ روایت میں ہے کوئی عورت اپنے کپڑے اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور نہیں اتارتی مگر وہ اپنے اور اللہ کے درمیان پردہ چاک کر دیتی ہے۔ ترمذی نے یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کر کے اس کو حسن قرار دیا ہے۔)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم پر سرزمین عجم فتح کی جائے گی اور تم ان میں ایسے گھر دیکھو گے جنہیں حمام کہا جاتا ہے، تو مرد اس میں بغیر تہبند کے نہ جائیں اور عورتوں کو ان میں جانے سے منع کرو سوائے مریضہ کے یا نفاس والی عورت کے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

۱۔ نیل الاوطار، ج ۲ ص ۶۲ ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً

Marfat.com

وجہ اس کی یہ ہے کہ عورتوں کا معاملہ زیادہ پردے کا ہوتا ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے نکلنے اور جمع ہونے میں فتنے اور شر کا زیادہ امکان ہے۔ بعض شوافع فرماتے ہیں کہ ہیجڑے بھی عورتوں کے حکم میں ہوں گے جیسا کہ اصول سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور عورت کے لئے اپنے گھر کے حمام میں نہانا جائز ہے جہاں اس کے ستر کو ایسا کوئی نہ دیکھے جس کے لئے اس کا دیکھنا حرام ہے۔

☆ لوگوں کے درمیان ننگا ہوکر نہانا حرام ہے، جو شخص لوگوں میں ننگا ہوکر نہائے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ لوگوں کے سامنے شرمگاہ کھولنا حرام ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ حیا والا اور پوشیدہ ہے حیاء اور پوشیدگی کو پسند فرماتا ہے، سو جب تم میں سے کوئی نہائے تو وہ چھپ کر نہائے۔ ہاں اگر وہ شخص تنہائی میں نہائے تو ننگا ہوکر نہانا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے برہنہ ہوکر غسل فرمایا تھا۔ اسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام نے برہنہ ہوکر غسل فرمایا تھا۔ جیسا کہ المغنی کے مصنف علامہ ابن قدامہ المقدسی نے ذکر کیا ہے اور اگر کوئی دوسرا شخص کپڑے سے اس کے لئے پردہ کردے تو یہ جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے سے پردہ کرکے نہاتے تھے اور تنہائی میں بھی پردہ کرلینا بہتر ہے جیسا کہ گذشتہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے زیادہ اس کا حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

☆ پانی میں پیرا کی بغیر ستر چھپائے نہ کرے، کیونکہ پانی پردے کا کام نہیں کرسکتا ہے، تو اس میں ننگے نہانے والے کا بدن نظر آجائے گا۔

☆ غسل اور وضو حمام کے پانی سے جائز ہے کیونکہ وہ پاک پانی ہوتا ہے اور اگر وہ حوض سے نکل کر بہہ کر آتا ہو تو وہ بمنزلہ بہتے پانی کے ہوتا ہے یعنی وہ پانی جو بہہ کر نکل جائے کیونکہ بعد میں آنے والا پانی تو حوض میں ٹھہر جاتا ہے۔

☆ پردہ اختیار کئے ہوئے شخص کے لئے حمام میں ذکر میں مشغول رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کا ذکر ہر جگہ اچھا ہے جب تک کہ اس جگہ کے بارے میں ممانعت نہ وارد ہو۔ روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ حمام میں تشریف لے گئے، اور اندر جاکر کہا لا الہ الا اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ ہمیشہ اللہ کو یاد کرتے تھے۔

☆ حمام میں قرآن کریم کی تلاوت امام مالک اور نخعی کے ہاں مکروہ نہیں جیسے ذکر اللہ مکروہ نہیں ہے، امام احمد نے اس کو حمام میں ناپسند کیا ہے خواہ نیچی آواز میں ہی کیوں نہ پڑھے۔ کیونکہ حمام ننگے ہونے کی جگہ ہے اور اس میں وہ کچھ کیا جاتا ہے جو دوسری جگہ اچھا نہیں ہوتا، لہٰذا قرآن کو وہاں سے بچایا جائے گا جیسے وہاں سلام کرنا مکروہ ہے۔ بعض حنابلہ نے اس کو مباح قرار دیا ہے کیونکہ اصل اشیاء میں ان کا مباح ہونا ہے۔

Marfat.com

۷۔حمام کے آداب:

☆ حمام لینے والا شخص زائد از حاجت وعادت پانی استعمال نہ کرے اور حاجت سے زیادہ دیر تک نہ رہے۔اور حمام کے آداب میں سے یہ ہے کہ مقصود اس میں جانے سے صفائی ستھرائی ہو عیش وعشرت نہ ہو۔اور داخل ہونے سے پہلے اجرت دے دے۔بسم اللہ پڑھ کر داخل ہو پھر تعوذ پڑھے جیسے بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پڑھتے ہیں۔داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں رکھے اور نکلتے وقت دایاں پاؤں نکالے۔

☆ حمام کی حرارت کے موقع پر جہنم کی حرارت کو ذہن میں رکھے، اور اگر وہاں کوئی ننگا آدمی ہو تو وہ شخص خود داخل نہ ہو۔اور گرم کمرے میں جانے میں جلدی نہ کرے جب تک کہ پہلے کمرے میں اس کو پسینہ نہ آجائے کیونکہ طبی نقطہ نگاہ سے ایسا کرنا بہتر ہے۔زیادہ بات چیت نہ کرے، اور داخل ہوتے وقت فارغ ہونے کا یا خلوت کا انتظار کرے اگر اس پر قدرت ہو اور دائیں بائیں کم سے کم دیکھے کیونکہ یہ شیاطین کی جگہ ہے تو یہ استغفار کرے اور نکلنے کے بعد دو رکعت پڑھے، کیونکہ لوگ کہا کرتے تھے حمام کا دن گناہوں کا دن ہوتا ہے۔

☆ شوافع غروب سے تھوڑا پہلے اور مغرب وعشاء کے درمیان حمام میں داخل ہونے کو مکروہ کہتے ہیں، کیونکہ یہ شیاطین کی منتشر ہونے کا وقت ہوتا ہے، حنابلہ فرماتے ہیں مکروہ نہیں ہے، کیونکہ خاص ممانعت اس بارے میں کوئی وارد نہیں ہوئی ہے۔اور دوسرے کے ملنے میں کوئی حرج نہیں سوائے ستر کی جگہ کے اور اس جگہ کے جس کے ملنے سے شہوت کا امکان ہو۔

☆ روزے دار کے لئے حمام لینا مکروہ ہے کیونکہ غسل سے جسم کمزور پڑتا ہے، دوسری بات یہ کہ یہ انداز عیش وعشرت ہے جو روزے کے مناسب نہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی پانی اس کے پیٹ میں بھی چلا جاتا ہے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔حمام سے نکل کر ٹھنڈے پانی سے پاؤں دھو لینے چاہئیں۔اور وہاں سے نکل کر ٹھنڈے پانی پینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ طبی لحاظ سے بہتر ہے، اسی طرح دوسرے شخص کو فاک اللہ (اللہ تمہیں سلامتی میں رکھے) کہنے میں کوئی حرج نہیں اور مساج کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱)

خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

حدیث الباب سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حسب ذیل ہے:

۱۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱، ص ۳۷۴۔۳۷۷

Marfat.com

حمام میں ستر پوشی کے ساتھ مردوں کا نہانا جائز ہے، اس کی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

☆ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حمامات کا ذکر کیا ہے، ان میں مرد اور عورتیں برہنہ نہاتی تھیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے ستر پوشی کو لازم قرار دیا، اور عورتوں کو منع فرمایا۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گذارش پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار اور نفاس والی عورتوں کو ستر پوشی کے ساتھ اجازت عنایت فرمائی۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور علماء ظواہر کے نزدیک عورتوں کا مطلقاً حمام میں جانا حرام ہے۔

☆ جمہور علماء کے نزدیک عورتیں بیماری، نفاس، حیض اور دیگر مجبوری کی بناء پر ستر پوشی کے ساتھ حمام میں نہا سکتی ہیں۔

☆ عصر حاضر کے حمام کا حکم:

ہمارے دور کے حمامات میں پردے کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے، اس لئے ان حمامات میں نہانا اس نہی میں شامل نہیں ہے، کیونکہ وہاں بھی حکم کی علت عدم ستر پوشی ہے، جبکہ ہمارے ہاں پردے کا انتظام ہے۔

☆ عورتوں کے لئے افضل واعلیٰ یہی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ہی نہائیں اور غسل کریں۔

☆ اگر عورتیں مہمان ہونے کی صورت میں یا مجبوری کی وجہ سے کسی دوسرے گھر یا جگہ پر کپڑے اتارتی ہیں، یا کپڑے تبدیل کرنے کے لئے اتارتی ہیں، یا ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی غرض سے کپڑے اتارتی ہیں، تو وہ اس وعید میں شامل نہیں ہیں۔

ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ جل جلالہ اعلم بالصواب

Marfat.com

بَابُ الِاغْتِسَالِ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ

باب ۳: برف اور اولوں کے پانی سے غسل کرنا

برف اور اولے اصلاً پاک ہیں، اور مطلق پانی کی طرح ہیں، برف اور اولوں سے مراد ان کے پگھلنے کے بعد ان کا پانی ہے، یہ پاک ہے، اس لئے اس سے غسل کرنا جائز ہے، اس باب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے، پچھلے باب میں حمام میں غسل کرنے کے لئے داخل ہونے کی رخصت کا بیان تھا، اور اس باب میں برف اور اولوں کے پانی سے غسل کرنے کا بیان ہے۔

۴۰۰۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ :حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ :حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو :اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا .اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْهَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ .اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

اے اللہ تعالیٰ جل جلالہ! مجھے گناہوں اور غلطیوں سے پاک فرمادے۔

اے اللہ تعالیٰ جل جلالہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح پاک فرمادے، جیسے سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔

اے اللہ تعالیٰ جل جلالہ! مجھے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک کردے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت آخری حصہ کے ساتھ ہے:

اے اللہ تعالیٰ جل جلالہ! مجھے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک کردے۔

وجہ استدلال: آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک ہونے کی دعا مانگی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تینوں پاک پانی ہیں، اس لئے برف اور اولوں کے پانی سے غسل کرنا جائز ہے۔

۲۔ اطراف:

تقدم: ۴۰۱، مسلم: ۱۰۶۹، احمد: ۱۹۱۴۰، تحفۃ الاشراف: ۵۱۸۱

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں پانچ راوی ہیں، جن میں سے تین کا تعارف گذر چکا ہے، حضرت مجزأۃ اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی سپرد قلم کئے جاتے ہیں:

۱۔محمد بن ابراھیم: راجع:۸۲ ۲۔بشر بن المفضل: ایضاً

۳۔شعبۃ: راجع:۱۱۰

۴۔مجزأۃ بن زاہر:

آپ کا نام مجزأۃ بن زاہر بن اسود اسلمی کوفی ہے، آپ رواۃ کے چوتھے طبقہ سے ثقہ تابعی راوی ہیں، اہل علم آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، حضرات شیخین اور امام نسائی آپ سے روایت کرتے ہیں۔ سنن نسائی میں آپ سے یہی ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔(۱)

۵۔حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام حضرت ابو ابراہیم عبداللہ بن ابی اوفیٰ علقمہ بن خالد بن حارث بن ابی اسید بن رفاعہ بن ثعلبہ اسلمی کوفی (م:۷۸ھ) ہے، آپ صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے تھے، اسی طرح آپ غزوۂ خندق میں بھی شریک ہوئے تھے، آپ نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد لمبی عمر پائی۔ آپ کوفہ میں وفات پانے والے آخری صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی مجتبیٰ میں آپ سے تیرہ (۱۳) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۲)

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو چوالیس ویں (۱۴۴) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے تین راوی بصری اور آخری دو کوفی ہیں۔

☆ حضرت مجزأۃ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، سمع، عن ایک ایک دفعہ اور حدثنا دو دفعہ استعمال ہوا ہے۔

☆ سند میں اکثر الفاظ روایت ثقہ ہیں۔

۱۔i۔تھذیب الکمال، ج ۲۷، رقم:۲۴۲ ii۔الجرح والتعدیل، ج ۸، ص ۴۱۶

۲۔i۔تھذیب التھذیب، ج ۵، ص ۱۵۱۔۱۵۲ ii۔تقریب التھذیب، ج ۱، ص ۳۸۳

Marfat.com

۶۔لغات:

طهرنی : تو مجھے پاک فرمادے۔

الذنوب: ذنب کی جمع گناہ۔

الخطایا : الخطیۃ کی جمع غلطیاں۔کوتاہیاں۔

نقنی : تو مجھے صاف فرمادے۔

الثوب الابیض: سفید کپڑا۔

الدنس: میل کچیل۔

الثلج: برف۔

البرد: اولے۔

الماء البارد: ٹھنڈا پانی۔

نوٹ: مسائل ونصائح اور خلاصہ باب ۴ کے بعد آگے آرہے ہیں۔

بَابُ الِاغْتِسَالِ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ

باب ۴: ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا

غسل جس طرح عام پانی اور گرم پانی سے کرنا جائز ہے، اسی طرح ٹھنڈے پانی سے بھی غسل کرنا جائز ہے۔اس باب میں اسی امر کا بیان ہے، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ایک حدیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے، پچھلے باب میں برف اور اولوں کے پانی سے غسل کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کا بیان ہے، برف اور اولے جب پگھلتے ہیں، تو ان سے حاصل ہونے والا پانی ٹھنڈا ہوتا ہے، اسی لئے امام نسائی نے برف اور اولوں سے غسل کرنے کے بعد ٹھنڈے پانی کا باب باندھا ہے۔

۴۰۱۔اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ مَجْزَأَةَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ. اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ كَمَا يُطَهَّرُ الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے:

اے اللہ تعالیٰ جل جلالہ! مجھے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک فرمادے۔

اے اللہ تعالیٰ جل جلالہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک فرمادے، جس طرح سفید کپڑا میل کچیل میں صاف کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاکی کے لئے ٹھنڈے پانی کو بطور استعارہ استعمال فرمایا ہے، جس سے یہ بات مستنبط ہوئی کہ ٹھنڈا پانی پاک ہوتا ہے، جب یہ پاک ہے تو اس سے غسل کرنا بھی جائز ہے۔

۲۔اطراف:

راجع: ۴۰۰

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، جن میں سے حضرت مجزأۃ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا تعارف گذر چکا ہے، باقی چار کے حالات زندگی لکھے جارہے ہیں:

۱۔محمد بن یحییٰ بن محمد:

آپ کا نام ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن محمد بن کثیر لؤلؤ حرانی کلبی (م: ۲۶۷ھ) ہے، آپ رواۃ کے گیارہویں طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، آئمہ رجال آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، سنن نسائی میں آپ سے آٹھ احادیث مبارکہ مروی ہیں، آئمہ صحاح ستہ میں سے امام نسائی آپ سے روایت کرتے ہیں۔(۱)

۲۔محمد بن موسیٰ:

آپ کا نام ابو یحییٰ محمد بن موسیٰ بن اعین جزری حرانی (م: ۲۲۳ھ) ہے، آپ رواۃ کے دسویں طبقہ کبار سے صدوق، ثقہ راوی ہیں، امام بخاری اور امام نسائی آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے سات احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۲)

۳۔ابراھیم بن یزید:

آپ کا نام ابراھیم بن یزید بن مردانبہ قریشی مخزومی کوفی ہے، آپ عمرو بن حریث کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ رواۃ کے ساتویں طبقہ سے صدوق راوی ہیں، آئمہ صحاح ستہ میں سے صرف امام نسائی آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے یہی ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔(۳)

۱۔ i۔الثقات، ج۹، ص۱۴۲ ii۔المعجم المشتمل، ص۱۰۰۰

۲۔ i۔تقریب التھذیب، ج۲، ص۲۲۰ ii۔ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، ج۵، ص۳۲۲

۳۔ i۔الجرح والتعدیل، ج۲، ص۱۴۵ ii۔الثقات، ج۸، ص۸۲

Marfat.com

۴۔رقبہ:

آپ کا نام ابوعبداللہ رقبہ بن مصقلہ بن عبداللہ عبدی کوفی (م:۲۹ھ) ہے، آپ رواۃ کے چھٹے طبقہ سے ثقہ، مامون راوی ہیں، اہل علم آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، آپ بہت خوش مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، البتہ امام ابن ماجہ نے کتاب التفسیر میں آپ سے روایت کیا ہے، سنن نسائی میں آپ سے تین احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۵۔مجزأۃ: راجع:۴۰۰ ۶۔حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ: ایضاً

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ دیگر شواہد کی بناء پر صحیح ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو پینٹھویں (۱۶۵) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، البتہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر آئمہ نے صدوق قرار دیا ہے۔

☆ سند کے پہلے دو راوی حرانی اور باقی سارے کوفی ہیں۔

☆ حضرت محمد بن یحییٰ، محمد بن موسیٰ، ابراہیم بن یزید اور رقبہ بن مصقلہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں محمد نام کے دو راوی ہیں۔

☆ حضرت محمد بن یحییٰ اور حضرت ابراہیم بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت لینے میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں، باقی آئمہ خمسہ ان حضرات سے روایت نہیں کرتے۔

☆ حضرت مجزأۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ دوسری حدیث مبارکہ ہے یکے بعد دیگرے مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، حدثناء دو دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

راجع:۴۰۰

۱۔ i۔العلل (ابن حنبل)، ج۱، ص۱۰۴ ii۔تاریخ الثقات، ص۱۶۱

Marfat.com

۷۔مسائل ونصائح:

برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی کے پاک ہونے اور اس سے پاکی حاصل کرنے اور عصمت انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مکمل بحث فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ا،ص ۸۰۰۔۸۰۷ گذر چکی ہے، وہاں ابحاث کے عنادیں حسب ذیل ہیں:

برف، اولے اور ٹھنڈے پانی سے گناہ دھونے کی دعا بطور استعارہ ہونا گناہ دھونے کا مفہوم، خطایای کا مفہوم، آسمان سے نازل ہونے والی متعدد چیزوں کے بیان کی حکمتیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معصوم عن الخطا ہونا۔اس دعا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے نہ پڑھنا، نماز کے شروع میں مختلف دعاؤں کے پڑھنے کا مسنون ہونا، انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت، عصمت کا معنیٰ ومفہوم۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

مذکورہ بالا دونوں احادیث مبارکہ سے امام نسائی کا استدلال حسب ذیل ہے:

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی سے گناہوں کے پاک ہونے کی دعا مانگی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ تینوں چیزیں پاک ہیں، اس لئے ان سے غسل کرنا جائز ہے۔

☆ برف اور اولوں سے غسل کرنا اسی صورت ممکن ہے، جب یہ پگھل کر پانی بن جائیں، اس لئے اصل میں ان دونوں کے پانی کا حکم بیان ہوا ہے۔

☆ دونوں احادیث مبارکہ میں برف، اولے اور ٹھنڈا پانی کا استعمال بطور استعارہ ہے، اور اس سے اصل مقصود اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگنا، اور اس کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف خطاؤں کی نسبت عاجزی، انکساری اور تمثیل کے طور پر فرمائی، اور اس سے اصل مقصود تعلیم امت ہے، کہ ہر امتی نماز کے شروع میں ہی اپنے گناہوں سے معافی کا خواستگار ہو۔

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا، صغیرہ نہ کبیرہ، سہواً نہ عمداً، صورۃً نہ حقیقتاً، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا وہی افضل واعلیٰ حقیقتاً اور بہ ظاہر ہے۔ بلکہ جس طرح مشرق ومغرب کا اجتماع ممتنع ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ کا صدور ممتنع ہے۔

☆ اس تمثیل سے مراد طہارت میں تاکید ہے، اور اس سے پاکی میں مبالغہ کرنا مراد ہے۔

☆ عصر حاضر میں مشینی طریقہ سے جو برف بنائی جاتی ہے، اس کا بھی شرعاً یہی حکم ہے۔

Marfat.com

بَابُ الِاغْتِسَالِ قَبْلَ النَّوْمِ

باب ۵: سونے سے پہلے غسل (جنابت) کرنا

مسلمان کے لئے افضل واعلیٰ یہی ہے کہ اگر سونے سے پہلے غسل واجب ہوا ہے، تو پہلے غسل کرے، پھر سوئے، اگر چہ اس امر کی بھی گنجائش موجود ہے، کہ سو جائے، اور اٹھ کر غسل کرے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں قسم کا عمل ثابت ہے، اس باب میں اسی امر مسنون کا ذکر ہے، امام نسائی نے اس باب میں ایک حدیث مبارکہ سے اپنے موقف پر استدلال فرمایا ہے۔ پچھلے باب میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں سونے سے پہلے غسل کرنے کا بیان ہے۔

۴۰۲۔ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ نَوْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَابَةِ؟ أَيَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ. رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حالتِ جنابت میں سونا کیسے ہوتا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے نہایا کرتے تھے، یا نہانے سے پہلے سویا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طرح کرلیا کرتے تھے، کبھی نہا کر سوتے اور کبھی صرف وضو کر کے سو جاتے تھے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت آخری جملہ کے اس حصہ میں ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہا کر سوتے۔

۲۔ اطراف:

مسلم: ۳۰۷، احمد: ۲۴۵۰۷، تحفۃ الاشراف: ۱۶۲۸۰

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں پانچ راوی ہیں، جن میں سے چار کا تعارف گذر چکا ہے، حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ کی سرگذشتِ حیات لکھی جاتی ہے:

۱۔ شعیب بن یوسف: راجع: ۴۹ ۲۔ عبدالرحمان بن مھدی: راجع: ۱۱۹

۳۔ معاویہ بن صالح: راجع: ۶۲

Marfat.com

۴۔حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام ابوالاسود عبداللہ بن ابی قیس نصری حمصی مخضرمی ہے، آپ کے والد کا نام بعض نے قیس اور بعض نے ابوموسیٰ ذکر کیا ہے، آپ حضرت عطیہ بن عازب کے غلام تھے، بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے: کہ ان کے والد کا نام عازب تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عفیف رکھا تھا۔ حضرت عبداللہ رواۃ کے دوسرے طبقہ سے ثقہ تابعی راوی ہیں، اہل علم آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، البتہ امام بخاری نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے، سنن نسائی میں آپ سے تین احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۵۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع: ۱۱۲

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو پنتالیسویں (۱۴۵) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ بھی نسائی کے لقب سے مشہور ہیں۔ دونوں کی نسبت نساء کی طرف ہے۔

☆ سند کے پہلے راوی نسائی، دوسرے بصری، تیسرے اور چوتھے حمصی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مدنیہ ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمۃ اللہ علیہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا، سألت ایک ایک دفعہ اور عنعنہ دو دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

سألت:	میں نے پوچھا۔
کیف کان نوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے سوتے تھے؟
الجنابة:	ناپاکی۔ جنابت۔
أیغتسل:	کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہاتے تھے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے۔

۱۔ i۔الثقات، ج۵، ص۴۴ ii۔الجرح والتعدیل، ج۵، ص۱۴۰

Marfat.com

قبل ان ینام: سونے سے پہلے۔

ینام: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے۔

قبل ان یغتسل : غسل کرنے سے پہلے۔

کل ذلك : ہر طرح

ربما اغتسل فنام : کبھی غسل کر کے سوتے۔

ربماتو منا فنام: کبھی وضو کرتے اور سو جاتے۔

۷۔مسائل ونصائح:

تقدم:۴۰۳

۸۔خلاصہ:

ایضاً

بَابُ الِاغْتِسَالِ أَوَّلَ اللَّيْلِ

باب ۶: شروع رات میں غسل کرنا

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب اسی عنوان سے کتاب الطھارۃ (باب ۱۴۱) میں بھی قائم کیا ہے، اس باب کے قائم کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر غسل رات کے پہلے حصہ میں ہوا ہے، تو مستحب یہ ہے کہ رات کے اول حصہ میں ہی غسل کر لیا جائے۔اس باب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے، پچھلے باب میں سونے سے پہلے غسل کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں شروع رات میں غسل کرنے کا بیان ہے۔

۴۰۳۔أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ :حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ بُرْدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا فَقُلْتُ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ مِنْ آخِرِهِ؟ قَالَتْ :كُلُّ ذَلِكَ كَانَ رُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ أَوَّلِهِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ مِنْ آخِرِهِ قُلْتُ :الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً

حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے شروع حصہ میں غسل کرتے تھے یا آخری حصہ میں؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کبھی اوقات میں: کبھی رات کے اول حصہ میں اور کبھی آخری حصہ میں غسل فرما لیتے تھے۔حضرت غضیف رضی اللہ عنہ نے کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے لئے ہیں، جس نے معاملات میں وسعت رکھی ہے۔

Marfat.com

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

۲۔اطراف:

راجع:۲۲۲

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

۱۔یحییٰ بن حبیب: راجع:۷۵ ۲۔حماد بن زید: راجع:۲۲۳

۳۔برد: راجع:۲۲۲ ۴۔عبادہ بن نسی: ایضاً

۵۔غضیف بن حارث: ایضاً ۶۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع:۱۱۲

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو چھیاسٹھویں (۱۶۶) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا اور قال ایک ایک دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

ضروری وضاحت: سند مذکور کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۳، ص۶۵ پر گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع:۲۲۲

۷۔مسائل ونصائح:

حدیث مذکور کی مفصل شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی ج۳، ص۶۵۔ پر گذر چکی ہے، وہاں اس شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

مذکورہ بالا حدیث کی پوری عبارت، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حاجت غسل ہوتی اسی وقت غسل فرما لیتے تھے، نماز تک غسل کو

Marfat.com

مؤخر کرنے کا جواز، غسل جنابت فوری کرنا نظافت ہے اور تاخیر امت کے لئے آسانی ہے، حضور نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی لگن۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

☆ مذکورہ بالا دونوں ابواب اور احادیث مبارکہ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال یہ ہے' کہ رات کے اوقات میں واجب ہونے والے غسل جنابت کا فوری کرنا ضروری نہیں' بلکہ اس میں گنجائش ہے' چاہے تو فوری کرے' اور چاہے تاخیر سے نماز سے پہلے کرے۔ یہ دونوں امر جائز ہیں۔

☆ آقا کریم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جس وقت غسل واجب ہوتا' فوری غسل کر لیتے تھے' اگر شروع رات میں غسل واجب ہوا تو شروع رات میں کر لیتے' اگر اخیر رات میں غسل واجب ہوا تو اخیر رات میں کر لیتے تھے۔

☆ آپ ﷺ نے اُمت کی آسانی اور بیان جواز کے لئے بعض دفعہ تاخیر سے غسل فرمایا۔

☆ نماز تک غسل کا مؤخر کرنا جائز ہے۔

☆ غسل کا جلدی کر لینا نظافت اور پاکیزگی کے زیادہ قریب ہے۔

☆ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اقوال' افعال اور احوال جاننے کی زیادہ سے زیادہ سعی کرے۔

☆ آقا کریم ﷺ کی اتباع کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے' یہی بات ہدایت کے قریب کرنے والی ہے۔

☆ حضرت غضیف رضی اللہ عنہ کا کلمات تشکر ادا کرنا' اس بات کی دلیل ہے کہ غسل کرنے میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے گنجائش رکھی ہے' اور اسے فوری واجب کر کے تنگی نہیں فرمائی۔

☆ آقا کریم ﷺ اُمت پر نہایت شفیق تھے' اور معاملات میں آسانیاں پیدا فرمانے والے تھے۔

☆ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

Marfat.com

بَابُ الِاسْتِتَارِ عِنْدَ الِاغْتِسَالِ

باب ۷: غسل کرتے وقت پردہ کرنا

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب کتاب الطھارۃ (باب ۱۴۳) میں بھی قائم فرمایا ہے، وہاں اس باب کے تحت دو حدیثیں روایت کی ہیں، اور یہاں اس عنوان کے تحت چار احادیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے، دونوں ابواب میں احادیث مختلف ہیں، تنہائی میں اکیلے غسل کرتے ہوئے پردہ کرنا مستحب ہے، بشرطیکہ ستر جسم پر کسی اور کی نظر پڑنے کا اندیشہ نہ ہو، اور اگر دوسروں کے دیکھنے کا اندیشہ ہو تو پردہ کرنا واجب ہے، اس باب میں اسی امر کا بیان ہے، پچھلے باب میں شروع رات میں غسل کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں غسل کرتے وقت پردہ کرنے کا بیان ہے۔ دونوں ابواب غسل سے متعلق ہیں۔

۴۰۴۔ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ :حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ قَالَ :حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ :إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَلِيمٌ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھلی فضاء میں غسل کرتے ہوئے دیکھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر رونق افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تعریف وتوصیف کی اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جل جلالہ بہت بردبار، بہت حیادار اور بہت ہی پردے والا ہے، وہ شرم وحیا اور پردے کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا تم میں سے جب کوئی غسل کرے، وہ پردے کا اہتمام ضرور کرے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت اس آخری جملہ میں ہے:

تم میں سے جب کوئی غسل کرے، تو وہ پردے کا اہتمام ضرور کرے۔

۲۔ اطراف:

ابوداؤد: ۴۰۱۲، احمد: ۱۷۹۹۲، تحفۃ الاشراف: ۱۱۸۴۵

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، ان میں سے تین کا تعارف گذر چکا ہے، باقی تین حضرت نفیلی، حضرت عبدالملک اور حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی سپردِ قلم کیے جاتے ہیں:

۱۔ ابراھیم بن یعقوب: راجع: ۱۷۴

Marfat.com

۲۔النفیلی:

آپ کا نام ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن نفیل بن زارع بن علی نفیلی حرانی (م:۲۳۴ھ) ہے، آپ رواۃ کے دسویں طبقہ کبار سے ثقہ، حافظ، مامون، متقن راوی ہیں، آئمہ رجال آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، امام بخاری اور آئمہ سنن اربعہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے پانچ (۵) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۳۔زہیر بن معاویہ: راجع:۱۲۷

۴۔عبدالملک:

آپ کا نام ابومحمد عبدالملک بن ابی سلیمان میسرہ عرزمی (م:۱۴۵ھ) ہے، آپ کی کنیت بعض نے ابوسلیمان اور ابوعبداللہ بھی ذکر کی ہے، آپ رواۃ کے پانچویں طبقہ سے ثقہ، مامون، ثابت، صدوق راوی ہیں، اکثر آئمہ رجال آپ کی ثقاہت واتقان اور حفظ کے قائل ہیں۔آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، البتہ امام بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے، سنن نسائی میں آپ سے تنتیس (۳۳) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۲)

۵۔عطاء بن ابی رباح: راجع:۳۹۹

۶۔حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام حضرت یعلیٰ بن امیہ بن ابی عبیدہ عبید یا زید بن ہمام تمیمی (م:۴۰ت) ہے، آپ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ نے غزوہ طائف، حنین اور تبوک میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت فرمائی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو نجران اور یمن کا گورنر مقرر کیا تھا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو عامل مقرر فرمایا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قصاص کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے سولہ (۱۶) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۳)

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

۱۔ i۔الجرح والتعدیل، ج۵، ص۱۵۹ ii۔الثقات، ج۸، ص۳۵۶

۲۔ i۔طبقات ابن سعد، ج۶، ص۳۵۰ i i۔جامع ترمذی، ج۳، ص۶۴۳

۳۔ i۔تہذیب التہذیب، ج۱۱، ص۳۹۹۔۴۰۰ ii۔تقریب التہذیب، ج۲، ص۳۸۷

Marfat.com

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو سڑسٹھویں (۱۶۷) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی دمشقی، دوسرے مرالی، اگلے دو کوفی اور آخری دو مکی ہیں۔

☆ حضرت نفیلی، عبدالملک اور حضرت یعلیٰ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ یہ تابعی (عبدالملک) کی دوسرے تابعی (حضرت عطاء) سے روایت ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، عنعنہ دو دفعہ اور حدثنا تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

رای رجلا : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا۔

البراز : کھلی فضا۔

صعد : آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔

المنبر: منبر۔

حمدالله واثنی علیه : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تعریف وتوصیف بیان فرمائی۔

حلیم : بہت بردبار۔

حیی: بہت زیادہ حیاوالا۔

ستیر: بہت پردے والا۔

یحب: وہ پسند فرماتا ہے۔

الحیاء : حیاء۔

الستر: پردہ۔

اذا اغتسل : جب وہ غسل کرے۔ جب وہ نہائے۔

فلیستتر: چاہیے کہ وہ پردہ کرے۔ وہ پردہ ضرور کرے۔

Marfat.com

۴۰۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ :حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ :حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ سِتِّيرٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ جل جلالہ بہت پردے والا ہے ،جب تم میں سے کوئی غسل کرنے لگے، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو کسی چیز کی اوٹ میں چھپائے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

۲۔اطراف:

ابوداؤد:۴۰۱۳، احمد:۱۷۹۹۲، تحفۃ الاشراف:۱۱۸۴۰

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، جن میں سے پانچ کا تعارف گذر چکا ہے، باقی دو حضرت اسود بن عامر اور حضرت صفوان بن یعلیٰ کے حالات زندگی سپرد قلم کئے جا رہے ہیں:

۱۔ابوبکر بن اسحاق: راجع:۳۴۷

۲۔اسود بن عامر:

آپ کا نام ابوعبدالرحمان اسود بن عامر شاذان شامی بغدادی (م:۲۰۸ھ) ہے، آپ رواۃ کے نویں طبقہ سے ثقہ، صدوق، صالح راوی ہیں، آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے چھ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۳۔ابوبکر بن عیاش: راجع:۱۲۷ **۴۔عبدالملک:** راجع:۴۰۴

۵۔عطاء بن ابی رباح: ایضاً

۶۔صفوان بن یعلیٰ:

آپ کا نام صفوان بن یعلیٰ بن امیہ تمیمی مکی ہے، آپ رواۃ کے تیسرے طبقہ سے ثقہ تابعی راوی ہیں، آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے گیارہ (۱۱) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۲)

۱۔ i۔تھذیب الکمال، ج۳، رقم:۲۲۷ ii۔الثقات، ج۸، ص۱۳۰

۲۔ i۔الثقات، ج۴، ص۳۷۹ ii۔تھذیب التھذیب، ج۴، ص۴۳۲

Marfat.com

۷۔حضرت یعلیٰ بن امیہ: راجع:۴۰۴

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سباعیات کے اعتبار سے یہ سترویں (۷۰) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی صفانی، دوسرے شامی، تیسرے اور چوتھے کوفی اور باقی سارے مکی ہیں۔

☆ یہ بیٹے (صفوان) کی اپنے باپ (حضرت یعلیٰ) سے روایت ہے۔

☆ حضرت اسود بن عامر اور حضرت صفوان سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، حدثنا دو دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

اذاارادا: جب وہ ایک شخص ارادہ کرے۔

ان یغتسل :نہانا۔غسل کرنا۔

فلیتوار : اسے چاہیے کہ وہ چھپ جائے۔اوٹ بنالے۔

بشئی : کسی چیز کے ساتھ۔

۴۰۶۔أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ :حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ " :وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً قَالَتْ :فَسَتَرْتُهُ فَذَكَرَتِ الْغُسْلَ قَالَتْ :ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا "

ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے (نہانے کے) لئے پانی رکھا، پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پردہ کیا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا طریقہ بیان کیا، پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے توالیا لے کر آئی، لیکن آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ضرورت محسوس نہ فرمائی۔

Marfat.com

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت اس جملہ میں ہے:

میں نے آپ ﷺ کے لئے پردہ کیا۔

۲۔اطراف:

راجع:۲۵۳

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

۱۔قتیبہ: راجع:۱۱۸ ۲۔عبیدہ: راجع:۱۳

۳۔اعمش: راجع:۱۱۸ ۴۔سالم: راجع:۱۸

۵۔کریب: راجع:۷۷ ۶۔ابن عباس: راجع:۱۳۲

۷۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا: راجع:۲۳۶

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے،

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ سباعیات کے اعتبار سے یہ اکہترویں (۷۱) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی بغلانی، اگلے تین کوفی اور آخری تین مدنی ہیں۔

☆ یہ صحابی (ابن عباس) کی صحابیہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

☆ یہ بھانجے کی اپنی خالہ سے روایت ہے۔

☆ سند میں تین تابعین کرام راوی ہیں (اعمش، سالم، کریب) یا جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس مفسر قرآن اور فقہاء عبادلہ اربعہ میں سے ہیں، آپ مکثرین سبعہ رواۃ صحابہ میں سے ہیں، اور آپ سے ایک ہزار چھ سو چھیانوے (۱۶۹۶) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔

Marfat.com

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا ایک ایک دفعہ عنعنہ پانچ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

وضعت لرسول الله ﷺ: میں نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھا۔

مآء : پانی۔

سترته : میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پردہ کیا۔

ذکرت الغسل : حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے غسل کا طریقہ بیان کیا۔

اتیته : میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔

خرقة: کپڑا۔تولیہ۔

لم یردها : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ضرورت محسوس نہ فرمائی۔

۴۰۷۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ :حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": بَيْنَمَا أَيُّوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ .قَالَ :فَنَادَاهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ :يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ؟ قَالَ :بَلَى .يَا رَبِّ وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَاتِكَ "

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک مرتبہ حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ ہوکر نہا رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں گرنی شروع ہوئیں ،آپ علیہ السلام نے ان کو کپڑے میں بھرنا شروع کردیا ،فوراً ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ: اے ایوب علیہ السلام! کیا ہم نے تم کو ان سے بے نیاز نہیں کردیا؟ آپ نے جواب دیا: قسم ہے تیری عزت کی ! کیوں نہیں ؟ مگر میں تیری عنایت وبرکت سے تو بے پرواہ نہیں ہوں۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت استنباطی اور استدلالی ہے،اور وہ حسب ذیل ہے:

پہلی تینوں احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غسل کرتے وقت پردہ کرنا واجب ہے، چوتھی حدیث مبارکہ سے واضح ہے کہ ننگے غسل کرنا بھی جائز ہے جس سے وجوب کا حکم ساقط ہوگیا، اور غسل کرتے وقت پردہ کرنا مستحب ہوا۔اس طرح استحباب کے

Marfat.com

ثبوت کے لئے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ایوب علیہ السلام کو ذکر کیا ہے۔ یہی حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت ہے۔

۲۔اطراف:

i۔بخاری، کتاب الغسل، رقم ۲۷۹، ص ۷۱، ii۔ایضاً، کتاب احادیث الانبیاء، رقم ۳۳۹۱، ص ۶۹۰، iii۔یضاً، کتاب التوحید، رقم ۷۴۹۳، ص ۱۵۱۲، iv۔نسائی، کتاب الغسل، رقم ۴۰۶، ص ۱۰۴، v۔مسند احمد، ابو ہریرہ، رقم ۸۱۵۹، ج ۲، ص ۳۱۴

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، جن میں سے چار کا تعارف گذر چکا ہے، باقی تین شیوخ حضرت احمد، حضرت حفص اور حضرت ابراہیم بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی لکھتے جاتے ہیں۔

۱۔احمد بن حفص بن عبداللہ:

آپ کا نام ابوعلی احمد بن ابوعمرو حفص بن عبداللہ بن راشد سلمی نیشاپوری (م:۲۵۸ھ) ہے آپ رواۃ کے گیارہویں طبقہ سے ثقہ، صدوق، قلیل الحدیث راوی ہیں، آپ نیشاپور میں منصب قضاءت پر بھی فائز رہے۔ حضرت مسدد بن قطن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ان سے زیادہ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ آپ سے احادیث لکھنے کا حکم دیا کرتے تھے، امام بخاری، ابو داؤد اور نسائی رحمہم اللہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے اکیس (۲۱) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۲)

۲۔حفص بن عبداللہ:

آپ کا نام ابوعمرو حفص بن عبداللہ بن راشد سلمی نیشاپوری (م:۲۰۹ھ) ہے، آپ رواۃ کے نویں طبقہ سے صدوق راوی ہیں، بعض نے آپ کی کنیت ابوسہل بھی ذکر کی ہے، آپ نیشاپور کے قاضی رہے ہیں، امام بخاری، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے اکیس (۲۱) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۳)

۳۔ابراہیم بن طہمان:

آپ کا نام ابوسعید ابراہیم بن طہمان بن شعبہ خراسانی نیشاپوری مکی (م:۱۶۸ھ) ہے، آپ نے پہلے نیشاپور میں سکونت اختیار فرمائی، پھر مکہ مکرمہ منتقل ہوگئے تھے، اور یہیں وفات پائی۔ آپ رواۃ کے ساتویں طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، آپ مرجئہ عقائد

۱۔ i۔الاکمال، ج ۱، ص ۱۰ ii۔تقریب التھذیب، ج ۱، ص ۳۳

۲۔ i۔الثقات، ج ۸، ص ۱۹۹ ii۔الجرح والتعدیل، ج ۳، ص ۱۷۵

Marfat.com

کی طرف مائل ہوگئے تھے، اور پھر بعد میں تائب ہوئے۔ اکثر اہل علم آپ کی ثقاہت کے قائل ہیں، جن میں امام احمد بن حنبل، ابو حاتم، ابوداؤد، ابن معین، امام عجلی، دارمی، دارقطنی اور ابن حبان شامل ہیں۔ آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے چوبیس (۲۴) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ (۱)

۴۔ موسیٰ بن عقبہ: راجع: ۱۲۲ ۵۔ صفوان بن سلیم: راجع: ۳۳۱

۶۔ عطاء بن یسار: راجع: ۸۰ ۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: راجع: ۱۱۰

۴۔ حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔

۵۔ خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سباعیات کے اعتبار سے یہ بہترویں (۷۲) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ یہ مسلسل تیسری حدیث مبارکہ سباعیات میں سے ہے۔

☆ اس باب کی ایک حدیث سداسی اور تین سباعی ہیں۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے تین راوی نیشاپوری اور باقی چار مدنی ہیں۔

☆ حضرت احمد بن حفص، حفص بن عبداللہ اور ابراہیم بن طہمان رحمہم اللہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں حضرت موسیٰ، صفوان اور عطاء بن یسار رحمہم اللہ تینوں تابعی ہیں، جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مکثرین سبعہ رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بھی سرخیل ہیں، اور آپ سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، حدثنی دو دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ i۔ العلل لابن حنبل، رقم: ۳۵۵۱ ii۔ الجرح والتعدیل، ج ۲، ص ۱۰۶

iii۔ تھذیب الکمال، ج ۲، رقم: ۱۱۱ iv۔ تاریخ الدوری، ج ۱، ص ۴۲۹

v۔ تاریخ الثقات، ص ۵۲ vi۔ تاریخ الدارمی، ص ۷۷

vii۔ الثقات، ج ۶، ص ۲۷

Marfat.com

۶۔لغات:

ایوب : حضرت ایوب بن ساری بن رغوال بن عیصو بن اسحاق بن ابراھیم علیہ السلام کا نام نامی۔

یغتسل عریانا : آپ ننگے غسل فرمارہے تھے۔

خر علیه: آپ علیہ السلام پر گری۔

جراد: ٹڈی۔

ذهب: سونا۔

جعل یحثی : آپ نے اکٹھا کرنا شروع کردیا۔

ثوب : کپڑا۔

ناداه: آپ کو آواز دی۔

ربه : آپ علیہ السلام کے پروردگار نے۔

الم اکن اغنیتك؟ : کیا میں نے تمہیں اس سے بے نیاز نہیں کردیا؟

بلیٰ: ہاں۔کیوں نہیں۔

لکن لا غنی بی : لیکن میں بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

برکاتك : تیری برکتوں سے۔

۷۔مسائل ونصائح:

غسل کرتے وقت پردہ کرنے کے بارے میں مکمل بحث فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی ، ج ۳، ص ۷۳۔۸۱ گذر چکی ہیں، وہاں اس شرح کے عناوین حسب ذیل ہیں:

شرمگاہوں کے چھپانے پر قرآن مجید اور حدیث مبارکہ سے دلائل، پردہ کی اصل قرآن مجید کی آیات، جس نے بغیر عذر کے شرم گاہ کو نہیں چھپایا، اس کی شہادت قبول نہیں ہوگی، محارم کے سامنے پردہ کے ساتھ نہانا جائز ہے، دوران غسل ضرورتاً کلام کرنا جائز ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا برہنہ غسل کرنا اور اس کی توجیہات ، احادیث اسباب کا تجزیاتی مطالعہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے سے عصر حاضر میں رہنمائی کی صورتیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا نام ونسب، تعارف اور بے لباس نہانے کی توجیہات:

مذکورہ باب کی آخری حدیث حضرت ایوب علیہ السلام کے بے لباس نہانے کے حوالے سے ہے، جس سے امام نسائی کا استدلال

Marfat.com

اس کے جواز پر ہے، اس لئے اس امر کی مکمل توضیح وتشریح کی جارہی ہے۔:

☆ ایوب عجمی نام ہے۔آپ روم بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم کے صاحبزادے ہیں۔آپ کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی ہیں۔آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عابد وزاہد تھے۔آپ ترانوے (۹۳) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔(۱)

☆ حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک قریہ دیر ایوب میں واقع ہے جو مشہد (ایران) میں ہے، وہاں ایک پتھر ہے جس پر حضرت ایوب علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان ہے، وہاں ایک چشمہ ہے، لوگ اس پتھر اور چشمہ سے برکت حاصل کرتے ہیں۔(۲)

☆ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ان کا قیام بھی شام میں تھا۔اس سے یہی ظاہر ہے کہ ایوب عجمی لفظ ہے۔اس تقدیر پر یہ غیر منصرف ہوگا۔قرآن میں بھی غیر منصرف ہی استعمال ہوا ہے۔(۳)

☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برہنہ غسل کرنا جائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام پر ٹڈی پکڑنے پر تو عتاب کیا، لیکن برہنہ غسل کرنے پر عتاب نہیں کیا۔(۴)

☆ انسان کو حالت فقر میں بہ قدر ضرورت جو رزق مل جائے، وہ اس کے لیے نعمت اور فضیلت ہے، کیونکہ حضرت ایوب علیہ السلام سونے کی ٹڈی کو مال میں کثرت یا اظہار فخر کے لیے نہیں پکڑ رہے تھے، بلکہ اپنی ضروریات پر خرچ کرنے کے لیے پکڑ رہے تھے۔(۵)

☆ اس حدیث میں حلال مال کی خواہش کے جواز اور غنا کی فضیلت کا بیان ہے، کیونکہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس کو برکت فرمایا۔(۶)

☆ اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے کسی صفت کی قسم کھانا جائز ہے۔(۷)

☆ حلال مال کے حصول کی حرص کرنا جائز ہے۔(۸)

☆ تونگری فضیلت کی بات ہے، اسی لیے حضرت ایوب علیہ السلام نے اسے برکت کے لفظ سے موسوم کیا۔(۹)

☆ ''لاغنی عن برکتك'' فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام کا کلام مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت معنی خیز، لطیف وبرمحل اور شان نبوت کے مناسب ہے، جس طرح عصائے موسیٰ کے اژدہا بن جانے پر حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا ''خذھا ولا تخف'' اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو ندا آئی ''الا تعتمد بنا'' (کیا ہم پر بھروسہ نہیں کرتے)، آپ علیہ السلام نے کہا: '' بلی ولکنی بشر خلقت من ضعف '' (ضرور آپ پر بھروسہ ہے مگر میں بشر ہی تو ہوں کہ میری کمزوری میری خلقت میں ہے)، یا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ''بلی ولکن لیطمئن قلبی'' کہا تھا، درحقیقت یہ

۱۔ فیوض الباری، ج۲، ص۲۴ ۲۔ عمدۃ القاری، ج۲، ص۵۱ ۳۔ نزہۃ القاری، ج۱، ص۷۶۵
۴۔ شرح ابن بطال، ج۱، ص۳۹۹ ۵۔ عمدۃ القاری، ج۳، ص۳۴۵ ۶۔ شرح ابن بطال، ج۱، ص۳۹۹
۷۔ فیوض الباری، ج۲، ص۵۱ ۸۔ ایضاً ۹۔ ایضاً، ص۲۵

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام کی شان ہے جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جوابات الہام کیے جاتے ہیں، ورنہ خدا تعالیٰ کی جناب میں تو کسی کی مجال دم زدن بھی نہیں ہے، چہ جائیکہ کوئی بات کرنا یا جواب دینا، پھر ایسا برجستہ یا برمحل جواب دینا تو صرف ان ہی نفوس قدسیہ کا حق ہے۔(۱)

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تستر لکھنے سے معلوم ہوا ہے: کہ عریاناً غسل حد جواز میں ہے اور یہی اکثر علماء کی رائے ہے۔(۲)

☆ تستر کے افضل ہونے میں تو اختلاف ہی نہیں ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے، اور امام مالک، شافعی اور جمہور علماء بھی خلوت میں برہنہ غسل کے جواز کے قائل ہیں۔ البتہ ابن لیلیٰ نے اس مسلک کی تضعیف کی ہے۔ علامہ ماوردی نے اس صورت کے لیے کہ کوئی شخص بغیر ازار کے پانی میں گھس کر نہائے، غسل کرنے لگے، کو اپنے اصحاب شافعیہ کے لیے علت بنایا ہے، اور اسکے لیے ایک حدیث ضعیف سے استدلال بھی کیا ہے۔(۳)

☆ بغیر غسل وغیرہ، خلوت میں بھی کشف عورۃ مکروہ تنزیہی یا تحریمی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے تو حرمت کا قول بھی منقول ہے۔(۴)

☆ خلوت میں غسل کے وقت ترک تستر اولیٰ ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خلوت میں تستر نہیں کیا ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول افضلیت تستر کا محمل یہ ہے کہ: ایک شخص اپنے گھر میں تنہا بیٹھا ہوا لکھ پڑھ رہا ہو، یا صحرا میں اکیلا ہو، تب اس کے لیے تستر عریانی سے افضل ہے کیونکہ غسل وغیرہ کی ضرورت اس کے لیے نہیں ہے۔(۵)

☆ مال حلال کی حرص محمود ہے۔ مالداری محمود ہے، اس کو حضرت ایوب علیہ السلام نے برکت کہا ہے۔

حضرت ایوب کا سونے کی ٹڈیاں اکٹھا کرنا:

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت ایوب علیہ السلام کو ہر قسم کی ضروریات سے مستغنی کر دیا تھا۔

☆ حضرت ایوب علیہ السلام کا سونے کی ٹڈیوں کا اکٹھا کرنا، مال کی بڑھوتری یا فخر ومباحت کے لیے نہ تھا۔

☆ حضرت ایوب علیہ السلام نے سونے کی ٹڈیاں مالِ حلال میں اضافہ اور اللہ تعالیٰ کا فضل وبرکت سمجھتے ہوئے اکٹھی کیں۔

☆ مستقبل میں پیش آنیوالی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے مالِ حلال جمع کرنا جائز ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی امید اور کوشش ہر وقت رہنی چاہیے۔

مالِ حلال کا جمع کرنا اور موجودہ زمانہ کے لوگوں کا طرز عمل:

حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ سے ہمیں موجودہ دور میں حسب ذیل رہنمائی ملتی ہے:

۱۔ انوار الباری، ج۹، ص۲۹۸ ۲۔ فتح الباری، ج۱، ص۲۶۶ ۳۔ عمدۃ القاری، ج۲، ص۴۷

۴۔ لامع الدرری، ج۱، ص۱۱۱ ۵۔ انوار الباری، ج۹، ص۲۹۹

Marfat.com

اس قصہ میں عصر حاضر میں محاصل کے حوالے سے رہنمائی کے تین پہلو ہیں:

۱۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا امیدوار رہنا چاہیے۔اگر چہ مال ودولت وافر ہو، پھر بھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے روگردانی نہیں کرنی چاہیے۔موجودہ زمانہ میں اکثر لوگ مال ودولت کی فراوانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور مال دولت کو اپنی محنت اور ذات کا صلہ قرار دیتے ہیں۔جبکہ ایک مسلمان کی سوچ وفکر اللہ تعالیٰ کے فضل کی آئینہ دار ہونی چاہیے۔

۲۔ مستقبل میں آنے والی ضروریات کے لیے منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور ان کے اسباب وعلل کی کوشش کرنی چاہیے ۔ہمارے ہاں ایک طبقہ تو وہ ہے جو صرف اپنے لیے سوچتا ہے اور فخر ومباحت کے لیے مال ودولت جمع کرتا ہے، جب کہ دوسرا طبقہ سرے سے منصوبہ بندی ہی نہیں کرتا، اس قصہ میں اگر چہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو مستغنی کر دیا تھا، لیکن آپ نے مستقبل کی ضروریات کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سونے کی ٹڈیاں جمع کیں۔اس لیے یہی طرز عمل وفکر اپنانی چاہیے۔

۳۔ کچھ ذہن ہر حال میں مال ودولت کو جمع کرنا، نامناسب سمجھتے ہیں۔اس قصہ میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ مال دار ہونا اور رزق حلال کو جمع کرنا محمود ہے، منع یا مذموم نہیں ہے۔اسلیے مطلقاً مال جمع کرنا یا حاصل کرنے کی کوشش کرنا مذموم نہیں ہے ، بلکہ عیش وعشرت اور فخر ومباحت کے لیے مال ودولت اکٹھا کرنا مذموم ہے۔

خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

باب کی چاروں احادیث مبارکہ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حسب ذیل ہے:

غسل کرتے وقت پردہ کرنا مستحب ہے۔

وجہ استدلال:

پہلی اور دوسری حدیث مبارکہ میں غسل کے لئے پردہ کرنے کے بارے میں امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے، جو کہ وجوب پر دلالت کرتا ہے، حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں رخصت کا بیان ہے، جس سے اس کے مستحب ہونے کا حکم مترشح ہوتا ہے۔یہی امام نسائی کا استدلال ہے۔

☆ حضرت ابو سمح رضی اللہ عنہ کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار ایسے پردہ کر کے غسل فرمایا۔

☆ حضرت فاطمۃ الزاھراء رضی اللہ عنہا کے پردہ کرنے کا واقعہ رمضان ۸ھ فتح مکہ والے دنوں کا ہے۔

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک یہ تھا کہ آپ ازار باندھ کر غسل فرماتے تھے' لیکن پھر بھی پردہ کرتے تھے' تا کہ باقی جسم اطہر پر بھی کسی کی نظر نہ پڑے' اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے بڑے شرم وحیاء کے پیکر تھے۔

Marfat.com

☆ غسل کرتے وقت پردے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے ہمارے ہاں تالابوں' نہروں' سوئمنگ پولز (Swimming Pools) اور دوسری کھلی جگہوں پر نہاتے وقت پردے کا بہت کم اہتمام کیا جاتا ہے' جو کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے برعکس امر ہے' اسی طرح پارکوں' سیرگاہوں' ورزش خانوں اور کھیلوں کے میدانوں میں سے پردہ کو نکال دیا جا رہا ہے (یعنی رخصت کیا جا رہا ہے) جو کہ ایک مسلمان کے لئے تکلیف دہ امر ہے' اس سے بچنا لازم ہے' کیونکہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک شرمگاہ ہے' اور عورت کے لئے ہاتھ' پاؤں اور چہرہ کے علاوہ پورا جسم ستر ہے' جبکہ فتنہ کی بناء پر ہاتھ' پاؤں اور چہرہ کا پردہ بھی واجب ہے' اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمیں اپنے احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ بالغ مرد وعورت کے مقام ستر کو دیکھنا جائز نہیں ہے' جس طرح خود پردے کا اہتمام کرنا واجب ہے' اسی طرح کسی دوسرے کے مقام ستر کو دیکھنا بھی حرام ہے۔

Marfat.com

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنْ لَا تَوْقِيتَ فِي الْمَاءِ الَّذِي يُغْتَسَلُ فِيهِ

باب ۸: غسل کے لئے پانی کی مقدار مقرر نہ ہونے کا ثبوت

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے ملتا جلتا ایک باب ''کتاب الطھارۃ'' میں بھی قائم کیا ہے، جس کا عنوان ہے: نہانے کے لئے پانی کی مقدار کا معین نہ ہونے کا بیان''۔ حدیث الباب کو کتاب الطھارۃ میں بھی مختلف سند کے ساتھ اور بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے، کتاب الطھارۃ میں الفاظ ''یغتسل فی القدح'' کے ہیں، اور یہاں پر ''یغتسل فی الاناء'' کے ہیں۔ اس باب میں اس امر کا بیان ہے کہ نہانے کے لئے پانی کی کوئی خاص مقدار شریعت نے مقرر نہیں فرمائی، البتہ نہاتے وقت پانی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ایک حدیث مبارکہ سے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے، پچھلے باب میں غسل کرتے وقت پردہ کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں غسل کرنے کے لئے پانی کی مقدار مقرر نہ ہونے کا بیان ہے:

۴۰۸۔ أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ فِي الْإِنَاءِ -وَهُوَ الْفَرَقُ- وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے برتن سے غسل فرما لیتے، جس میں ایک فرق (تقریباً آٹھ لیٹر) پانی ہوتا، نیز میں اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے نہا لیا کرتے تھے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت اس آخری جملہ میں ہے:

میں اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے نہا لیا کرتے تھے۔

وجہ استدلال:

جب دونوں ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے، تو کوئی زیادہ لیتا ہوگا اور کوئی کم استعمال کرتا ہوگا، جس سے ثابت ہوا کہ غسل کے لئے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔

۲۔ اطراف:

راجع: ۷۲

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، جن میں سے چار کا تعارف گذر چکا ہے، باقی دو شیوخ حضرت قاسم بن زکریا اور

Marfat.com

حضرت اسحاق بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کی سرگذشتِ حیات سپردِ قلم کی جارہی ہے:

۱۔القاسم بن زکریا:

آپ کا نام ابومحمد قاسم بن زکریا بن دینار الطحان قریشی کوفی (م:۲۳۵ھ) ہے، تذکروں میں آپ کا نام قاسم بن دینار بھی لکھا گیا ہے، آپ رواۃ کے گیارہویں طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، آپ سے امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ روایت کرتے ہیں، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے چھبیس (۲۶) احادیث مبارکہ روایت کی ہیں، سنن نسائی میں آپ سے تئیس (۲۳) احادیث مبارکہ مروی ہیں، آپ نے پچانوے (۹۵) سال کی طویل عمر مبارک پائی۔(۱)

۲۔اسحاق بن منصور:

آپ کا نام ابوعبدالرحمان اسحاق بن منصور سلولی کوفی (م:۲۰۴ھ) ہے، آپ رواۃ کے نویں طبقہ سے صدوق ثقہ راوی ہیں، تشیع کی طرف مائل تھے، سنن نسائی میں آپ سے صرف دو احادیث مبارکہ مروی ہیں، ایک حدیث الباب اور دوسری حدیث نمبر ۳۱۹۵ مروی ہے۔(۲)

۳۔ابراھیم بن سعد: راجع:۳۱۳ ۴۔الزھری: راجع:۱۱۶

۵۔القاسم بن محمد: راجع:۱۶۶ ۶۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع:۱۱۲

۳۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو اڑسٹھ ویں (۱۶۸) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں،

☆ سند کے پہلے دو راوی کوفی اور باقی سارے مدنی ہیں۔

☆ حضرت قاسم بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اسحاق بن منصور رحمۃ اللہ علیہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں دو تابعی (امام زہری۔قاسم بن محمد) راوی ہیں۔

۱۔ i۔الثقات، ج۹، ص۱۸ ii۔تقریب التھذیب، ج۲، ص۱۲۳۔۱۲۴

۲۔ i۔تاریخ الدارمی، ص۱۵ ii۔تاریخ الثقات، ص۶۲

Marfat.com

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین، خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، جبکہ حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پوتے ہیں، اس طرح سند میں دو راوی صدیقی خاندان سے ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنی ایک ایک دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

راجع: ۲۲۸

۷۔مسائل ونصائح:

حدیث مذکور کی مفصل شرح فیوض الراھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۱۰۶۔۱۱۱ پر گذر چکی ہے، وہاں شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

احادیث مذکورہ میں پانی کی تحدید نہیں ہے، احادیث مذکورہ میں مذکور پیمانوں کی عصری پیمائش، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات کے ساتھ اکٹھے غسل کرنا اور منکرین حدیث، ازواج مطہرات کے ساتھ اکٹھے غسل کرنے کی روایت، توضیحات، پانی کا برتن اور عربوں کی عادت، بحث ومناظرہ کا ثبوت۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استنباط:

حدیث مذکور سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حسب ذیل ہے:

غسل کرنے کے لئے پانی کی کوئی معینہ مقدار مقرر نہیں ہے۔

☆ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رائج پیمانوں اور عصری پیمائش کی تفصیل:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات ظاہری میں مختلف پیمانے رائج تھے، جس میں سے ایک ''فرق'' بھی تھا، جس کا حدیث الباب میں ذکر ہے، جبکہ اس کے علاوہ بھی مختلف پیمانے رائج تھے، ان پیمانوں اور موجودہ زمانے میں ان کی پیمائش حسب ذیل ہے:

i۔ مکوک: ایک پیمانہ جس میں ایک مد پانی آتا ہے، ہمارے ہاں کی مقدار ایک کلوگرام یا ایک لیٹر ہے۔

ii۔ مد: ایک پیمانہ جو اہل حجاز کے ہاں ایک رطل اور تہائی رطل، جبکہ اہل عراق کا مد دو رطل کے برابر ہوتا ہے۔

iii۔ رطل: ایک پیمانہ جو تقریباً آدھا کلوگرام یا آدھا لیٹر ہوتا ہے۔

iv۔ صاع: آٹھ رطل اور چار لیٹر کے برابر پیمانہ ہے۔

v۔ فَرَق: سولہ رطل اور آٹھ کلوگرام یا آٹھ لیٹر کے برابر پیمانہ ہے۔

Marfat.com

vi۔ فَرَق: ایک سو بیس رطل' ساٹھ کلوگرام یا ساٹھ لیٹر کے برابر پیمانہ ہے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ ایک لیٹر یا کلوگرام کی مقدار کے برابر پانی سے وضو فرمالیا کرتے تھے۔

☆ آپ ﷺ غسل چار سے پانچ لیٹر پانی سے فرمالیا کرتے تھے۔

☆ حدیث ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے مطابق دو تہائی مد یعنی لیٹر سے بھی کم پانی میں آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔

☆ آپ ﷺ دوران وضو بازوؤں کو خوب مل کر دھوتے تھے۔

☆ آپ ﷺ کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصوں کا مسح کرتے تھے' اندرونی حصے کے مسح کا اس حدیث مبارکہ میں ذکر ہے' جبکہ بیرونی حصے کا ذکر دوسری حدیث مبارکہ میں ہے۔

☆ ان احادیث مبارکہ میں وضو اور غسل کے لیے کم از کم پانی کی مقدار کے استحباب کا بیان ہے۔

☆ اگر کسی کی جسامت بڑی ہے' تو وہ زیادہ بھی استعمال کرسکتا ہے' اسی طرح اگر کسی کا جسم نحیف ہے' تو وہ اس مقدار سے کم بھی پانی استعمال کرسکتا ہے۔

☆ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے پانی کے استعمال کے لیے تین صورتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ جس کی جسامت نبی کریم ﷺ کی جسامت کی مانند درمیانی ہو' وہ وضو کے لیے ایک مد اور غسل کے لیے ایک صاع پانی استعمال کرے' اور مد اور صاع سے کم استعمال نہ کرے۔

۲۔ جس کا جسم لاغر ہو' وہ اس کی مناسبت سے کم پانی استعمال کرے۔

۳۔ جس کا جسم فربہ ہو' تو وہ زیادہ پانی استعمال کرے۔

۴۔ اس وقت عربوں کا معمول یہ تھا کہ گھر کے اندر پانی کو ایک بڑے برتن میں جمع کرتے تھے' اور اسی سے استعمال کرتے تھے۔

۵۔ آقا کریم ﷺ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہی برتن سے غسل کرنے سے مراد ہے کہ اسی برتن سے پانی لے کر آپ ﷺ غسل کرتے تھے' اور اسی سے سیدہ رضی اللہ عنہا نہاتی تھیں۔

پانی کی تحدید نہ ہونے پر علماء کا اتفاق:

اس امر پر علماء کا اتفاق ہے کہ نہانے کے لئے پانی کی تحدید نہیں ہے۔

Marfat.com

بَابُ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

باب ۹: میاں بیوی کا ایک برتن سے اکٹھا نہانا

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب ''کتاب الطھارۃ'' (باب نمبر ۱۴۶) میں بھی قائم کیا ہے، وہاں پر اس باب کے تحت چھ احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں، اور یہاں پر تین احادیث مبارکہ سے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے، یہ تینوں احادیثیں بھی وہی ہیں، جو پہلے ذکر کر چکے ہیں، پچھلے باب میں غسل کرنے کے لئے پانی کی مقدار معین نہ ہونے کا بیان تھا، اور اس باب میں میاں بیوی کا ایک برتن سے اکٹھا نہانے کا بیان ہے، اس باب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے تین احادیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے۔

۴۰۹۔ أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ هِشَامٍ، ح وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ وَأَنَا مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نَغْتَرِفُ مِنْهُ جَمِيعًا وَقَالَ سُوَيْدٌ :قَالَتْ :كُنْتُ أَنَا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میں بیک وقت ایک ہی برتن سے چلو لے کر غسل کر لیا کرتے تھے۔

حضرت سوید کا قول: حضرت سوید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ''کنت انا'' کے الفاظ کہے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

۲۔ اطراف:

راجع: ۲۳۲

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

۱۔ سوید بن نصر: راجع: ۵۵ ۲۔ عبداللہ بن مبارک: راجع: ۲۲۹

۳۔ قتیبہ بن سعید: راجع: ۱۱۸ ۴۔ امام مالک: راجع: ۱۱۷

۵۔ ہشام بن عروہ: راجع: ۱۴۶ ۶۔ عروہ بن زبیر: ایضاً

۷۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع: ۱۱۲

Marfat.com

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو چھیالیسویں (۱۴۶) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ اجل فقیہہ ہیں۔

☆ سند میں تحویل ہے، جو کہ سند کی ثقاہت کی علامت ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا دو دفعہ، حدثنا ایک دفعہ اور عنعنہ پانچ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

ضروری وضاحت: سند کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۱۱۷ پر گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع: ۲۳۲

۴۱۰۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ :حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ :حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ :أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ :سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: میں اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت ایک ہی برتن سے کرتے تھے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

۲۔اطراف:

راجع: ۲۳۳

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں' ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

Marfat.com

۱۔محمد بن عبدالاعلیٰ: راجع:۵ ۲۔خالد: راجع:۱۴۵

۳۔شعبۃ: راجع:۱۱۰ ۴۔عبدالرحمٰن بن القاسم: راجع:۱۶۶

۵۔القاسم بن محمد: ایضاً ۶۔عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع:۱۱۲

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے' امام بخاری نے اسے روایت کیا ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سوانہتر ویں (۱۶۹) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت صیغہ اخبار دو دفعہ، حدثنا دو دفعہ، سمعت اور یحدث ایک ایک دفعہ استعمال ہوا ہے۔

ضروری وضاحت: اس سند کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۱۱۸۔۱۱۹ پر گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع:۲۳۳

۴۱۱۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ :حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُنَازِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِنَاءَ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْهُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:
مجھے وہ منظر یاد ہے کہ میں نہاتے وقت آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی کے برتن میں اٹکھیلیاں کرتی تھی۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے:
آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اکٹھے غسل فرماتے تھے' اسی دوران برتن سے پانی لیتے وقت ایک دوسرے سے دل لگی کرتے تھے' جو کہ میاں بیوی کے اکٹھا نہانے پر دلیل ہے۔ یہی باب کے عنوان سے مطابقت ہے۔

Marfat.com

۲۔اطراف:

راجع:۲۳۴

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے۔

۱۔قتیبہ بن سعید: راجع:۱۱۸ ۲۔عبیدہ بن حمید: راجع:۱۳

۳۔منصور: راجع:۲ ۴۔ابراہیم: راجع:۱۱۸

۵۔اسود بن یزید: راجع:۲۳۴ ۶۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع:۱۱۲

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے، اور اس کے شواہد کثیر ہیں۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو ستر ویں (۱۷۰) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ مسلسل چوتھی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

ضروری وضاحت: اس سند کی باقی خصوصیات فیوض الراھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۱۲۲ پر گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع:۲۳۴

۷۔مسائل ونصائح:

مذکورہ بالا تینوں احادیث مبارکہ کی شرح فیوض الراھی فی شرح سنن النسائی ج ۳، ص ۱۳۲۔۱۳۳ پر گذر چکی ہے، وہاں شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

عورت اور مرد کا ایک برتن سے پانی لے کر غسل کرنے کا جواز، مرد اور اس کی بیوی کا ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال حیاء کے یہی احادیث مناسب ہیں۔

Marfat.com

۸۔خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

☆ مذکورہ باب کی تمام احادیث مبارکہ سے امام نسائی کا استدلال یہ ہے کہ میاں بیوی کے لیے ایک برتن سے بیک وقت پانی استعمال کر کے غسل کرنا جائز ہے۔

☆ میاں بیوی کا اکھٹے نہانا عقلاً، شرعاً اور عرفاً کوئی معیوب امر نہیں ہے۔

☆ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات کے ساتھ اس طرح نہانا آپ کے اخلاق کریمانہ اور حسن معاشرت کی بہت عمدہ مثال ہے۔

☆ جنبی کے ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، کیونکہ ہاتھ آلہ طہارت ہے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اٹھکھیلیاں کرنا میاں بیوی کی باہمی بے تکلفی اور پیار و محبت کا مظہر ہے، جو کہ ہر میاں بیوی سے مطلوب بھی ہے۔

☆ زوجین کے لیے ایک دوسرے کے جسم اور شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے، البتہ پرہیز اولیٰ ہے۔

☆ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات نے کبھی ایک دوسرے کی شرمگاہ کو نہیں دیکھا، اور یہ کمال حیاء ہے۔

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کپڑے پہن کر غسل کیا کرتے تھے۔

☆ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں تین امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکٹھے غسل کرنے کا ذکر ہے، یہ تحدید نہیں ہے، بلکہ غالباً باقی امہات المومنین کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حسن سلوک تھا۔

☆ جنبی مرد اور حائضہ عورت کے غسل کا بچا ہوا پانی پاک ہوتا ہے۔

☆ عورت کو مرد کے ساتھ نہاتے وقت حسن ادب کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

☆ میاں بیوی کی باہم خوش مزاجی اور دل لگی کرنا مستحسن اور اسلام کا مطلوب امر ہے۔

Marfat.com

بَابُ الرُّخْصَةِ فِی ذَلِكَ

باب ۱۰: میاں بیوی کے لئے ایک برتن سے نہانے کی اجازت کا بیان

امام نسائی نے کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۱۴۸) میں بھی یہی باب قائم کیا ہے، وہاں پر بھی یہی حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نقل کیا ہے، اس باب میں میاں بیوی کا ایک برتن سے پانی لے کر ایک ساتھ نہانے کی اجازت کا بیان ہے، جبکہ پچھلے باب میں میاں بیوی کا ایک برتن سے اکٹھے نہانے کا بیان تھا۔ اس طرح یہ دونوں باب تقریباً ایک ہی مفہوم کو بیان کر رہے ہیں۔

۴۱۲۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، ح وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: " كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ أُبَادِرُهُ وَيُبَادِرُنِي حَتَّى يَقُولَ: دَعِي لِي، وَأَقُولَ أَنَا: دَعْ لِي "قَالَ سُوَيْدٌ: يُبَادِرُنِي وَأُبَادِرُهُ، فَأَقُولُ دَعْ لِي دَعْ لِي

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں دونوں ایک دوسرے سے پہلے غسل کرنے کی کوشش کرتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: میرے لئے پانی چھوڑو۔ میں عرض کرتی: میرے لئے پانی رہنے دیجئے۔

حضرت سوید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نہانے کی کوشش کرتے اور میں بھی کوشش کرتی' اور میں عرض کرتی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے چھوڑ دیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے چھوڑ دیں۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے:

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دونوں ایک دوسرے سے پہلے غسل کرنے اور پانی لینے کی کوشش فرماتے، جس سے واضح ہوا کہ دونوں پانی ایک ہی برتن سے لیتے تھے، اور اکٹھے نہاتے تھے، جو اس بات پر دلالت ہے کہ میاں بیوی کا بیک وقت اکٹھے نہانا جائز ہے۔ یہی باب کے عنوان سے حدیث مبارکہ کی مطابقت ہے۔

۲۔ اطراف:

راجع: ۲۳۹

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں آٹھ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

Marfat.com

۱۔محمد بن بشار: راجع:۲۷ ۲۔محمد بن جعفر: راجع:۲۳۹

۳۔شعبہ: راجع:۱۱۰ ۴۔سوید بن نصر: راجع:۵۵

۵۔عبداللہ: راجع:۲۲۹ ۶۔عاصم: راجع:۲۳۹

۷۔معاذہ: راجع:۲۴ ۸۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع:۱۱۲

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت بیک وقت خماسیات اور سداسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے ایک سو ستالیسویں (۱۴۷) اور سداسیات کے لحاظ سے ایک سو اکہترویں (۱۷۱) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا دو دفعہ، حدثنا اور انبأنا ایک ایک دفعہ، جبکہ عنعنہ پانچ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

ضروری وضاحت: اس سند کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۳، ص۱۵۰ پر گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع:۲۳۹

۷۔مسائل ونصائح:

اس حدیث مبارکہ کی مفصل شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۳، ص۱۵۰۔۱۵۴ گذر چکی ہے، وہاں شرح کے عناصرین حسب ذیل ہیں:

روزانہ کنگھی اور بناؤ سنگھار کرنے کے بارے میں شرعی حکم، کثرت سے کنگھی اور بناؤ سنگھار کرنا منع ہے، زیادہ بناؤ سنگھار اور تزئین زہد وتقویٰ کے منافی ہے، ایک دن کے وقفہ سے کنگھی کرنا سنت ہے، حدیث مبارکہ میں ہر دن سے مراد ہر وقت ہے، حدیث مبارکہ میں نہی سے مراد مکروہ تنزیہی ہے، عورتوں کے لئے ہر روز کنگھی کرنا اور زیب وزینت کرنا بنانا جائز ہے، امام غزالی کی روایت کا بے اصل ہونا اور کثرت کا مفہوم، اغباب کا معنیٰ، کثرت کا معنیٰ، مرد وعورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کرنے کی حدیث ضعیف یا منسوخ ہے۔

Marfat.com

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

باب کے قائم کرنے اور حدیث مبارکہ سے امام نسائی کا استدلال حسب ذیل ہے:

میاں بیوی کو ایک ہی برتن سے پانی لے کر اکٹھے غسل کرنے کی اجازت ہے۔

☆ میاں بیوی کے اکٹھا نہانے اور ایک دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرد وعورت کے بچے ہوئے پانی کے عدم استعمال والی حدیث ضعیف اور منسوخ ہے۔

☆ کثرت سے کنگھی اور بناؤ سنگھار کرنا مرد وعورت دونوں کے لئے ناپسندیدہ امر ہے' اور یہ زہد وتقویٰ کے منافی ہے۔

☆ حدیث مبارکہ میں تینوں امور میں نہی مکروہ تنزیہی پر محمول ہے۔

☆ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث مبارکہ میں ہر دن سے مراد ہر وقت ہے۔

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو ہر روز کنگھی کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ حکم بھی استحباب پر محمول ہے۔

☆ جن لوگوں کو ہر روز کنگھی کی ضرورت نہ ہو' ان کے لئے منع ہے' جنہیں اس کی حاجت ہے' انہیں اجازت ہے۔

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کے وقفہ سے کنگھی فرماتے تھے' جن احادیث میں کثرت سے کنگھی کرنا آیا ہے' ان سے مراد یہی ہے' ہر روز کنگھی کرنا مراد نہیں ہے۔

☆ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ہر روز دو دفعہ ریش مبارک میں کنگھی کرنے کی روایت بیان کی ہے' محدثین نے اس کا انکار کیا ہے' اور کہا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ہاں مسلمان کا ہر وقت بناؤ سنگھار میں مصروف رہنا پسندیدہ امر نہیں ہے۔

علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

آپ فرماتے ہیں:

☆ ہر وقت زیب وزینت بنائے رہنا جھوٹی بناوٹ ہے' بالکل نظافت کا خیال نہ کرنا بے وقوفی ہے' ایک دن کے وقفہ سے بالوں کو سنوارنا سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

☆ غسل کرنے کی جگہ پر پیشاب کرنا مکروہ ہے' اور اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔

☆ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کے ساتھ اکٹھے غسل کرنا حسنِ معاشرت کی بہت اعلیٰ مثال ہے۔

☆ عصر حاضر میں ظاہری بناؤ سنگھار پر بہت زیادہ توجہ دی جاتی ہے' اور وقت ضائع کیا جاتا ہے' یہ امر اسلام میں ناپسندیدہ

Marfat.com

ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمیں اسلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ!

بَابُ الِاغْتِسَالِ فِي قَصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ

باب ۱۱: آٹا گوندھنے والی پرات سے نہانا

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۱۴۹) میں بھی قائم کیا ہے، اور دونوں ابواب میں ایک ایک حدیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے، البتہ دونوں احادیث کے مضمون میں فرق ہے، اور دونوں کی سندیں بھی مختلف ہیں، جبکہ مدارِ سند حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا ہیں، پچھلے باب میں میاں بیوی کے ایک برتن سے اکٹھا نہانے کا بیان تھا، اور اس باب میں آٹا گوندھنے والی پرات سے پانی لے کر نہانے کا بیان ہے۔

۴۱۳۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ :حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ :حَدَّثَتْنِي أُمُّ هَانِءٍ، أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ قَدْ سَتَرَتْهُ بِثَوْبٍ دُونَهُ فِي قَصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ قَالَتْ :فَصَلَّى الضُّحَى، فَمَا أَدْرِي كَمْ صَلَّى حِينَ قَضَى غُسْلَهُ؟

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وہ فتح مکہ کے دن آقا کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں، اس وقت آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے ،(حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے آپ ﷺ کے لئے پردہ کیا ہوا تھا، اور پانی والے برتن میں گوندھے ہوئے آٹا کے نشان تھے، پھر آپ ﷺ نے غسل کے بعد چاشت کی نماز ادا فرمائی۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعات پڑھیں۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل جملہ میں ہے:

پانی والے برتن میں گوندھے ہوئے آٹا کے نشان تھے۔

۲۔ اطراف:

طبرانی: ۱۰۴۴، احمد: ۲۶۹۵۳، تحفۃ الاشراف: ۱۸۰۰۹

Marfat.com

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، جن میں سے چار کا تعارف گذر چکا ہے، باقی دو شیوخ حضرت محمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے باپ کے حالاتِ زندگی سپردِ قلم کئے جا رہے ہیں۔

۱۔محمد بن یحییٰ بن محمد: راجع:۴۰۱ ۲۔محمد بن موسیٰ: راجع:۴۰۱

۳۔موسیٰ بن اعین:

آپ کا نام ابوسعید موسیٰ بن اعین جزری حرانی (م:۱۷۵ھ/۱۷۷ھ) ہے، آپ بنو عامر کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ رواۃ کے آٹھویں طبقہ سے ثقہ، عابد، صدوق راوی ہیں، اہل علم آپ کی ثقاہت وصداقت پر متفق ہیں، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے پندرہ احادیث مبارکہ مروی ہیں، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا: میں ایک ایسی ہستی کو جانتا ہوں، جو وقت کا ابدال ہے، آپ سے پوچھا گیا وہ کون ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت موسیٰ بن اعین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۴۔**عبدالملک بن ابی سلیمان**: راجع:۴ ۵۔عطاء: راجع:۳۹۹

۶۔**حضرت ام ہانی** رضی اللہ عنہا: راجع:۲۲۵

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ دیگر شواہد کی بناء پر صحیح ہے۔

''فماادری کم صلی'' کے الفاظ کا حکم اور ان کا عمل:

شیخ حافظ محمد امین سلفی نجدی لکھتے ہیں:

مذکورہ روایت کے الفاظ: (فماادری کم صلی) ''میں نہیں جانتی کہ آپ نے کتنی رکعات پڑھی ہیں''۔شاذ ہیں، اگرچہ محقق کتاب نے ساری روایت ہی کو حسن قرار دیا ہے۔تاہم درست اور صحیح بات یہ ہے کہ صحیحین کی روایت کے مطابق خود ام ہانی رضی اللہ عنہا نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی تھی۔شیخ البانی نے بھی ان الفاظ کو سنن نسائی میں شاذ قرار دیا ہے۔

شیخ محمد بن علی بن آدم اتیوبی سلفی نجدی لکھتے ہیں:

حدیث مبارکہ کے یہ الفاظ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ کتاب الطھارۃ (حدیث نمبر ۲۲۵) والی روایت کے

۱۔ i۔طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۴۸۳ ii۔الثقات، ج ۷، ص ۴۵۸

Marfat.com

خلاف ہیں، کیونکہ اس روایت میں آٹھ رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے، اس لئے اس کے دو ہی احتمال ہیں:

۱۔ یہ واقعات مختلف ہوں، آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دنوں میں مختلف رکعتیں پڑھی ہوں اور غسل فرمایا ہو۔

۲۔ یہ راوی حضرت عبدالملک بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا وہم ہو۔

واللہ تعالیٰ جل جلالہ اعلم بالصواب

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو بہتر ویں (۱۷۲) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ یہ مسلسل چوتھی حدیث مبارکہ سداسی ہے۔

☆ سند کے پہلے تین راوی حرانی، چوتھے راوی عزرمی اور آخری دو مکی ہیں۔

☆ حضرت موسیٰ بن اعین رحمۃ اللہ علیہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، صیغہ تحدیث تین دفعہ اور عنعنہ دو دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

دخلت علی النبی ﷺ:	وہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔
یغتسل :	آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے۔
قدسترته :	اس نے یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے لئے پردہ کیا ہوا تھا۔
قصعة:	برتن۔ پیالہ۔ پرات۔
اثر العجین :	گوندھے ہوئے آٹا کے نشان۔
الضحی:	چاشت۔
ماادری :	میں نہیں جانتی۔
کم صلی :	آپ ﷺ نے کتنی نماز پڑھی۔ یعنی کتنی رکعات پڑھیں۔

۷۔مسائل ونصائح:

اس حدیث مبارکہ کی شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۱۵۶۔۱۵۷ پر گذر چکی ہے:

حدیث مذکور کا مکمل متن اور شانِ ورود، قلیل پاک شے پانی کو پاکی سے خارج نہیں کرتی، آٹا کے ذرات سے پانی ناپاک

Marfat.com

نہیں ہوتا، حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے اہل وعیال کے ساتھ حسنِ معاشرت۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

☆ اس حدیث مبارکہ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال یہ ہے کہ آٹے کے ذرات ملے ہوئے پانی سے غسل کرنا جائز ہے۔

☆ تھوڑی مقدار میں کوئی پاک شی اگر پانی میں مل جائے' تو پانی پاک ہی رہے گا' البتہ اگر غلبہ کسی دوسری چیز کا ہو گیا تو اس پانی سے غسل کرنا یا وضو کرنا جائز نہ ہوگا۔

☆ حدیث مذکورہ کی سند میں مدلس کا ضعف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اور دیگر شواہد سے ختم ہو جاتا ہے۔

☆ آقا کریم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اکٹھے غسل کیا' یہ میاں بیوی کے حسنِ معاشرت کی مثال ہے۔

☆ آقا کریم ﷺ گھر والوں کے ساتھ نہایت شفیق ومہربان تھے۔

☆ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شریعت مطہرہ نے میاں بیوی کو علیحدہ علیحدہ غسل کرنے کی پابندی لگا کر تنگی نہیں کی' بلکہ آسانی رکھی ہے کہ اگر چاہیں تو اکٹھے غسل کر لیں' یا انفرادی نہالیں۔

Marfat.com

بَابُ تَرْكِ الْمَرْأَةِ نَقْضَ رَأْسِهَا عِنْدَ الاِغْتِسَالِ

باب ۱۲: عورت کا نہاتے وقت چوٹیاں نہ کھولنا

امام نسائی نے یہ باب کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۱۵۰) میں بھی قائم کیا ہے، دونوں ابواب میں ایک ایک حدیث مبارکہ سے استنباط کیا گیا ہے، دونوں روایات سنداً ومتناً مختلف ہیں، البتہ دونوں حدیثوں میں عورت کے لئے غسل کرتے وقت مینڈھیاں نہ کھولنے کی اجازت کا بیان ہے، پچھلے باب میں آٹا گوندھنے والی پرات سے پانی لے کر غسل کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں عورت کا نہاتے وقت چوٹیاں نہ کھولنے کا بیان ہے۔

۴۱۴۔أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ :لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذَا -فَإِذَا ثَوْرٌ مَوْضُوعٌ مِثْلُ الصَّاعِ أَوْ دُونَهُ -فَنَشْرَعُ فِيهِ جَمِيعًا، فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي بِيَدَيَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَمَا أَنْقُضُ لِي شَعْرًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:
اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات کی قسم! مجھے اچھی طرح یاد ہے، میں اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس (برتن) سے نہایا کرتے تھے، وہاں ایک ٹب تھا، جو ایک صاع یا اس سے کچھ کم مقدار کا تھا، ہم اس سے اکٹھا نہانا شروع کرتے تھے، میں اپنے دونوں ہاتھوں سے سر پر تین دفعہ پانی بہاتی تھی، اور میں سر کا ایک بال بھی نہیں کھولتی تھی۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت اس آخری جملہ میں ہے:
میں سر کا ایک بال بھی نہیں کھولتی تھی۔

۲۔اطراف:

مسلم: ۳۳۱، ابن ماجہ: ۶۰۴، تحفۃ الاشراف: ۱۶۳۲۴

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، جن میں سے پانچ کا تعارف گذر چکا ہے، حضرت عبید بن عمیر کی سرگذشت حیات تحریر کی جاتی ہے:

۱۔سوید بن نصر: راجع: ۵۵ ۲۔عبداللہ: راجع: ۲۲۹

Marfat.com

۳۔ابراہیم بن طہمان: راجع:۴۰۵ ۴۔ابوالزبیر: راجع:۳۵

۵۔عبید بن عمیر:

آپ کا نام ابو عاصم بن عمیر بن قتادہ بن سعید بن عامر لیثی جندعی مکی (م:۶۸ھ) ہے، آپ کو اہل مکہ کا قاص کہا جاتا ہے، آپ رواۃ کے دوسرے طبقہ کبار تابعین سے ثقہ راوی ہیں، اہل علم آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے قبل وفات پائی۔ آپ کے والد گرامی حضرت عمیر بن قتادہ صحابی رسول ﷺ تھے، آپ کی ولادت عہد نبوی میں ہوئی، آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے بارہ (۱۲) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۶۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا : راجع:۱۱۲

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو تہتر ویں (۱۷۳) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ یہ مسلسل پانچویں حدیث مبارکہ سداسی ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ یہ تابعی (ابوالزبیر) کی دوسرے تابعی (عبید بن عمیر) سے روایت ہے۔

☆ حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکثرین سبعہ رواۃ میں سے ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، انبأنا، قالت ایک ایک اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ i۔تاریخ ابی زرعہ، ص۵۱۵ ii۔ تاریخ الدوری، ج۲، ص۳۸۶

Marfat.com

۶۔لغات:

لقدرأیتنی : واللہ! مجھے یاد ہے۔

اغتسل : میں نہایا کرتی تھی۔

تور : تھال۔ٹب۔بڑا پیالہ۔

مثل الصاع اودونہ : صاع جتنایا اس سے کچھ کم۔

نشرع : ہم شروع کرتے۔

افیض : میں پانی بہاتی۔

راسی : اپنا سر۔میرا سر۔

ماانقص : میں نہیں کھولتی تھی۔

شعرا: ایک بال۔

۷۔مسائل ونصائح:

اس حدیث مبارکہ کی مفصل شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۳،ص۱۶۰۔۱۶۳پر گذر چکی ہے، وہاں شرح کے عناوین حسب ذیل ہیں:

گندھے ہوئے بالوں کے کھولنے یا نہ کھولنے اور تہہ تک پانی پہنچنے کے بارے میں فقیہاء اربعہ کا موقف اور دلائل، تین بار چلو بہانے کی وجہ، مرد وعورت کے بالوں میں دھونے کا فرق۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

☆ اس حدیث مبارکہ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال یہ ہے کہ غسل جنابت کے وقت عورت چوٹیاں کھولے بغیر نہا سکتی ہے' سر پر اور پورے جسم پر تین دفعہ پانی بہانا مستحب اور ایک دفعہ بہانا واجب ہے۔

☆ آئمہ اربعہ کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ غسل جنابت میں عورت اگر مینڈھیاں نہ بھی کھولے اور پانی جڑوں تک پہنچ جائے' تو غسل کرنا درست ہے۔

☆ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حیض یا نفاس کے بعد غسل کرنے کے لئے عورتوں کا بال کھولنا ضروری ہے' ورنہ غسل نہ ہوگا' البتہ غسل جنابت کے لئے کھولنا ضروری نہیں ہے' جبکہ آئمہ ثلاثہ اس کے قائل نہیں ہیں۔

☆ اس پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ اگر مرد کے بال گوندھے ہوئے ہوں' تو ان کو کھولنا واجب ہے اور بغیر کھولے غسل نہ ہوگا۔

Marfat.com

☆ غسل میں سر کی کھال اور وضو میں داڑھی کی کھال کا دھونا واجب ہے۔

☆ حدیث مبارکہ میں تین دفعہ پانی بہانے کا حکم مستحب اور تیقن کے لئے ہے' وگرنہ وجوب ایک دفعہ پانی بہانے سے ادا ہو جائے گا۔

☆ پورے بدن کا اگر کوئی حصہ بال برابر بھی خشک رہ گیا' تو غسل نہ ہوگا۔

☆ عورتوں کیلئے چوٹیاں نہ کھولنے کی رخصت مشقت کی وجہ سے ہے۔

بَابُ إِذَا تَطَيَّبَ وَاغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطِّيبِ

باب ۱۳: نہانے کے باوجود خوشبو کے اثرات باقی رہ جانے کا حکم

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے باب قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے غسل جنابت سے پہلے خوشبو لگائی، اور غسل کے بعد بھی اس خوشبو کے کچھ اثرات باقی ہوں، تو شرعاً غسل ہو جائے گا، اور خوشبو کے اثرات کا کوئی نقصان نہیں ہے، اس باب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے، پچھلے باب میں غسل کرتے وقت عورت کے لئے چوٹیاں نہ کھولنے کی رخصت کا بیان تھا، اور اس باب میں غسل کے بعد خوشبو کے اثرات باقی رہنے کا حکم بیان ہوا ہے۔

۴۱۵۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَأَنْ أُصْبِحَ مُطَلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا، فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ عَلَى نِسَائِهِ، ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا

حضرت محمد بن منتشر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اپنے جسم پر تارکول ملنا، اس سے اچھا لگتا ہے کہ میں احرام میں ہوں، اور میرے جسم سے خوشبو کی مہک آ رہی ہو، حضرت محمد بن منتشر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے بارے میں بتلایا، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے حضور کو خوشبو لگائی، پھر آپ نے سب ازواج سے مجامعت فرمائی، پھر (غسل کر کے) اگلی صبح احرام باندھا۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے:

Marfat.com

یہی حدیث مبارکہ ایک دوسری سند سے اسی کتاب الغسل والتیمم (حدیث نمبر:۴۲۹) پر ینفخ طیباً منقول ہے، وہاں حسب ذیل الفاظ کا اضافہ ہے:

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل کے بعد خوشبو کی مہک آ رہی تھی۔

باب کے عنوان کے ساتھ انہی کلمات کی مناسبت ہے۔ یعنی اگر نہانے کے باوجود خوشبو کے اثرات باقی رہ جائیں، تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔اطراف:

تقدم :۴۲۹، بخاری :۲۶۷، ۲۷۰، صحیح مسلم :۱۱۹۲، الرقم المسلسل :۲۷۹۶، سنن ابن ماجہ :۲۹۲۶، مسند الحمیدی :۲۱۰، المنتقیٰ :۴۱۴، مسند ابویعلیٰ :۴۷۱۲، صحیح ابن خزیمہ : ۲۵۸۱، سنن بیہقی ، ج ۵، ص ۳۴، السنن الکبریٰ للنسائی :۴۱۵۹، سنن دارقطنی ، ج ۲، ص ۲۷۴، حلیۃ الاولیاء، ج ۷، ص ۲۴۶، مسند احمد، ج ۶، ص ۳۹، طبع قدیم، مسند احمد، ج ۴۰، ص ۱۳۶ (نعمۃ الباری، ج ۱، ص ۷۴۴)

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، جن میں سے پانچ کا تعارف گذر چکا ہے، باقی دو شیوخ حضرت ابراہیم بن محمد اور ان کے والد کے حالات زندگی لکھے جا رہے ہیں:

۱۔ھناد بن السری: راجع:۲۵ ۲۔وکیع: راجع:۲۸۱

۳۔مسعر: راجع:۲۶۸ ۴۔سفیان بن سعید: راجع:۳۷

۵۔ابراہیم بن محمد:

آپ کا نام ابراہیم بن محمد بن منتشر بن اجدع ہمدانی کوفی ہے، آپ رواۃ کے پانچویں طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، آئمہ رجال آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے گیارہ (۱۱) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۶۔محمد بن منتشر:

آپ کا نام محمد بن منتشر بن اجدع بن مالک ہمدانی وداعی کوفی ہے، آپ رواۃ کے چوتھے طبقہ سے ثقہ، تابعی، قلیل الحدیث

۱۔i۔العلل (ابن حنبل)، ص ۵۵ ii۔تھذیب الکمال، ج ۲، رقم:۱۸۴

Marfat.com

راوی ہیں، آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے گیارہ (۱۱) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۷۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع: ۱۱۲

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو چوہترویں (۱۷۴) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ یہ مسلسل چھٹی حدیث مبارکہ سداسی ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے تمام راوی کوفی ہیں، جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مدنیہ ہیں۔

☆ یہ تابعی کی دوسرے تابعی سے روایت ہے۔

☆ یہ بیٹے (ابراہیم) کی اپنے والد (محمد) سے روایت ہے۔

☆ حضرت وکیع رضی اللہ عنہ نے یہ دو اساتذہ (حضرت مسعر۔حضرت سفیان) سے حدیث سماعت کی، جبکہ دونوں شیوخ ایک استاد (حضرت ابراہیم) کے شاگرد تھے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، سمعت، قالت ایک ایک دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

لان اصبح : کہ میں ہوں۔کہ میں ہو جاؤں۔

مطلیا: ملنے والا۔لگانے والا۔

قطران : تارکول۔

احب الی: مجھے پسند ہے۔

محرما : حالتِ احرام والا۔

انضخ: مہک آئے۔

ا۔i۔طبقات ابن سعد، ج۶، ص۲۰۵ ii۔الثقات، ج۵، ص۳۶۷

Marfat.com

طیبا: خوشبو۔

دخلت : میں حاضر خدمت ہوا۔

اخبرتھا : میں نے اس بات کی خبر دی۔

طیبت : میں خوشبو لگاتی تھی۔

طاف : آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گئے۔

۷۔ مسائل ونصائح:

احرام سے پہلے بدن پر خوشبو لگانے میں مذاہب آئمہ:

احادیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے اور احرام کھولنے کے بعد آپ کو خوشبو لگایا کرتی تھیں۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ احرام کے ارادہ کے وقت خوشبو لگانا مستحب ہے، اور اگر احرام باندھنے کے بعد بدن سے وہ خوشبو آتی رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا حرام ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت معاویہ بن ابی سفیان، حضرت ام المؤمنین عائشہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کا یہی نظریہ ہے، تابعین کی اکثریت اور جمہور فقہاء اور محدثین اس کے قائل ہیں، آئمہ میں سے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام ابو یوسف امام احمد بن حنبل اور داؤد رحمہم اللہ وغیرہم کا بھی یہی نظریہ ہے۔ اس کے برخلاف بعض صحابہ اور تابعین، امام مالک، زہری اور امام محمد بن حسن شیبانی کا نظریہ یہ ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے بھی خوشبو لگانا جائز نہیں ہے۔ قاضی عیاض مالکی کہتے ہیں کہ یہ حضرات، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ خوشبو لگوانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر لیتے تھے اور اس خوشبو کا اثر جاتا رہتا تھا اور اس کی تائید حدیث نمبر ۲۷۳۸، ۲۷۳۹ اور ۲۷۴۰ سے ہوتی ہے جس میں تصریح ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی پھر آپ نے ازواج کو مشرف کیا اور صبح احرام باندھ کر کی'' اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ازواج مطہرات سے عمل ازواج کے لئے خوشبو لگائی تھی جو غسل کرنے کے بعد زائل ہوگئی، خصوصاً اس لئے بھی کہ یہ منقول ہے کہ آپ ایک زوجہ کو مشرف کرنے کے بعد اور دوسری زوجہ کے پاس جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے اور اس کے بعد ظاہر ہے کہ خوشبو کا اثر باقی نہیں رہے گا۔ اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ زریرہ خوشبو لگایا کرتے تھے اور وہ ایسی خوشبو ہے جو غسل سے زائل ہو جاتی ہے اور حدیث نمبر ۲۷۲۸ میں جو یہ ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک نظر آتی تھی حالانکہ اس وقت آپ محرم تھے'' اس سے یقینی طور پر یہ مراد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کے آثار نظر آتے تھے، علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض مالکی کی یہ تشریح صحیح نہیں

Marfat.com

ہے اور صحیح بات وہی ہے جو جمہور نے کہی ہے کہ احرام سے پہلے خوشبو لگانا مستحب ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں صاف تصریح ہے کہ ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے لئے خوشبو لگاتی تھی''۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خوشبو احرام کے لئے تھی ازواج سے عمل ازواج کے لئے نہ تھی، اور اس کی تائید دوسری حدیث سے ہوتی ہے کہ حالت احرام میں آپ کی مانگ میں خوشبو کی چمک نظر آتی تھی، اور قاضی عیاض نے جو اس کی تاویل بیان کی ہے وہ چونکہ بلا دلیل ہے اس لئے غیر مقبول ہے۔(۱)

احناف کی مؤید احادیث:

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ احناف اور جمہور کے نظریہ کی تائید میں یہ حدیث ہے۔ ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم احرام باندھنے سے پہلے اپنے چہروں پر خوشبودار مشک کو ملتے تھے اس کے بعد احرام باندھتے تھے، پھر ہم کو پسینہ آتا تو وہ ہمارے چہروں پر بہتا رہتا تھا حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ ہمیں منع نہیں کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتے اور ہم (احرام باندھنے سے پہلے) اپنی پیشانیوں پر خوشبودار مشک لگاتے، جب ہمیں پسینہ آتا تو وہ ہمارے چہروں پر بہتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھتے اور منع نہیں کرتے تھے، علامہ عینی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سنن ابوداؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے اور اس حدیث میں اس بات پر صریح دلالت ہے کہ احرام کے بعد اگر خوشبو کے آثار باقی ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۲)

احناف اور جمہور کے نظریہ کی تائید علامہ الہیثمی کی ذکر کردہ حسب ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے:

عن عمر بن الخطاب انه وجد ريح طيب بذى الحليفة فقال ممن هذه الريح فقال معاوية منى يا امير المؤمنين فقال منك لعمرى قال طيبتنى امر حبيبة وزعمت انها طيبت رسول الله ﷺ عند احرامه فقال اذهب فاقسم عليها لماغسلته فرجع اليها فغسلته رواه احمد والبزاروزادبعد الامر بغسله فانى سمعت رسول الله ﷺ يقول الحاج اشعث التفل ورجال احمد رجال الصحيح الا ان سليمان بن يسار لم يسمع عن عمرواسناد البزار متصل الا ان فيه ابراهيم ابن يزيد الخوزى وهو متروك۔(۳)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ذوالحلیفہ میں خوشبو محسوس کی تو فرمایا: یہ خوشبو کس سے آرہی ہے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ خوشبو مجھ سے آرہی ہے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اپنی زندگی کی قسم، تم سے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ام حبیبہ نے خوشبو لگائی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت خوشبو لگائی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جاؤ اور جا کر انہیں خوشبو دھونے کی قسم دو، حضرت معاویہ ام حبیبہ کی طرف گئے اور انہوں نے اس خوشبو کو دھو دیا۔ اس حدیث کو امام احمد اور

۱۔ شرح مسلم، ج ۱، ص ۳۷۸ ۲۔ عمدۃ القاری، ج ۹، ص ۱۵۸ ۳۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج ۳، ص ۲۱۸

Marfat.com

امام بزار نے روایت کیا ہے اور مسند بزار میں دھونے کے حکم کے بعد یہ اضافہ ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حاجی بکھرے ہوئے بالوں والا اور خوشبو نہ لگانے کی وجہ سے بدبودار ہوتا ہے۔ مسند احمد کی روایت کے راوی صحاح ستہ کے راوی ہیں لیکن ان میں سے سلیمان بن یسار کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے اور مسند بزار کی حدیث متصل الاسناد ہے لیکن اس میں ابراہیم بن یزید خوزی نام کا راوی متروک الحدیث ہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے، خواہ اس کی خوشبو احرام کے بعد بھی آتی رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خوشبو دھونے کا حکم احتیاطاً اپنے اجتہاد سے دیا تھا کہ حاجی کی شان یہ ہے کہ خوشبو نہ لگانے کی وجہ سے اس سے بو آتی رہے، انہوں نے حضرت امیر معاویہ کی روایت کا انکار نہیں کیا تھا۔ علامہ الہیثمی نے اس حدیث کو ہر چند کہ ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ حدیث بخاری، مسلم، ابوداؤد، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کی دیگر صحیح روایات کے مطابق ہے، اور ان سے مؤید ہے اس لئے اس کا ضعف مضر نہیں ہے۔

محرم کے پھول سونگھنے میں مذاہب اربعہ:

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ شرح المہذب میں ہے کہ محرم کے پھول سونگھنے کے بارے میں دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ پھول سونگھنا جائز ہے کیونکہ روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا: آیا محرم کا پھول سونگھنا جائز ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں، وہ پھول سونگھ سکتا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے لئے پھول سونگھنا جائز نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ پھول سونگھنا حرام ہے اور اگر محرم پھول سونگھ لے تو اس پر فدیہ واجب ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت جابر، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا یہی قول ہے الا یہ کہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ فدیہ واجب نہیں کرتے اور امام احمد پھول سونگھنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (۱)

حسب ذیل آثار امام ابوحنیفہ کے مؤید ہیں:

عن ابن عمر کان یکرہ شم الریحان للمحرم (۲)عن ابی الزبیر قال سالت جابرایشم المحرم الطیب ؟فقال :لا (۳)

حضرت ابن عمر محرم کے پھول سونگھنے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ ابوالزبیر کہتے ہیں میں نے حضرت جابر سے سوال کیا کیا محرم خوشبو سونگھ سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں!

۱۔ عمدۃ القاری، ج۹، ص۱۵۷۔۱۵۶ ۲۔ المصنف عبدالرزاق، ج۴، ص۳۸۰ ۳۔ ایضاً

Marfat.com

کیا ازواج مطہرات میں دنوں کی مساوی تقسیم نبی ﷺ پر واجب تھی؟

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ تمام ازواج کے پاس گئے اور صبح احرام باندھا، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ فقہاء نے کہا ہے کہ ازواج میں سے ایک زوجہ کا کم از کم حصہ ایک رات ہے تو ایک رات میں نبی ﷺ تمام ازواج کے پاس کیسے تشریف لے گئے؟ اس کے دو جواب ہیں ایک جواب یہ ہے کہ جس زوجہ کی باری تھی نبی ﷺ اس زوجہ کی اجازت اور رضامندی سے باقی ازواج کے پاس تشریف لے گئے دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ پر ازواج کی باریاں واجب نہیں تھیں اور آپ ان میں مساوات سے تقسیم اور سفر کے لئے قرعہ اندازی تکرماً اور تبرعاً کرتے تھے۔ علامہ اصطخری شافعی اور بعض دیگر علماء کا یہی قول ہے۔ (۱)

جن ازواج سے نکاح سے رخصتی ہوئی ان کی تعداد:

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ ازواج کی تعداد ان کی ترتیب میں اختلاف ہے۔ سب سے پہلے آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد سے شادی کی، پھر حضرت سودہ بنت زمعہ سے، پھر حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے، پھر حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب سے پھر حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ سے، پھر حضرت جویریہ بنت الحارث سے، یہ غزوہ مریسیع میں قید ہو کر آئی تھیں) پھر حضرت زینب بنت جحش سے، پھر حضرت زینب بنت خزیمہ سے پھر حضرت ریحانہ بنت زید سے (یہ بنو قریظہ سے تھیں ایک قول یہ ہے کہ یہ بنو نضیر سے تھیں۔ نبی ﷺ نے انہیں قید کیا پھر آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا، چھ ہجری میں ان سے نکاح ہوا اور جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو ان کا انتقال ہو گیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں) پھر حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان سے، پھر حضرت صفیہ بنت حیی بنت اخطب سے (یہ ہارون علیہ السلام) کی اولاد سے تھیں سات ہجری میں غزوہ خیبر میں قید ہوئیں اور نبی ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا) پھر حضرت میمونہ بنت الحارث سے (نبی ﷺ نے سات ہجری میں مکہ سے دس میل دور مقام سرف میں عمرۃ القضاء کے موقع پر ان سے شادی کی) ان کے علاوہ آپ نے حضرت فاطمہ بنت الضحاک اور حضرت اسماء بنت النعمان سے شادی کی، یہ چودہ ازواج ہیں۔ اور کل ازواج جن کے ساتھ صرف نکاح ہوا اور رخصتی نہیں ہوئی یا جن کی رخصتی بھی ہوئی، بعض کو طلاق دیدی، بعض فوت ہو گئیں، بعض کو آپ نے پسند نہیں کیا۔ سب کی تعداد اٹھائیس ہے، اور جن کو نکاح کا پیغام دیا لیکن ان کے ساتھ نکاح نہیں ہوا ان کی تعداد دس ہے، علامہ عینی نے ان سب کے نام اور ضروری کوائف بالتفصیل ذکر کیے ہیں۔ (۲)

حضرت انس سے ایک روایت ہے کہ آپ کے عقد میں بیک وقت نو ازواج تھیں، اور حضرت انس سے دوسری روایت ہے کہ آپ کے عقد میں بیک وقت گیارہ ازواج تھیں۔ (۳)

۱۔ شرح مسلم، ج ۱، ص ۳۷۹ ۲۔ عمدۃ القاری، ج ۳، ص ۲۱۶ ۳۔ صحیح بخاری، ج ۱، ص ۴۹

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعداد ازواج پر اعتراض کے جوابات:

بعض عیسائی اور سوشلسٹ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ شادیاں کرنے کا حکم دیا ہے اور خود آپ نے ایک وقت میں نو ازواج سے شادیاں کیں ہیں، آپ میں اشتہاء زیادہ تھی؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس سال تک زندگی تجرد میں گذاری۔ حالانکہ شباب کی امنگوں کا اصل زمانہ یہی ایام ہوتے ہیں۔ پھر اقرباء کے اصرار اور دوسری جانب سے درخواست پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا، جن کی عمر ڈھل چکی تھی اور دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ ترپن سال کی عمر تک پورے سکون اور کامل اطمینان کے ساتھ اسی پاکباز رفیقہ حیات کے ساتھ زندگی بسر کی۔ یہ وہی زمانہ تھا جب آپ دنیاوی مشاغل کو ترک کر کے غاروں اور پہاڑوں میں جا کر مسلسل کئی کئی دن تک خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے اور اللہ کی یہ نیک بندی آپ کے لئے توشہ تیار کرتیں اور آپ کی عبادت میں امداد اور معاونت کرتی تھیں۔ زندگی کا یہ دور عموماً نفسانی خواہشوں اور شہوانی جذبات کی ہنگامہ خیزیوں کا زمانہ ہوتا ہے لیکن بڑے سے بڑا معاند اور کٹر سے کٹر مخالف اور متعصب بھی آپ کی زندگی کے اس حصہ میں آپ کی عفت اور پاکبازی کے خلاف ایک حرف بھی نقل نہیں کر سکتا، اور یہ ان کی سیرت کا ذکر ہے جن کی جسمانی قوت چالیس جنتی مردوں کے برابر ہے۔ (۱) اور ایک جنتی مرد کی طاقت دنیا کے سو مردوں کی طاقت کے برابر ہے۔ (۲) گویا آپ کی طاقت چار ہزار مردوں کے برابر تھی، اس حساب سے چاہیے تھا کہ چار ہزار بیویاں آپ کے نکاح میں ہوتیں، پھر آپ کی شدید ریاضت اور ضبط نفس کا کیا ٹھکانہ ہے کہ ترپن سال کی عمر تک ایک بیوہ کے ساتھ شادی کر کے زندگی گذاری۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا جو آپ کی ازواج میں تنہا کنواری خاتون تھیں، ان کے علاوہ جس قدر ازواج آپ کے نکاح میں آئیں وہ سب بیوہ تھیں، وصال کے وقت آپ کی نو ازواج تھیں۔ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت سودہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب، حضرت ام حبیبہ، حضرت جویریہ، حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن دنیا کا سب سے بے مثال انسان جو چار ہزار ازواج کا مستحق ہو، اس کے عقد میں صرف نو ازواج دیکھ کر کوئی انصاف پسند اس پر کثرت، ازواج کا الزام لگا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ترپن سال سے متجاوز ہو چکی ہے، عظیم الشان فتوحات کا تانتا بندھا ہوا ہے، اموال غنیمت کی ریل پیل ہے، اس کے باوجود آپ کسی ایک دن بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتے، کبھی ایسے مسلسل دو دن نہیں آئے جب دونوں دن آپ کے گھر میں چولہا جلا ہو، جو کچھ آتا اللہ کے راستے میں دے دیتے۔ اختیاری فقر و فاقہ سے پیٹ پر پتھر باندھتے، مہینوں ازواج مطہرات کے حجروں سے دھواں نہ اٹھتا صرف پانی اور کھجور پر گذارہ چلتا روزے پر روزہ رکھتے، کئی کئی دن افطار نہ کرتے۔ رات بھر

۱۔ صحیح بخاری، ج ۱، ص ۴۱ ۲۔ جامع ترمذی، ص ۳۶۳

Marfat.com

قیام کی وجہ سے پاؤں پر ورم آجاتا، عیش عشرت کا سامان تو کجا ازواج سے صاف کہہ دیا تھا کہ جسے آخرت کی زندگی پسند ہو وہ ہمارے ساتھ رہے اور جسے دنیا کا عیش عزیز ہو وہ چلی جائے، ان تمام حالات کے باوجود تمام ازواج کے حقوق ایسے احسن طریقے سے ادا کیے جن کا کوئی شخص تصور بھی نہیں کرسکتا۔ میدان جنگ میں جب کفار کے لشکر کے مقابلے میں بڑے بڑے بہادر اور قوی جوان حوصلہ ہار جاتے تو آپ چٹان کی طرح ڈٹے رہتے، ازواج سے تعلق خاطر عبادت اور فرائض رسالت میں کبھی حائل نہیں ہوا، یہی وجہ تھی کہ کفار اور مشرکین کو آپ کے دعویٰ نبوت سے اختلاف تھا وہ وحی الٰہی کا انکار کرتے تھے لیکن آپ کی عفت اور پاک سیرت کا وہ برملا اعتراف کرتے تھے، چاند کے شق ہونے اور ڈوبے ہوئے سورج کے لوٹ آنے سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ آپ نے خاک اڑانے اور گالیاں دینے والوں سے اچھا سلوک کیا، پتھروں سے گھائل کرنے والوں کو دعائیں دیں۔ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھائی اور فتح مکہ کے بعد غلبہ پاکر تمام دشمنوں کو معاف کردیا۔ ایسی بے نظیر سیرت اور کردار کے مالک شخص کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ انہوں نے نفسانی خواہش کی وجہ سے متعدد شادیاں کیں عدل وانصاف سے کس قدر بعید ہے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ متعدد شادیوں کی وجہ نفسانی خواہش نہیں تھی تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ آخر اس کی حکمت کیا تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح رسول اکرم ﷺ کی بیرونی اور خارجی زندگی میں مسلمانوں کے عمل کے لئے نمونہ تھا اسی طرح نبی ﷺ کی خانگی اور عائلی زندگی میں بھی مسلمانوں کے عمل کے لئے اسوہ اور نمونہ تھا، پھر جس طرح بیرونی زندگی کی حکایت اور روایت کے لئے بہت سے مرد تھے اسی طرح آپ کے گھر کی زندگی کے حالات اور کوائف کو بیان کرنے کے لئے بہت سی عورتیں ہونی چاہیے تھیں۔ اس لئے کثرت ازواج کی ایک اہم اور بڑی مصلحت یہ تھی کہ خانگی معاشرت اور نسوانی مسائل سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے احکام اور آپ کے طریقہ اور سنت کی اشاعت کا ذریعہ مہیا ہوجائے۔

ایک اور وجہ یہ ہے کہ مختلف قبائل اور خاندانوں میں رشتہ مناکحت کی وجہ سے ان کے ساتھ میل جول اور ربط وضبط بڑھا جس سے ان کی منافرت اور وحشت دور ہوئی اور آپ کے حسن معاملہ، پاکیزہ اخلاق اور بے لوث کردار کو دیکھ کر ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ ہوا اور تبلیغ اسلام کی راہ ہموار ہوگئی، اور اللہ کے عبادت گذاروں، دین اسلام کے فداکاروں اور دنیا کے ہادیوں کی ایسی عظیم جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ نیک سیرت اور پرہیزگار لوگ باستثناء رسل آسمان کے نیچے کبھی نہیں پائے گئے۔ کیا نفسانی خواہشات کا رسیا ایسی جماعت تیار کرسکتا ہے؟

تعداد ازواج سے متعدد قبائل اور خاندانوں کو آپ کے ساتھ رشتہ داری کا شرف حاصل ہوا جو عورتیں آپ کے نکاح میں آئیں وہ ام المؤمنین بن گئیں۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جن کے ساتھ آپ کا سسرالی رشتہ ہوجائے وہ رشتہ ان کے دخول جنت کا سبب بن جائے گا، اور اللہ تعالیٰ کو یہ دکھانا تھا کہ تم چار بیویوں میں عدل نہیں کرتے اور ہمارا رسول ﷺ بیک وقت نو ازواج

Marfat.com

میں عدل وانصاف کر کے دکھاتا ہے اور یہ کہ نبی نے ہمیشہ تم سے جتنا عمل کے لئے کہا ہے خود اس سے زیادہ عمل کر کے دکھایا ہے۔ کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کا عمل قول سے ہمیشہ آگے رہتا ہے۔(۱)

احرام سے پہلے جسم پر خوشبو لگانے میں مذاہب:

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے جسم پر خوشبو لگائی جائے، خواہ وہ خوشبو احرام باندھنے کے بعد جسم سے آتی رہے، احرام باندھنے کے بعد خوشبو کا لگانا حرام ہے، یہ امام شافعی، ابو یوسف، امام احمد بن حنبل اور داؤد رحمہم اللہ وغیرہم کا مذہب ہے، جماعت صحابہ، تابعین، جمہور فقہاء اور محدثین کا یہی مذہب ہے، صحابہ میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابن عباس، حضرت ابن الزبیر، حضرت معاویہ، حضرت عائشہ، ام حبیبہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔

☆ دوسرے فقہاء نے اس سے منع کیا ہے، امام مالک اور امام محمد بن الحسن کا یہی مذہب ہے، صحابہ کی ایک جماعت اور تابعین کا بھی یہ موقف ہے، بعض علماء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ خوشبو ازواج کے لئے تھی، احرام کے لئے نہیں تھی اور حدیث میں عبارت مقدم اور مؤخر ہے، اصل میں عبارت یوں ہے: آپ ازواج کے پاس گھومتے تھے اور آپ سے خوشبو آرہی ہوتی تھی، پھر صبح کو آپ احرام باندھتے تھے اور بعض روایات میں اس طرح سے ہے، اور غسل کرنے سے خوشبو زائل ہو جاتی ہے، خصوصاً اس صورت میں کہ بعض احادیث کے مطابق آپ ہر زوجہ کے پاس جانے کے بعد غسل کرتے تھے۔

☆ علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ یہ خوشبو ایک تیل کی تھی، غسل کرنے سے تیل کا اثر زائل ہو جاتا اور خوشبو باقی رہ جاتی۔

☆ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماع کے بعد فوراً غسل کرنا واجب نہیں ہے، غسل کرنا اس وقت واجب ہوتا ہے، جب انسان نماز پڑھنے کا ارادہ کرے۔(۲)(۳)

☆ اس روایت کے ایک طریق میں (ینضخ طیباً) یعنی جب آپ غسل کر کے احرام باندھتے تھے، تو آپ سے خوشبو کی مہک آرہی ہوتی تھی۔ کے الفاظ مروی ہیں۔

☆ مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی جائے، اس کے بعد باوجود غسل کرنے کے اس کی مہک ختم نہ ہو تو کیا یہ چیز احرام کے منافی ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اسے منافی سمجھتے تھے، مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واضح فرمایا کہ احرام کی حالت میں خوشبو لگانا منع ہے۔ احرام سے قبل لگائی ہوئی خوشبو کی مہک ممنوع نہیں کیونکہ بسا اوقات باوجود دھونے اور غسل کے مہک ختم نہیں ہوتی، لہٰذا محرم معذور ہوگا۔ اس کے ذمے غسل کرنا تھا، وہ اس نے کر لیا۔ مہک ختم نہ ہو تو اس کا کوئی قصور نہیں۔ اور یہی

۱۔ شرح صحیح مسلم، ج ۳، ص ۳۰۰۔۳۰۶ ۲۔ عمدۃ القاری، ج ۳، ص ۳۱۹۔۳۱۸

۳۔ نعمۃ الباری، ج ۱، ص ۷۴۴۔۷۴۵

Marfat.com

بات شرع کے اصول ومقاصد سے مناسبت رکھتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل بھی اسی کا مؤید ہے۔

چونکہ یہ باب احرام سے خاص نہیں بلکہ عام غسل سے متعلق ہے، لہٰذا باب کا مقصود یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غسل کے لئے ضروری نہیں کہ مبالغے کے ساتھ مل مل کر دھویا جائے کہ جسم کو لگی ہوئی چیزوں کے اثرات بھی ختم ہو جائیں بلکہ سادہ پانی بہالینا کافی ہے۔ کوئی جگہ خشک نہ رہے اور نجاست زائل ہو جائے۔ ویسے امام مالک نے غسل میں ''دلک'' یعنی ملنے کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ پانی ہر جگہ پہنچ سکے۔(۱)

احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانے میں امام مالک کا مذہب:

قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ، امام شافعی، فقہاء محدثین اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے جسم پر خوشبو لگانا جائز ہے اور اگر وہ خوشبو احرام باندھنے کے بعد بھی آتی رہے تو یہ بھی جائز ہے، اور صحابہ اور تابعین کی دوسری جماعت اور امام مالک، الزہری اور امام محمد بن الحسن نے اس سے منع کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جسم پر خوشبو عورتوں سے جماع کے لئے لگائی جاتی تھی (عرب میں ایک قسم کی خوشبودار کریم ہوتی ہے یا خوشبو دار تیل ہوتا ہے، جس کو جماع سے پہلے پورے جسم پر لگاتے ہیں، ہمارے ہاں اس کی جگہ ابٹن لگانے کا رواج ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر یہ خوشبو ازواج سے جماع کے لئے لگاتی تھیں، پھر آپ غسل کرتے تھے اور وہ خوشبو چلی جاتی تھی، پھر آپ احرام باندھتے تھے، خاص طور پر اس لئے کہ آپ ہر زوجہ سے جماع کے بعد غسل کرتے تھے، پھر اتنے غسل کرنے کے بعد کون سی خوشبو باقی رہ جاتی تھی؟ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو فرمایا ہے: صبح کو آپ کے جسم سے خوشبو آرہی ہوتی تھی۔ اس کا معنی ہے: آپ کے غسل کرنے اور احرام باندھنے سے پہلے آپ کے جسم سے خوشبو آرہی ہوتی تھی اور وہ جو شعبہ کی روایت میں ہے: آپ حالت احرام میں صبح کرتے اور آپ کے جسم سے خوشبو آرہی ہوتی، اس میں تقدیم اور تاخیر ہے اور اس کا معنی اس طرح ہے: آپ اپنی ازواج کے پاس جاتے اور آپ سے خوشبو آرہی ہوتی، پھر آپ صبح کو احرام باندھتے اور وہ جو دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے: گویا کہ میں آپ کی مانگ کی جگہ میں خوشبو کی چمک دیکھتی تھی اور آپ احرام باندھے ہوئے ہوتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خوشبودار تیل کا جسم اور اس کی خوشبو غسل سے ختم ہو جاتی تھی اور اس تیل کا اثر اور اس کی زینت بالوں میں رہ جاتی تھی، جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھتی تھیں اور محرم کے بالوں میں تیل لگا رہے اور اس کی خوشبو نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ اس نے احرام باندھنے سے پہلے تیل لگایا ہو۔(۲)

۱۔ سنن نسائی (فوائد)، ج۱، ص۱۶۴ ۲۔ اکمال المعلم بفوائد مسلم، ج۴، ص۱۹۰۔۱۸۸

Marfat.com

احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانے میں آئمہ ثلاثہ کا مذہب:

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

☆ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو جسم پر خوشبودار تیل یا خوشبودار کریم لگانا مستحب ہے اور اگر احرام باندھنے کے بعد وہ خوشبو آتی رہے تو کوئی حرج نہیں ہے، صرف احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا منع ہے، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابن عباس، حضرت ابن الزبیر، حضرت معاویہ، حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے اور فقہاء تابعین اور محدثین کا مذہب ہے، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، ثوری، ابو یوسف اور داؤد رحمہم اللہ وغیرہم کا مذہب ہے۔

☆ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ازواج سے جماع کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر خوشبو لگاتی تھیں، اس تاویل کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول رد کرتا ہے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر آپ کے احرام کے لئے احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتی تھی اور بیت اللہ کے طواف سے پہلے احرام کھولنے کے لئے خوشبو لگاتی تھی۔ (۱)

☆ اور یہ تاویل اس لئے بھی مردود ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھتی تھی، جب آپ تلبیہ پڑھ رہے ہوتے تھے۔ (۲)

☆ ان صریح احادیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ قاضی عیاض مالکی نے جو ان احادیث کی تاویل کی ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔ (۳)

☆ علامہ ابوسلیمان حمد بن محمد خطابی نے لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک احرام باندھنے سے پہلے جسم پر خوشبو لگانا جائز ہے، خواہ اس کی خوشبو احرام باندھنے کے بعد بھی آتی رہے۔ (۴)

علامہ بدرالدین عینی نے علامہ خطابی اور علامہ نووی کی عبارات کا خلاصہ لکھا ہے۔ (۵)(۶)

۸۔ خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

حدیث مذکور سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حسب ذیل ہے:

اگر نہانے سے پہلے خوشبو لگائی، اور نہانے کے بعد بھی خوشبو کی مہک آتی رہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اگرچہ نہا کر احرام پہن لے۔

۱۔ صحیح مسلم: ۱۱۸۹: ۲۷۸۰ ۲۔ ایضاً: ۲۷۹۳ ۳۔ صحیح مسلم بشرح النووی، ج ۵، ص ۳۲۱۲۔۲۱۱

۴۔ معالم السنن، ج ۲، ص ۲۸۷ ۵۔ عمدۃ القاری، ج ۳، ص ۳۲۸ ۶۔ نعمۃ الباری، ج ۱، ص ۷۴۹۔۷۵۰

Marfat.com

حدیث مذکور کا مکمل متن:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں پر جو حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے، اس سے مسئلہ واضح نہیں ہوتا، بلکہ اسی کتاب میں باب نمبر ۲۵ کے تحت حدیث نمبر ۴۲۹ جو مروی ہے، اس کے آخری جملہ میں سے اس کی وضاحت ہوتی ہے، البتہ اس حدیث میں ابتدائی احوال (جو حدیث نمبر ۴۱۵ میں ہیں وہ) منقول نہیں ہیں، اس لئے دونوں روایات کو اکٹھا کر کے پڑھنے سے ہی صحیح مفہوم واضح ہوتا ہے، حدیث نمبر ۴۲۹ کا متن اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ بِشْرٍ وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ :حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ :قَالَتْ عَائِشَةُ :كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ، ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے، پھر صبح (غسل کے بعد) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا، تو خوشبو کی مہک آ رہی تھی۔

☆ احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا اور سونگھنا دونوں حرام ہیں۔

☆ اگر کسی نے احرام پہننے سے پہلے خوشبو لگائی، اس کے بعد غسل کر کے احرام پہنا، پھر بھی خوشبو کی مہک آتی رہی، تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب مذکور کا اصل:

باب مذکور کا اصل محل کتاب الحج والعمرۃ ہے، جبکہ یہاں پر امام نسائی نے اس لئے ذکر کیا ہے کہ حدیث مبارکہ میں ضمناً غسل کا بیان بھی ہے۔

Marfat.com

بَابُ إِزَالَةِ الْجُنُبِ الْأَذَى عَنْهُ قَبْلَ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَيْهِ

باب ۱۴: جنبی کا جسم پر پانی بہانے سے پہلے نجاست دھونا

غسل جنابت کرنے کے لئے مستحب یہ ہے کہ پہلے جسم پر لگی ہوئی گندگی وغیرہ صاف کی جائے، پھر وضو کیا جائے، اور پھر سارے جسم پر پانی بہایا جائے، اس باب میں اسی غسل مسنون کا بیان ہے، اس باب میں امام نسائی نے ایک حدیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے، پچھلے باب میں خوشبو لگا کر نہانے کے بعد بھی خوشبو کی مہک آنے کا حکم بیان ہوا تھا، اور اس باب میں جنبی کا جسم پر پانی بہانے سے پہلے نجاست دھونے کا بیان ہے، دونوں ابواب میں غسل جنابت سے متعلق مسائل کا بیان ہے۔

۴۱۶۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ :حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ :تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ، وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، ثُمَّ نَحَّى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا .قَالَتْ :هَذِهِ غُسْلُهُ لِلْجَنَابَةِ

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی طرح وضو فرمایا، البتہ پاؤں نہیں دھوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شرمگاہ، اور جو کچھ اس پر لگا تھا اسے دھویا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم اطہر پر پانی بہایا، پھر ایک طرف ہو کر پاؤں دھوئے، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسلِ جنابت کا طریقہ ہے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت درمیانی حصہ میں ہے، جو کہ حسب ذیل ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شرمگاہ اور جو کچھ اس پر لگا تھا، اسے دھویا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم اطہر پر پانی بہایا۔

۲۔ اطراف:

راجع: ۲۵۴

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں آٹھ راوی ہیں، جن میں سے چھ کا تعارف گذر چکا ہے، دو شیوخ حضرت محمد بن علی اور حضرت محمد بن یوسف کے حالات زندگی سپرد قلم کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ محمد بن علی:

آپ کا نام ابو العباس محمد بن علی بن میمون عطار رقی (م: ۲۶۸ھ) ہے، آپ کی ولادت ۱۹۳ھ ہے، آپ رواۃ کے

Marfat.com

گیارہویں طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، امام نسائی آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے تیرہ (۱۳) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۲۔محمد بن یوسف:

آپ کا نام ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان حنبی فریابی (م:۲۱۲ھ) ہے، آپ کی ولادت ۱۲۰ھ میں ہوئی، آپ رواۃ کے نویں طبقہ سے ثقہ فاضل راوی ہیں، آئمہ رجال نے آپ کی توثیق فرمائی ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کوفہ میں سماعت کی، اور مکہ مکرمہ میں ان سے احادیث لکھیں، کوفہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا ایک گروہ حضرت فریابی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ کو بتلایا گیا، کہ یہ مرجۂ عقائد کے حامل لوگ ہیں، آپ نے فرمایا: ان سب کو نکال دو، پھر ان سب نے مرجۂ عقائد سے توبہ کی، پھر آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے پندرہ (۱۵) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۲)

۳۔سفیان: راجع:۱۱۱ ۴۔اعمش: راجع:۱۱۸

۵۔سالم: راجع:۷۷ ۶۔کریب: راجع:۲۵۳

۷۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: راجع:۱۳۲ **۸۔ام المؤمنین حضرت میمونہ** رضی اللہ عنہا: راجع:۲۳۶

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت ثمانیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ ثمانیات کے اعتبار سے یہ سولہویں (۱۶) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی جلد چہارم کی یہ دوسری حدیث مبارکہ ثمانی ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی رتی، دوسرے فریابی، اگلے تین کوفی، چھے مدنی اور آخری دو مکی ہیں۔

۱۔ i۔المعجم المشتمل، ص۹۱۸ ii۔تقریب التھذیب، ج۲، ص۲۰۲

۲۔ i۔تھذیب التھذیب، ج۹، ص۵۳۵ ii۔ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، ج۵، ص۳۵۵۔۳۵۶

Marfat.com

☆ حضرت محمد بن علی اور محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ حضرت میمونہ بنت حارث ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہیں، ان کی قبر انور مکہ مکرمہ سے دس میل باہر مقام سرف پر ہے، اور شاہراہ مدینہ منورہ پر برلب سڑک ہے، آپ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں۔

☆ سند میں ایک صحابی اور ایک ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہیں۔

☆ یہ بھانجے (ابن عباس رضی اللہ عنہ) کی خالہ (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، حدثنا دو دفعہ اور عنعنہ پانچ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

توضأ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔
وضؤه للصلاة:	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نماز کے وضو جیسا تھا۔
غیر رجلیه:	سوائے اپنے پاؤں کے۔
فرج:	شرمگاہ۔
ماأصابه:	جو اس پر لگا تھا۔
اخاض:	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہایا۔
المآء:	پانی۔
نحی:	پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیحدہ کیا۔
هذه غسلة للجنابة:	یہ جنابت کا غسل ہے۔

۷۔مسائل ونصائح:

اس حدیث مبارکہ کی شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۲۴۳۔۲۴۴ پر گذر چکی ہے، وہاں شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

غسل سے پہلے وضو کا سنت ہونا، پیروں کو ابتداء میں دھونے اور غسل کرنے کے بعد دھونے کی احادیث میں تطبیق، حدیث مذکور سے ثابت شدہ مسائل، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تولیہ استعمال نہ کرنا عاجزی کی بناء پر تھا۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

حدیث الباب سے امام نسائی کا استدلال حسب ذیل ہے:

Marfat.com

جنبی کو چاہیے کہ وہ جسم پر پانی بہانے سے پہلے جسم پر لگی گندگی کو دور کرے۔ یہ امر سنت مستحبہ ہے۔

☆ غسل کرتے وقت پاؤں بعد میں علیحدہ ہو کر دھونا مستحب ہے۔

☆ اس حدیث مبارکہ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال یہ ہے کہ غسل کرتے وقت پاؤں کی اس جگہ سے ہٹ کر دھونا مستحب ہے۔

☆ اس حدیث مبارکہ میں پاؤں علیحدہ ہو کر دھونے کا بیان ہے' جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث نمبر (۲۴۷) میں پاؤں علیحدہ ہو کر دھونے کا بیان نہیں ہے' جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں بھی ساتھ ہی دھوئے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث مبارکہ میں فقہاء نے یہ تطبیق فرمائی ہے کہ اگر نہانے کی جگہ ایسی ہو' جہاں پانی جمع ہوتا ہے' یا وہ کچی جگہ ہے' تو غسل کرتے وقت پاؤں آخر میں اس جگہ سے علیحدہ ہو کر دھوئے' اگر ایسا نہیں کہ وہاں پانی جمع نہیں ہوتا' یا وہ پختہ جگہ ہے' تو پاؤں بھی وہیں پر ساتھ ہی دھو لے۔

☆ عصر حاضر میں گھروں' ہوٹلوں' کارخانوں' فیکٹریوں' اداروں یا دیگر جگہوں پر جو غسل خانے تعمیر شدہ ہیں' وہاں پر پاؤں ساتھ ہی دھو لینا چاہئے۔

☆ دیہاتوں' کچے مکانوں' نالوں یا دیگر ایسے مقامات جہاں پانی نیچے جمع ہوتا ہو' وہاں پاؤں بعد میں دھونے چاہیں۔

☆ غسل اور وضو کرنے کیلئے دوسرے سے مدد لینا جائز ہے۔

☆ عورتوں کا اپنے شوہر کی خدمت کرنا مستحسن امر ہے۔

☆ شرمگاہ کو بائیں ہاتھ سے دھونا چاہیئے۔

☆ اگر جنبی ہو تو برتن میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے' اپنے ہاتھوں کو دھوئے۔

☆ غسل کرتے وقت پہلے جسم پر لگی ناپاکی کو دور کرنا چاہیئے۔

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تولیہ استعمال نہ کرنا عاجزی وانکساری کی بناء پر تھا' یا اس لئے کہ اس کی عادت نہ پڑ جائے' یا گرمی کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے' یا جلدی کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بِالْأَرْضِ بَعْدَ غَسْلِ الْفَرْجِ

باب ۱۵: شرم گاہ دھونے کے بعد ہاتھ زمین پر رگڑنا

شرم گاہ یا جسم سے نجاست وغیرہ دور کرنے کے بعد ہاتھ صابن یا شیمپو وغیرہ سے صاف کرنا مستحب ہے، عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عام طور پر غسل خانے کچے ہوتے تھے، اور صابن وغیرہ کا بھی زیادہ استعمال نہ تھا، اس لئے مٹی سے ہاتھ صاف کیے جاتے تھے۔ اس باب میں اسی امر کے استحباب کا بیان ہے، اس باب میں امام نسائی نے ایک حدیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے، پچھلے باب میں جنبی کے لئے جسم پر پانی بہانے سے پہلے گندگی دور کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں گندگی دور کرنے کے بعد ہاتھ زمین پر رگڑنے کا بیان ہے، پچھلے باب کا تعلق نجاست دور کرنے سے ہے، اور اس باب کا تعلق نجاست دور کرنے کے بعد ہاتھ دھونے سے ہے۔

۴۱۷۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَمْسَحُهَا ثُمَّ يَغْسِلُهَا، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ وَعَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ يَتَنَحَّى فَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ

ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے، تو سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوتے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور شرمگاہ کو دھوتے، پھر اپنا (بایاں) ہاتھ زمین پر مارتے اور اسے رگڑتے، پھر اسے دھوتے۔ پھر نماز کی طرح وضو فرماتے، پھر اپنے سر اور باقی جسم پر پانی بہاتے، پھر ایک جانب ہو کر اپنے دونوں پاؤں کو دھوتے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت پہلے حصہ میں واضح ہے۔

۲۔ اطراف:

راجع: ۲۵۳

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

Marfat.com

۱۔محمد بن العلاء: راجع:۱۱۷ ۲۔ابومعاویہ: راجع:۳۰

۳۔امام اعمش: راجع:۱۱۸ ۴۔سالم بن ابوجعد: راجع:۷۷

۵۔کریب: راجع:۲۵۳ ۶۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: راجع:۱۳۲

۷۔ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا: راجع:۲۵۳

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سباعیات کے اعتبار سے یہ تہترویں (۷۳) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے چار راوی کوفی، پانچویں مدنی اور آخری دو مکی ہیں۔

☆ سند میں ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسری ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ پانچ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

راجع:۲۵۳

۷۔مسائل ونصائح:

راجع:۲۵۳

۸۔خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

حدیث الباب سے امام نسائی کا استدلال حسب ذیل ہے:

شرمگاہ کو دھونے کے بعد ہاتھ صاف کرنا مستحب ہے۔

☆ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں زمین پر ہاتھ رگڑ کر صاف کیے جاتے تھے، حدیث مبارکہ میں اسی کا بیان ہے۔

Marfat.com

☆ موجودہ زمانہ میں صابن اور شیمپو وغیرہ سے ہاتھ دھونا بھی اسی سنت مستحبہ پر عمل کرنا ہے۔

☆ اس حدیث مبارکہ میں غسل کا سنت طریقہ بیان ہوا ہے، وہ حسب ذیل ہے:

غسل کرنے کے لئے سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جائیں، پھر شرمگاہ کو دھویا جائے اور نجاست کو جسم سے دور کیا جائے، پھر وضو کیا جائے، پھر جسم پر پانی بہایا جائے، اور آخر میں پاؤں دھوئے جائیں۔

☆ اگر غسل خانے کچے ہوں، تو پاؤں آخر میں اس جگہ سے علیحدہ ہو کر دھونا سنت ہے۔

☆ موجودہ زمانہ میں اکثر گھروں، ہوٹلوں اور دیگر جگہوں پر پکے غسل خانے ہیں، پکے غسل خانوں میں اگرچہ بعد میں پاؤں دھونے کی حاجت نہیں ہوتی، لیکن سنت نبوی ﷺ کو ادا کرنے کے لئے ایسا کرنا ہی اولیٰ وافضل ہے، کیونکہ افضل و بہتر وہی عمل ہے، جسے حضور ﷺ نے سرانجام دیا ہو۔ واللہ تعالیٰ جل جلالہ اعلم بالصواب۔

بَابُ الِابْتِدَاءِ بِالْوُضُوءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ باب ۱۶: غسل جنابت میں وضو سے ابتداء کرنا

غسل جنابت میں سنت طریقہ یہ ہے، کہ پہلے جسم پر لگی نجاست دور کی جائے، پھر وضو کیا جائے، پھر سارے بدن پر پانی بہا کر غسل کیا جائے، اگر عام غسل کرنا ہو تو پھر پہلے وضو کیا جائے، پھر بدن پر پانی بہا کر غسل کیا جائے، اس باب میں غسل کے شروع میں وضو کے مسنون ہونے کا بیان ہے، پچھلے باب میں شرمگاہ کو دھونے کے بعد زمین پر ہاتھ رگڑنے کا بیان تھا، اور اس باب میں غسل جنابت میں وضو سے ابتداء کرنے کا بیان ہے، غسل جنابت میں چونکہ پہلے شرمگاہ کو دھویا جانا، اس کے بعد وضو کیا جانا سنت ہے، اسی ترتیب پر امام نسائی نے ان ہر دو ابواب کو قائم فرمایا ہے، اس باب میں امام نسائی نے ایک حدیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے۔

۴۱۸۔ أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اغْتَسَلَ، ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهِ شَعْرَهُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

حضور ﷺ جب غسل جنابت فرماتے، تو پہلے دونوں ہاتھوں کو دھوے، پھر نماز جیسا وضو کرتے، پھر غسل (شروع) فرماتے، پھر اپنے ہاتھ سے بالوں میں خلال کرتے، جب یقین ہو جاتا کہ پانی کھال تک پہنچ گیا ہے، تو اپنے اوپر تین دفعہ پانی بہاتے، پھر سارے جسم کو دھوتے۔

Marfat.com

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت اس ابتدائی حصہ میں ہے:

حضور ﷺ جب غسل جنابت فرماتے، تو ہاتھ دھوتے اور نماز جیسا وضو کرتے۔

۲۔اطراف:

راجع: ۲۵۳

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں پانچ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے۔

۱۔سوید بن نصر: راجع: ۵۵ ۲۔عبداللہ بن مبارک: راجع: ۲۲۹

۳۔ہشام بن عروہ: راجع: ۱۶۴ ۴۔عروہ بن زبیر: ایضاً

۵۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع: ۱۱۲

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو اڑتالیس ویں (۱۴۸) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ اجل، امام، فقیہہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے دو راوی مروزی اور باقی تین مدنی ہیں۔

☆ یہ بیٹے (ہشام) کی اپنے باپ (عروہ) سے روایت ہے۔

☆ یہ بھانجے (عروہ) کی اپنی خالہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، انبانا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

راجع: ۲۴۷

Marfat.com

۷۔مسائل ونصائح:

اس حدیث مبارکہ کی شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۳،ص۴۰۶۔۴۰۸ پر گذر چکی ہے، وہاں اس شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

فقہاء احناف کے نزدیک غسل سے پہلے وضو کا سنت ہونا، اس کا طریقہ اور دلائل، پیروں کو ابتداء میں دھونے اور غسل کے بعد دھونے کی احادیث میں تطبیق۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

حدیث مذکور سے امام نسائی کا استدلال حسب ذیل ہے:

غسل جنابت میں وضو سے ابتداء کرنا سنت مبارکہ ہے۔

☆ تمام فقہاء کے نزدیک غسل سے پہلے وضو کرنا سنت ہے۔

☆ یہ حدیث مبارکہ تمام فقہاء کی مستدل ہے۔

☆ اس حدیث مبارکہ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ آقا کریم ﷺ وضو میں پاؤں بھی دھوتے تھے' جب کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ غسل سے فارغ ہو کر اس جگہ سے علیحدہ ہو کر پاؤں دھوتے تھے' احناف کے ہاں ان دونوں احادیث مبارکہ میں تطبیق اس طرح ہے کہ آقا کریم ﷺ اگر ایسی جگہ غسل فرما رہے ہوتے' جہاں نیچے پانی جمع ہوتا تھا' وہاں آپ ﷺ پاؤں بعد میں دھوتے تھے' اگر ایسی جگہ نہاتے' جہاں پانی جمع نہ ہوتا تھا اور جگہ پختہ ہوتی تھی' وہاں آپ ﷺ وضو کے ساتھ ہی پاؤں بھی دھو لیتے تھے۔

☆ اس حدیث مبارکہ سے سر کے بالوں کی جڑوں کا خلال کرنا بھی سنت سے ثابت ہوا۔

Marfat.com

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ

باب ۱۷: طہارت میں دائیں جانب سے شروع کرنا

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث الباب کو کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۹۰) کے تحت بھی ذکر کیا ہے، البتہ سند اور متن میں تھوڑا سا اختلاف ہے، اور یہ حدیث روایت بالمعنیٰ ہے۔ کتاب الطھارۃ میں باب کا عنوان ''پہلے کون سا پاؤں دھونا چاہئے'' ہے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پسندیدہ کام کی ابتداء دائیں جانب سے کرتے تھے، اس باب میں اسی سنت مبارکہ کا بیان ہے۔ اس باب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث مبارکہ سے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے، پچھلے باب میں غسلِ جنابت میں وضو سے ابتداء کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں وضو یا غسل میں دائیں جانب سے شروع کرنے کا بیان ہے۔

۴۱۹۔ أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ -وَقَالَ بِوَاسِطٍ -فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طہارت و پاکیزگی، جوتا پہننے اور کنگی کرنے میں ممکنہ حد تک دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت اشعث رحمۃ اللہ علیہ سے شہر واسط میں سنا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امور میں دائیں طرف کو پسند فرماتے تھے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

۲۔ اطراف:

راجع: ۱۱۲

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

۱۔ سوید بن نصر: راجع: ۵۵ ۲۔ عبداللہ: راجع: ۲۲۹

۳۔ شعبہ: راجع: ۱۱۰ ۴۔ اشعث: راجع: ۱۱۲

Marfat.com

۵۔ابوضحیٰ: ایضاً ۶۔مسروق: ایضاً

۷۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع:۱۱۲

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے، آئمہ صحاح ستہ نے اسے روایت کیا ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ سباعیات کے اعتبار سے یہ چوہترویں (۷۴) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے دو راوی مروزی، تیسرے بصری، اگلے تین کوفی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مدنیہ ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، انبأنا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ پانچ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

ضروری وضاحت: اس سند کی باقی خصوصیات فیوض الراھی فی شرح سنن النسائی، ج ۲، ص ۱۳۵ پر گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع:۱۱۲

۷۔مسائل ونصائح:

اس حدیث مبارکہ کی شرح فیوض الراھی فی شرح سنن النسائی، ج ۲، ص ۱۳۶ پر گذر چکی ہے۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

حدیث الباب سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حسب ذیل ہے:

وضو اور غسل کرتے وقت ابتداء دائیں طرف سے کرنا سنت ہے، اس لئے دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔

☆ اس حدیث مبارکہ میں تین کام پاکیزگی حاصل کرنے، جوتا پہننے اور کنگھی کرنے کے استحباب کا بیان ہے۔

☆ اس حدیث مبارکہ میں حصر نہیں ہے، بلکہ شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ کام جو عزت وتکریم یا تزئین وآرائش والا ہو، اسے دائیں جانب سے شروع کرنا مستحب ہے، جیسے کپڑے پہننا، جوتے پہننا، مسجد میں داخل ہونا، امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے

Marfat.com

لئے کھڑے ہونا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، ناخن تراشنا، مونچھیں کترانا، کنگھی کرنا، بغلوں کے بال صاف کرنا، زیرناف بال صاف کرنا، سر کے بال کٹوانا، نماز کے آخر میں سلام پھیرنا، اعضاء وضو کو دھونا، غسل کرنا، بیت الخلاء سے نکلنا، کھانا پینا، مصافحہ کرنا، حجر اسود کو سلام کرنا، کسی کو چیز پکڑانا یا کسی سے پکڑنا وغیرہ۔

☆ جن امور میں عزت وتکریم یا تزئین وآرائش نہ ہو، انہیں بائیں جانب سے شروع کرنا مستحب ہے، جیسے بیت الخلاء جانا، مسجد سے نکلنا، کپڑے اتارنا، جوتا اتارنا، تھوکنا وغیرہ۔

☆ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر فضیلت حاصل ہے۔

☆ بال سنوارنا کنگھی کرنا آپ ﷺ کی سنت اور پسندیدہ عمل ہے۔

☆ حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اشعث رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث مبارکہ تین دفعہ سماعت کی، پہلی دفعہ کا ذکر حدیث مبارکہ میں نہیں، جبکہ دوسری دفعہ شہر واسط اور تیسری دفعہ شہر کوفہ میں سماعت کا ذکر ہے۔

Marfat.com

بَابُ تَرْكِ مَسْحِ الرَّأْسِ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْجَنَابَةِ

باب ۱۸: غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح نہ کرنا

نماز کے وضو یا عام وضو میں سر کا مسح کرنا فرض ہے، البتہ غسل کرتے وقت سر کا مسح نہ بھی کیا جائے، تو وضو کے بعد چونکہ سر پر پانی بہایا جاتا ہے، اور ہاتھ سے بالوں کا خلال کیا جاتا ہے، اس لئے ضمناً مسح ہو جاتا ہے، لہٰذا اس وضو میں سر کا مسح لازمی امر نہیں ہے، بلکہ یہ وضو بھی سنت مستحبہ ہے۔ اس باب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے، پچھلے باب میں وضو یا غسل کرتے وقت دائیں جانب سے شروع کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح چھوڑ دینے کا بیان ہے۔

۴۲۰۔ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ :حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ سَمَاعَةَ قَالَ :أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ -وَاتَّسَقَتِ الْأَحَادِيثُ عَلَى هَذَا - يَبْدَأُ فَيُفْرِغُ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ يُدْخِلُ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَيَصُبُّ بِهَا عَلَى فَرْجِهِ وَيَدُهُ الْيُسْرَى عَلَى فَرْجِهِ فَيَغْسِلُ مَا هُنَالِكَ حَتَّى يُنْقِيَهُ، ثُمَّ يَضَعُ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى التُّرَابِ إِنْ شَاءَ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى حَتَّى يُنْقِيَهَا، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا وَيَسْتَنْشِقُ وَيُمَضْمِضُ وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ رَأْسَهُ لَمْ يَمْسَحْ وَأَفْرَغَ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَهَكَذَا كَانَ غُسْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا ذُكِرَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے:

حضرت عمر فاروق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا، (اس بارے میں دونوں احادیث مبارکہ متفق ہیں) (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت کرنے کا طریقہ بیان کرنا) شروع کیا، وہ (یعنی غسل کرنے والا) دو یا تین مرتبہ اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالے، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈالے اور اس سے شرمگاہ پر پانی ڈالے، اور بائیں ہاتھ سے جو کچھ اس پر لگا ہے، اسے دھوئے، یہاں تک کہ وہ صاف ہو جائے، پھر اگر چاہے تو بایاں ہاتھ مٹی پر ملے، پھر بائیں ہاتھ کو پانی سے اچھی طرح دھوئے، پھر دونوں ہاتھوں کو تین تین مرتبہ دھوئے، پھر تین دفعہ ناک صاف کرے، پھر تین دفعہ کلی کرے، پھر تین دفعہ چہرہ اور تین دفعہ دونوں بازوؤں کو دھوئے، یہاں تک کہ جب وہ سر تک پہنچے تو مسح نہ کرے، بلکہ اس پر پانی بہائے۔

Marfat.com

راوی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رسول ﷺ کا غسل ایسے ہی روایت کیا گیا ہے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت اس آخری جملہ میں ہے:

یہاں تک کہ جب وہ سر تک پہنچے تو مسح نہ کرے۔

۲۔اطراف:

تحفۃ الاشراف: ۸۲۴۷، ۱۷۷۸۷

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں نو راوی ہیں، جن میں سے آٹھ کا تعارف گذر چکا ہے، حضرت عمرو بن سعد کے حالات زندگی سپرد قلم کئے جا رہے ہیں:

۱۔عمرو بن یزید: راجع: ۲۰۱ ۲۔اسماعیل بن عبداللہ: ایضاً

۳۔اوزاعی: راجع: ۱۷۴ ۴۔یحییٰ بن ابی کثیر: راجع: ۲۴

۵۔ابوسلمہ: راجع: ۱۶۱ ۶۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع: ۱۱۲

۷۔عمرو بن سلمہ:

آپ کا نام ابو یمامی عمرو بن سعد فدکی ہے، آپ حضرت غفار رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ رواۃ کے چھٹے طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، امام بخاری (جزء القراءۃ)، امام نسائی اور ابن ماجہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے تین احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۸۔نافع: راجع: ۲۵۹ ۹۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: راجع: ۱۱۷

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

۱۔ i۔الجرح والتعدیل، ج۶، ص۲۳۶ ii۔الثقات، ج۷، ص۲۲۷

Marfat.com

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو پچھترویں (۱۷۵) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے امام اوزاعی رضی اللہ عنہ تک راوی دمشقی، حضرت یحییٰ اور حضرت عمرو بن سعد یمامی اور باقی سارے مدنی ہیں۔

☆ سند میں چار تابعی راوی اور دو صحابی راوی ہیں۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکثرین سبعہ صحابہ میں سے ہیں۔

☆ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔

☆ امام اوزاعی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مبارکہ دو اساتذہ کرام حضرت یحییٰ بن ابی کثیر اور حضرت عمرو بن سعد سے سماعت فرمائی، دونوں کی سندیں مختلف اور متن ایک ہی ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا، انبأنا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ چھ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

سأل :	آپ نے پوچھا۔سوال کیا۔
اتسقت الادحایث:	دونوں احادیث کا مفہوم ومضمون ایک ہے۔
یبدأ:	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع کیا، یا وہ ایک مرد شروع کرے۔
یفرغ:	وہ پانی ڈالے۔
ید :	ہاتھ۔
الیمنیٰ :	دایاں۔
مرتین اوثلاثا:	دو یا تین مرتبہ۔
یدخل :	وہ داخل کرے۔
الاناء:	برتن۔
یصب :	وہ بہائے۔
فرج :	شرمگاہ۔
الیسریٰ:	بایاں۔

Marfat.com

ینقیھا: وہ اسے صاف کرے۔

یستنشق: وہ ناک صاف کرے۔

یمضمض: وہ کلی کرے۔

وجہ: چہرے۔

ذراعیہ: اپنے دونوں بازو۔

اذابلغ: جب وہ پہنچے۔

رأس: سر۔

لم یمسح: وہ مسح نہ کرے۔

افرغ: وہ بہائے۔

ھکذا: اسی طرح۔

ذکر: بیان کیا گیا۔روایت کیا گیا۔

۷۔مسائل ونصائح:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان جواز کے لئے ہے:

علامہ محمد بن عبدالہادی سندھی حنفی لکھتے ہیں:

اس بارے میں کہا گیا ہے کہ اس فرمان میں عموم کو خاص کر دیا گیا ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل میں کبھی مسح کو چھوڑ دیا اور کبھی مسح کیا بھی ہے۔ یہ بیان جواز کے لئے ہے، اور اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ غسل کرنے کی صورت میں مسح خود بخود ہو جاتا ہے، اور تکلیف کو ہٹانے میں ضمنی طور پر ہی مسح کا ہونا کافی ہے، اس میں رافضیوں کا بھی رد ہے، جو کہ پاؤں کے مسح کو واجب کہتے ہیں، بلکہ اس میں پاؤں کے دھونے کی دلالت واضح ہے، نہ کہ مسح کرنے کی، اس لئے پاؤں کا دھونا ہی اصل ہے۔ (۱)

وضو کے بغیر صرف کلی اور ناک صاف کرنے سے بھی غسل ہو جاتا ہے:

غسل جنابت کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ پہلے وضو کیا جائے کیونکہ وضو غسل میں داخل ہے، البتہ اگر صرف کلی اور استنشاق کے ساتھ ساتھ سارے جسم پر پانی بہا لیا جائے تو جمہور اہل علم کے نزدیک غسل پھر بھی معتبر ہوگا، گویا غسل میں ترتیب شرط نہیں۔ اسی

۱۔ حاشیہ سندھی، ج۱، ص۸۲

Marfat.com

طرح سر کے بالوں کا خلال بھی مسنون ہی ہے خصوصاً جب بال زیادہ لمبے ہوں۔ اگر سر کا چمڑا اور بال خلال کے بغیر بھی تر ہو جائیں تو غسل معتبر ہوگا۔ اسی طرح آخر میں پاؤں دھونا بھی مسنون ہے۔

☆ اس روایت میں بھی وضو سے پہلے استنجا کرنے کا ذکر نہیں ہے، تاہم اس کی وضاحت دوسری روایات سے ہو جاتی ہے۔(۱)

اس حدیث کو دو صحابی بیان کر رہے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، نیز دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے بابت روایت آئی ہیں۔ امام نسائی کا مقصود یہ ہے کہ تمام روایات (ان دو صحابہ سے بھی اور دیگر صحابہ سے بھی) اس بیان پر متفق ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل کی ابتدا استنجا سے فرماتے تھے۔

☆ اس حدیث کے آخری الفاظ: (فھکذا کان غسل .....الخ) بھی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں، حدیث کا حصہ نہیں۔

☆ سب سے پہلے دایاں ہاتھ تب دھونا ہے اگر اس پر نجاست لگی ہو یا وہ مشکوک ہو۔

''اگر چاہے'' گویا مٹی پر ہاتھ ملنا ضرورت کی بنا پر ہے۔ اگر نجاست لیس دار ہو تو لیس دور کرنے کے لئے مٹی پر مل لے ورنہ کوئی ضروری نہیں۔ آج کل صابن مٹی کے قائم مقام ہے۔

☆ ''مسح نہ کرے'' کیونکہ سر دھونا ہے تو مسح بے فائدہ ہوگا۔ کسی بھی حدیث میں غسل کے دوران میں صراحتاً مسح کرنے کا ذکر نہیں ہے، البتہ یہ الفاظ ہیں: (توضأ وضوء ہ للصلاۃ غیر رجلیہ) ''آپ نے نماز والا وضو کیا سوائے اپنے پاؤں کے، یعنی پاؤں نہیں دھوئے''۔ ان الفاظ سے کوئی سمجھ سکتا ہے کہ مسح کرنا چاہئے مگر یہاں استثنا دھوئے جانے والے اعضاء کے لحاظ سے ممکن ہے اور یہی درست ہے۔ اس حدیث میں اس کی صراحت ہے (الم یمسح) ''مسح نہ کرے۔'' جبکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرح منقول ہے، کبھی مسح کر لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے جیسا کہ مذکورہ روایت میں ہے۔ جبکہ مسح کرنے کی تائید بظاہر ان الفاظ سے ہوتی ہے: (توضأ وضوء ہ للصلاۃ غیر رجلیہ) بہر حال غسل جنابت میں پہلے وضو کرتے وقت سر کا مسح کرنا ضروری نہیں۔ واللہ اعلم۔(۲)

۸۔ خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

حدیث الباب سے امام نسائی کا استدلال حسب ذیل ہے:

غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح چھوڑ دینا جائز ہے۔

☆ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر کا مسح نہ کرنے کا حکم بیان جواز کے لئے ہے۔

☆ اس حدیث مبارکہ میں ناک صاف کرنے کا حکم پہلے اور کلی کرنے کا حکم بعد میں بیان ہوا ہے، جبکہ باقی احادیث مبارکہ میں،

۱۔ سنن نسائی (فوائد)، ج۱، ص۴۱۸ ۲۔ ایضاً، ص۴۲۰

Marfat.com

کلی پہلے اور استنشاق کا حکم بعد میں ہے، جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وضو اور غسل میں یہ ترتیب فرض نہیں ہے، بلکہ یہ مسنون ہے۔

☆ حضور ﷺ نے غسل جنابت میں اکثر اوقات وضو کرتے ہوئے مسح کیا ہے، البتہ بیان جواز کے لئے ترک کرنے کا بھی فرمایا ہے۔ جس سے دونوں طریقے سنت قرار پا گئے۔

☆ وضو میں مسح صرف سر کا ہے، پاؤں کا نہیں ہے۔ پاؤں کا دھونا ہی فرض ہے۔

☆ غسل کرتے ہوئے چونکہ سر پر ہاتھ پھیرے جاتے ہیں، اور بالوں کو ہاتھوں سے چھوا جاتا ہے، اس لئے یہ مسح کے قائم مقام ہے۔

☆ غسل کے تین فرض ہیں:

۱۔ کلی کرنا یا غرارے کرنا۔

۲۔ ناک صاف کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا۔

۳۔ پورے بدن پر ایک دفعہ پانی بہانا۔

بَابُ اسْتِبْرَاءِ الْبَشْرَةِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

باب ۱۹: غسلِ جنابت بھی جسم کی ساری جلد تک پانی پہنچانا

غسل جنابت کرتے ہوئے جسم کے ظاہری حصہ کی کھال تک پانی کا پہنچنا فرض ہے، اگر بال برابر بھی کوئی جگہ خشک رہ جائے، تو پاکی حاصل نہ ہوگی، اس باب میں اسی امر کا بیان ہے، اس باب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے دو احادیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے، پچھلے باب میں غسلِ جنابت کے وضو میں سر کا مسح ترک کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں جسم کی ساری جلد تک پانی پہنچانے کا بیان ہے، دونوں ابواب جنابت کے غسل سے متعلق ہیں۔

۴۲۱۔ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُخَلِّلُ رَأْسَهُ بِأَصَابِعِهِ حَتَّى إِذَا خُيِّلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدِ اسْتَبْرَأَ الْبَشَرَةَ غَرَفَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

حضور ﷺ جب غسل جنابت فرماتے، تو (سب سے پہلے) اپنے ہاتھ دھوتے، پھر نماز والا وضو فرماتے، پھر انگلیوں کے ساتھ سر کا خلال کرتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو جلد تک پہنچنے کا یقین ہو جاتا، پھر تین چلو پانی سر پر ڈالتے، پھر سارا جسم دھوتے۔

Marfat.com

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت درمیانی حصہ کے حسب ذیل جملہ میں ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگلیوں کے ساتھ سر کا خلال کرتے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جلد تک پانی پہنچنے کا یقین ہو جاتا۔

۲۔اطراف:

مسلم:۳۱۶، احمد:۲۳۴۱۱، تحفۃ الاشراف:۱۷۱۰۸

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں پانچ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

۱۔علی بن حجر: راجع:۱۳ ۲۔علی بن مسہر: راجع:۶۶

۳۔ھشام بن عروہ: راجع:۱۴۶ ۴۔عروہ بن زبیر: ایضاً

۵۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع:۱۱۲

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو انچاس ویں (۱۴۹) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی مروزی، دوسرے کوفی اور باقی مدنی ہیں۔

☆ یہ بیٹے کی باپ سے اور بھانجے کی خالہ سے روایت ہے۔

☆ آخری تینوں راوی فقیہہ ہیں۔

☆ حضرت ہشام رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ فقہاء سبعہ مدینہ منورہ میں سے ہیں۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ مسلسل چوتھی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظِ روایت اخبرنا، حدثنا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

Marfat.com

۶۔لغات:

الجنابة: ناپاکی۔جنابت۔

یخلل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلال کرتے۔

راس: سر۔

اصابع: انگلیاں۔

اذاخیل: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیال کرتے۔

قداستبرأ: پانی پہنچنے کا یقین ہونا۔

البشرة: جلد۔ظاہری چمڑا۔

غرف: آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلو لیتے۔

جسد: جسم اطہر۔

۴۲۲۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ :حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوِ الْحِلَابِ، فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسلِ جنابت کرتے ،تو حلاب کی مثل کوئی برتن منگواتے، پھر ہتھیلی میں پانی لے کر سر کی دائیں جانب سے ابتداء کرتے، پھر بائیں جانب، پھر دونوں ہاتھوں سے سر کے درمیان میں پانی ڈالتے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے:

حدیث مبارکہ میں غسلِ جنابت میں پانی جسم پر بہانے کے سنت طریقہ کو بیان کیا گیا ہے؛ کہ پہلے سر کے دائیں جانب، پھر بائیں جانب، پھر سر کے درمیان سے پانی ڈالا جائے، اس طرح پورے بدن کو دھویا جائے۔

پچھلی حدیث مبارکہ میں جسم کی جلد تک پانی پہنچنے کے یقین ہونے کا بیان تھا، اور اس حدیث مبارکہ میں پانی پہنچانے کے سنت طریقہ کا بیان ہے، یہی حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان سے مطابقت ہے۔

Marfat.com

۱۔اطراف:

بخاری: ۲۵۸، مسلم: ۳۱۸، ابوداؤد: ۲۴۰، تحفۃ الاشراف: ۱۷۴۴۷

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں پانچ راوی ہیں، جن میں سے چار کا تعارف گذر چکا ہے، حضرت ضحاک بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی سپردِ قلم کیے جاتے ہیں:

۱۔محمد بن المثنیٰ: راجع: ۸۰

۲۔حضرت ضحاک بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ:

نام ونسب:

ضحاک کے نام، ابو عاصم کنیت اور نبیل لقب تھا، نسب نامہ یہ ہے:

ضحاک بن مخلد بن الضحاک بن مسلم بن الضحاک۔

شیبانی اور بصری کی نسبتوں سے شہرت پائی، بعض علماء کا خیال ہے کہ بنو شیبان کے غلام تھے، لیکن بعض کی رائے کے مطابق بنو شیبان سے خاندانی نسبت حاصل تھی۔(۱)

مولد:

۱۲۲ ہجری میں بمقام بصرہ پیدا ہوئے۔(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ امام ابو عاصم اصلاً مکی تھے، بعد میں بصرہ منتقل ہو گئے تھے۔(۳)

لقب کی وجہ تسمیہ:

ان کے نبیل کے لقب سے مشہور ہو جانے میں مختلف باتیں بیان کی جاتی ہیں، کہا جاتا ہے کہ ایک بار بصرہ میں اتفاق سے ہاتھی آ گیا، جو وہاں کے لوگوں کے لئے ایک عجوبہ تھا، اس لئے اس کو دیکھنے کے لئے سب لوگ اپنے کام چھوڑ کر باہر نکل آئے، امام ابو عاصم اس وقت ابن جریج کے حلقہ درس میں تھے، وہ اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں۔ ابن جریج نے ان سے کہا کہ تم ہاتھی دیکھنے نہیں گئے؟ فرمایا: ہاتھی تو کبھی پھر دیکھ سکتا ہوں، لیکن آپ کے اس درس کا بدل کہاں ملے گا۔ اس جواب سے خوش ہو کر ابن جریج نے فرمایا ''انت النبیل'' اس روایت کی صحت مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اسی قسم کی ایک نہایت مستند روایت یحییٰ مصمودی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی منقول ہے، قیاس ہے کہ غلط فہمی سے اس کا انتساب زیر نظر واقعہ میں ہو گیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابو عاصم کے عمدہ کپڑے زیب تن کرنے

۱۔ تھذیب التھذیب، ج ۴، ص ۴۵۰ ۲۔ خلاصہ تذہیب، ص ۱۷۷ ۳۔ تھذیب، ج ۴، ص ۴۵۳

Marfat.com

کے باعث انہیں نبیل کا لقب ملا، اسی طرح یہ روایت بھی ملتی ہے کہ بڑی اور لمبی ناک ہونے کے باعث نبیل کہا جانے لگا۔(۱) راقم سطور کے خیال میں مذکورہ بالا وجوہ کے مقابلہ میں علامہ ذہبی کی یہ رائے زیادہ وزن رکھتی ہے کہ امام ابوعاصم اپنی شرافت، نیکی اور صالحیت کے باعث نبیل کے لقب سے ملقب ہوئے۔(۲)

فضل وکمال:

علم وفضل کے اعتبار سے نہایت بلند مقام حاصل تھا، حدیث وفقہ دونوں پر یکساں عبور رکھتے تھے، وسعت علم اور قوت حافظہ میں ان کا ثانی کم ہی مل سکے گا، اہل تذکرہ شیخ الاسلام اور الحافظ کے القاب سے ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ابن عماد الحنبلی لکھتے ہیں:

کان واسع العلم ولم یرفی یدہ کتاب قط (۳)

''وہ بہت وسیع العلم تھے، ان کے ہاتھ میں کبھی کوئی کتاب نہیں دیکھی گئی۔''

شیوخ وتلامذہ:

جن نامور حفاظ حدیث کے خرمن علم سے انہیں خوشہ چینی کی سعادت نصیب ہوئی، ان میں کبار تبع تابعین کے علاوہ اجلہ تابعین کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں۔کچھ نمایاں نام یہ ہیں:

حضرت امام مالک بن انس، ہشام بن حسان، سلیمان التیمی، ابن عجلان، ابن ابی ذئب، ابن جریج، امام اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز، حیوۃ بن شریح، زکریا بن اسحاق، سفیان ثوری، امام شعبہ، سعید بن ابی عروہ، عبدالحمید بن جعفر، عمر بن سعید، قرہ بن خالد۔

خود امام ابوعاصم سے حدیث کی روایت اور سماعت کرنے والے نامور علماء میں امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن المدینی، بندار ابوخیثمہ، یعقوب الدورقی، حارث بن اسامہ، محمد بن حبان وغیرہ شامل ہیں۔(۴) مزید برآں ان کے شیوخ میں سے جریر ابن حازم اور معاصر علماء میں امام اصمعی نے بھی ان سے بعض روایتیں کی ہیں، جو بجائے خود ابوعاصم کے علم وفضل پر شاہد عدل ہے۔

قوت حافظہ:

انہوں نے حافظہ نہایت قوی پایا تھا۔اسی وجہ سے ان کا دماغ ہزاروں حدیثوں اور مسائل فقیہ کا مخزن بن گیا تھا، درس ہمیشہ زبانی ہی دیا کرتے تھے، علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ:

لم یحدث قط الا من حفظہ (۵)

''انہوں نے ہمیشہ حافظہ سے حدیثیں روایت کیں۔''

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۴، ص۴۵۲ ۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۳۳۶ ۳۔ شذرات الذہب، ج۲، ص۱۲۸

۴۔ تہذیب التہذیب، ج۴، ص۴۵۱ ۵۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۳۳۶

Marfat.com

ابوداؤد شہادت دیتے ہیں کہ امام ابوعاصم کو ایک ہزار بہترین حدیثیں زبانی ازبر تھیں۔(۱) ابن خراش کا بیان ہے کہ:

لم یرفی یدہ کتاب قط (۲)

''ان کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی گئی۔''

تعدیل وتوثیق:

امام ابوعاصم کی عدالت وثقاہت، تثبت واتقان اور صداقت پر تمام علماء ومحققین بیک زبان متفق ہیں۔(۳)

علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ:

کان ابو عاصم ثقة فقیھا (۴)

''ابوعاصم ثقہ اور فقیہ تھے۔'' عجلی کا بیان ہے

کان ثقة کثیر الحدیث و کان له فقه (۵)

''وہ ثقہ کثیر الحدیث اور فقیہ تھے۔''

محمد بن عیسیٰ الزجاج کہتے ہیں:

قل لی ابو عاصم کل شیی حدثتك حدثونی به لانی مادلست قطّ

''مجھ سے ابوعاصم نے خود کہا کہ میں نے جو کچھ حدیثیں تم سے بیان کی ہیں، وہ فی الواقع اسی طرح میرے شیوخ نے مجھ سے بیان کی ہیں، میں کبھی تدلیس کا مرتکب نہیں ہوا۔''

علاوہ ازیں ابن قانع، ابن معین اور ابن حبان نے بھی بصراحت انہیں ثقہ اور صدوق قرار دیا ہے۔

اعتراف علماء:

ان کے گوناگوں کمالات کی وجہ سے معاصر علماء ان کا بڑا احترام کرتے تھے اور ان کے علم وفضل کو سراہتے تھے۔ عمر بن شیبہ فرماتے ہیں کہ بخدا میں نے ان کا ثانی اور مثل نہیں دیکھا۔ واللہ مارأیت مثلہ (۶) حمدان بن علی الورق بیان کرتے ہیں کہ ۲۱۲ ہجری میں ہم لوگ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور ان سے حدیث روایت کرنے کی درخواست کی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

تسمعون منی وابو عاصم فی الحیوة ذاھبوا الیه (۷)

۱۔ تذکرہ الحفاظ، ج۱، ص۳۳۶ ۲۔ تہذیب التہذیب، ج۴، ص۴۵۱ ۳۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۷۱

۴۔ طبقات ابن سعد، ج۷، ص۴۹ ۵۔ تہذیب التہذیب، ج۴، ص۴۵۱ ۶۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۷۱

۷۔ تہذیب التہذیب، ج۴، ص۲۵۲

Marfat.com

تم لوگ مجھ سے سماعت کرتے ہو، حالانکہ ابوعاصم باحیات ہیں، ان کے پاس جاؤ۔

فضائل اخلاق:

امام ابوعاصم کو علم کے ساتھ عملی دنیا میں بھی ایک امتیازی مقام حاصل تھا، تاحیات کسی کی غیبت سے اپنی زبان کو آلودہ نہیں کیا، امام بخاری فرماتے ہیں:

سمعت ابا عاصم یقول ما اغتبت احداً قط منذ عقلت ان الغیبة حرام (۱)

''میں نے ابوعاصم کو کہتے سنا کہ جب سے مجھے علم ہوا کہ غیبت حرام ہے میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔''

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علم حدیث حاصل کرتا ہے، وہ گویا دنیا کی بیش وبہا دولت جمع کرتا ہے اور وہ روئے زمین کے انسانوں میں سب سے افضل وبرتر ہے، اس لئے ہر شخص کو ایسا ہی ''خیر الناس'' بننا چاہئے۔ (۲)

وفات:

۴ ذی الحجہ ۲۱۲ھ کو بمقام بصرہ رحلت فرمائی۔ (۳) انتقال کے وقت ۹۰ سال چند ماہ زائد عمر تھی۔ (۴) سال وفات کے بارے میں اکثر علماء نے یہی سنہ اختیار کیا ہے، ورنہ ۲۱۱ ہجری ۲۱۳ھ اور ۲۱۴ ہجری کے اقوال بھی ملتے ہیں۔ (۴) (۵)

۳۔ حنظلہ بن ابی سفیان: راجع: ۱۲ ۴۔ القاسم: راجع: ۱۶۶

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع: ۱۱۲

۴۔ حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔ خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت خماسیاتِ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو پچاس ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ اجل ہیں۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ مسلسل پانچویں حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند کے پہلے دو راوی بصری، تیسرے مکی اور آخری دو مدنی ہیں۔

۱۔ العبر، ج۱، ص۳۶۲ ۲۔ خلاصہ تذہیب، ص۱۷۷ ۳۔ طبقات ابن سعد، ج۷، ص۴۹

۴۔ تہذیب التہذیب، ج۴، ص۴۵۲ ۵۔ سیر الصحابہ، ج۹، ص۱۶۹۔۱۷۲

Marfat.com

☆ یہ بھتیجے (قاسم) کی اپنی پھوپھی (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پوتے ہیں۔

☆ حضرت قاسم فقہاء سبعہ تابعین مدینہ منورہ میں سے ہیں۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکثرین سبعہ رواۃ میں سے ہیں۔

☆ حضرت محمد بن المثنی رحمۃ اللہ علیہ ان نوشیوخ سے ایک ہیں، جن سے آئمہ صحاح ستہ براہ راست روایت لیتے ہیں، یعنی آپ آئمہ صحاح ستہ کے استاد ہیں۔

☆ امام بخاری، مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی سند سے روایت کی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

دعا بشئی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی برتن منگواتے۔

نحو الحلاب: حلاب جیسا، حلاب وہ برتن جس میں اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا تھا۔

اخذ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پکڑتے۔

کف: ہتھیلی۔

بدأ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع فرماتے۔

یشق: جانب۔

الایمن: دائیں۔

الایسر: بائیں۔

۷۔مسائل ونصائح:

حلاب کا معنیٰ ومفہوم:

حلاب بکسر حائے مہملہ وتخفیف لازم بروزن کتاب، ایک برتن ہے جس میں دودھ دوہا جاتا ہے، خطابی نے کہا حلاب وہ برتن ہے جس میں ایک اونٹنی کا دودھ سما جائے یہی مشہور ہے اور صحیح روایت میں ازہری نے کہا یہ لفظ جلاب ہے بضم جیم معجمہ اور تشدید لام مراد اس سے گلاب ہے یعنی خوشبو کے لئے آپ گلاب منگواتے سر میں لگانے کو، اور بخاری نے شاید یہی معنی سمجھے کیونکہ انہوں نے ترجمہ باب یوں کیا ہے اس شخص کے بیان میں جس نے جلاب اور خوشبو سے غسل شروع کیا، بعضوں نے کہا یہ لفظ جلاب ہے بکسر حائے مہملہ

Marfat.com

بمعنی ظرف، اور مراد خوشبو کا ظرف ہے اور یہی صحیح ہے۔(۱)

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حلاب اس برتن کو کہتے ہیں، جس میں اونٹنی کا ایک مرتبہ دوہا ہوا پورا دودھ سما سکے۔(۲)

غسل کرنے کا مستحب طریقہ:

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ غسل کرنے کے لئے پانی کا برتن تیار کیا جائے، پھر پہلے دائیں، پھر بائیں اور پھر سر کے درمیان میں پانی ڈالا جائے۔(۳)

غسل جنابت میں غرارے اور ناک میں پانی چڑھانے کی فرضیت کی تحقیق:

علامہ ابوالحسن علی بن خلف ابن بطال مالکی قرطبی لکھتے ہیں:

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ غسل جنابت میں وضوء کرنا فرض نہیں ہے اور جب غسل جنابت سے وضو کی فرضیت ساقط ہوگئی تو کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی فرضیت بھی ساقط ہوگئی اور اس باب کی حدیث میں جو کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر ہے تو وہ حصول فضیلت کا ذکر ہے۔(۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے علامہ ابن بطال کی اس عبارت کو نقل کر کے یہ لکھا ہے کہ غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب نہیں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا حصول فضیلت کے لئے ہے، سو یہ مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔(۵)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی ان دونوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے اور وجوب کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ غسل جنابت میں کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور کبھی اس کو ترک نہیں کیا اور کسی حدیث میں اس کو ترک کرنے کا ذکر نہیں ہے۔(۶) علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن الہمام لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبی کے لئے تین مرتبہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض قرار دیا۔(۳) لیکن اس پر اجماع ہے کہ اس سے دو مرتبہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا خارج ہے اور اس حدیث کی سند ضعیف ہے (تو ایک ایک مرتبہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے)۔(۷)(۸)

۱۔ سنن نسائی (وحید کتب خانہ)، ج ۱، ص ۱۷۴ ۲۔ نعمۃ الباری، ج ۱، ص ۳۶۷ ۳۔ ایضاً

۴۔ شرح ابن بطال، ج ۱، ص ۳۸۶ ۵۔ فتح الباری، ج ۱، ص ۷۹۱

۶۔ عمدۃ القاری، ج ۳، ص ۳۰۶ ۷۔ سنن دارقطنی، ج ۱، ص ۱۱۵ ۸۔ فتح القدیر، ج ۱، ص ۶۲

Marfat.com

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

باب مذکور کی دونوں احادیث سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حسب ذیل ہے:

غسل جنابت کرتے ہوئے پانی کا جلد تک پہنچانا فرض ہے، اس لئے اس امر کا اطمینان اور تسلی کرنا ضروری ہے کہ پانی جسم کی ساری جلد تک پہنچ گیا ہے، اس کے لئے سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے سر کے بالوں کا خلال کیا جائے پانی بہانے کی ابتداء سر کے دائیں جانب، پھر بائیں جانب اور پھر سر کے درمیان سے کی جائے، اور پورے بدن پر تین دفعہ پانی بہایا جائے، تین دفعہ پانی بہانے سے اطمینان اور صفائی حاصل ہوتی ہے۔

☆ غسل کرنے کے لئے پانی کے برتن کا بندوبست کرنا مستحب ہے۔

☆ سر کو اور باقی سارے بدن کو تین دفعہ دھونا سنت ہے۔

☆ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طریق پر غسل فرماتے تھے، لفظِ کان استمرار پر دلالت کرتا ہے۔

☆ دائیں جانب سے ابتداء کرنا مستحب عمل ہے۔

☆ غسل میں ہاتھ کے چلو سے پانی ڈالنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔(۱)

۱۔ نعمۃ الباری، ج۱، ص۳۷۷

Marfat.com

بَابُ مَا يَكْفِي الْجُنُبَ مِنْ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَيْهِ

باب ۲۰: جنبی کے لئے سر پر کتنا پانی بہانا کافی ہے؟

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۱۵۸) میں بھی قائم فرمایا ہے، دونوں جگہ پر حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت کو بامعنیٰ روایت کیا ہے، البتہ کتاب الطھارۃ میں ایک حدیث کو مستدل بنایا تھا، اور یہاں پر دو احادیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے، پچھلے باب میں جنبی کے لئے سارے جسم کی جلد تک پانی پہنچانے کا بیان تھا، اور اس باب میں سر پر پانی بہانے کی مستحب مقدار کا بیان ہے۔

۴۲۳۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ :حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ يُحَدِّثُ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا لَفْظُ سُوَيْدٍ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غسل کا ذکر کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتا ہوں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث کے الفاظ حضرت سوید بن نصر رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت درج ذیل الفاظ میں ہے:

میں اپنے سر پر تین دفعہ پانی بہاتا ہوں۔

۲۔ اطراف:

راجع: ۲۵۰

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں آٹھ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

۱۔ عبیداللہ بن سعید:	راجع: ۱۵	۲۔ یحییٰ:	راجع: ۱۳۳
۳۔ شعبہ:	راجع: ۱۱۰	۴۔ سوید بن نصر:	راجع: ۵۵

Marfat.com

۵۔عبداللہ بن مبارک: راجع:۲۲۹ ۶۔ابواسحاق: راجع:۲۳۰

۷۔حضرت سلیمان بن صرد: راجع:۲۵۰ ۸۔جبیر بن مطعم: ایضاً

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصات سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو چھہترویں (۱۷۶) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ اور اکثر آئمہ محدثین میں سے ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی سرخسی، اگلے دو بصری، حضرت سوید اور حضرت عبداللہ بن مبارک مروزی، حضرت ابواسحاق رحمہم اللہ اور حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کوفی اور حضرت جبیر رضی اللہ عنہ مدنی ہیں۔

☆ سند میں تحویل ہے، جو کہ سند کی تقویت کی علامت ہے، اور بعض کے نزدیک تحویل سند کے ضعف کی علامت ہے۔

☆ سند میں دو صحابی (حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ اور حضرت جبیر رضی اللہ عنہ) راوی ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، انبانا، سمعت ایک ایک دفعہ، حدثنا دو دفعہ اور عنعنہ پانچ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

نوٹ: سند کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۳، ص۲۱۷ پر گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع:۲۵۰

۴۲۴۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ :حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُخَوَّلٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا

حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل فرماتے، تو سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے۔

ا۔مطابقت:

حدیث مبارکہ میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پر تین دفعہ پانی ڈالنے کا عمل بیان ہوا ہے، جس سے ثابت ہوا کہ غسل کرنے کے لئے پورے بدن پر تین دفعہ پانی ڈالنا کافی ہے، یہی حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان سے مطابقت ہے۔

Marfat.com

۲۔اطراف:

راجع:۲۵۰

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، جن میں سے پانچ کا تعارف گذر چکا ہے، حضرت مخول بن راشد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات لکھتے جاتے ہیں:

۱۔محمد بن عبدالاعلیٰ: راجع:۵ ۲۔خالد: راجع:۱۴۵

۳۔شعبہ: راجع:۱۱۰

۴۔مخوّل:

آپ کا نام محمد کے وزن پر ابوراشد مخوّل بن ابوالمجالد راشد مناط کوفی (م:۱۴۰ھ) ہے، آپ رواۃ کے چھٹے طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، اہل علم آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، آپ کی طرف تشیع کی نسبت کی گئی ہے، آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے تین احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۵۔امام باقر رحمۃ اللہ علیہ: راجع:۱۸۲ ۶۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: راجع:۱۳۸

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو ستترویں (۱۷۷) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے تین راوی بصری، چوتھے کوفی، اور آخری دو مدنی ہیں۔

☆ سند میں تابعی راوی حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو آئمہ اہل بیت میں سے ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ i۔ الجرح والتعدیل، ج۸، ص۳۹۸ ii۔ الثقات، ج۷، ص۵۱۵

Marfat.com

۶۔لغات:

راجع: ۲۵۰

۷۔مسائل ونصائح:

دونوں احادیث کی شرح اور غسل سے متعلق ضروری مسائل فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۱۷۷۔۱۸۵ گزر چکے ہیں، وہاں ابحاث کے عناوین حسب ذیل ہیں:

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

باب مذکور کی دونوں احادیث سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حسب ذیل ہے:

جنبی کو غسل کرنے کے لئے تین چلو پانی سر پر بہانا چاہیے، اور پھر پورے بدن کو بھی تین تین دفعہ دھونا چاہیے۔

☆ تین چلو پانی میں حصر نہیں ہے بلکہ اصل غسل کرنے کے لئے جسم پر پانی بہانا ہے وہ کم یا زیادہ بھی ہو سکتا ہے البتہ نہاتے وقت اسراف کرنا منع ہے۔

☆ پانی کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی اقدامات کرنے بھی ضروری ہیں اسی طرح حکومتی زعماء کو عملی نمونہ بھی پیش کرنا چاہئے۔

☆ علم کے لئے مناظرہ اور بحث مستحسن امر ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں غسل کے مسئلہ پر بحث و تمحیص کی۔

☆ بعض معاصر شارحین نے لکھا ہے کہ دوران غسل اگلی اور پچھلی شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جائے گا یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ غسل کے شروع میں وضو طہارت کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ تنظیف کے لئے ہوتا ہے وگرنہ جب تک غسل نہ ہو تو وضو کیسے ہوگا اسی طرح بہت ساری احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ شرمگاہوں کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ دونوں چیزیں جسم کا حصہ ہیں اس کی مکمل تفصیل حدیث نمبر (۱۶۵) کے ضمن میں جلد ثانی میں گذر چکی ہے۔

☆ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی صحابی کا رد کرنے کی بجائے اپنے عمل کو بیان کیا یہ بہت اعلیٰ طریقہ تعلیم و تدریس ہے آج تمام اساتذہ اور قائدین کو یہ فکر اپنانے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْعَمَلِ فِی الْغُسْلِ مِنَ الْحَیْضِ باب ۲۱: ماہواری کے غسل کا عمل

امام نسائی نے یہ باب کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۱۵۹) میں بھی قائم کیا ہے، وہاں اور یہاں دونوں مقامات پر ایک ہی حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے، دونوں جگہ روایت بالمعنیٰ ہے، البتہ سندیں مختلف ہیں۔ پچھلے باب میں جنبی کے لئے کفایت کرنے والے پانی کا بیان تھا، اور اس باب میں عورت کے لئے ماہواری سے فارغ ہونے کے بعد کیے جانے والے غسل میں خوشبو وغیرہ کے استعمال کرنے کا بیان ہے، اس طرح دونوں ابواب حالتِ جنابت کے بعد والے غسل سے متعلق ہیں۔

۴۲۵۔ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ :حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ :حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ :حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ :يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهُورِ؟ قَالَ :خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا .قَالَتْ :كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ قَال :تَوَضَّئِي بِهَا .قَالَتْ :كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ قَالَتْ :ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ وَأَعْرَضَ عَنْهَا، فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ لِمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ :فَأَخَذْتُهَا وَجَبَذْتُهَا إِلَيَّ فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ماہواری سے فارغ ہوکر کیسے غسل کروں؟ روئی کے کستوری لگے پارچہ سے نظافت حاصل کرو۔ اس نے دوبارہ پوچھا: میں اس سے کیسے نظافت حاصل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: تو اس سے نظافت حاصل کر؟ اس نے سہ بارہ پوچھا: میں کیسے کروں؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''سبحان اللہ'' پڑھا، اور اس سے چہرہ انور پھیر لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد سمجھ گئی، میں نے اس عورت کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا، اور اسے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد سمجھایا۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان سے مطابقت حسب ذیل ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہواری کے غسل میں کستوری لگے پارچہ سے نظافت حاصل کرنے کا فرمایا، تاکہ حیض کی بدبو وغیرہ منقطع ہوجائے۔ یہی باب کے عنوان کا مقصد ہے۔

Marfat.com

۲۔اطراف:

راجع:۲۵۱

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، جن میں سے تین کا تعارف گذر چکا ہے، حضرت حسن بن محمد، حضرت عفان اور حضرت وہیب کے حالات قلم بند کئے جارہے ہیں۔

۱۔حضرت حسن بن محمد:

آپ کا نام ابوعلی حسن بن محمد بن الصباح زعفرانی بغدادی (م:۲۶۰ھ) ہے، آپ رواۃ کے دسویں طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، اہل علم آپ کی ثقاہت تثبت اور اتقان پر متفق ہیں، آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علامہ زعفرانی نے بیان کیا: کہ جب میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ''کتاب الرسالہ'' پڑھا، تو آپ نے پوچھا: تو عرب کے کون سے خطہ کا باشندہ ہے؟ میں نے بتلایا: میں عربی نہیں ہوں، بلکہ میں زعفرانی بستی کا رہنے والا ہوں۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہوکر فرمایا: تو اس بستی کا سردار ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور آئمہ سنن اربعہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے اٹھارہ (۱۸) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۲۔حضرت عفّان بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

نام ونسب:

نام عفان، کنیت ابوعثمان الصفار اور باپ کا اسم گرامی مسلم تھا۔(۲) عزرہ بن ثابت الانصاری کے غلام تھے، اسی باعث انصاری کہے جاتے ہیں، بصری وطن کی طرف نسبت ہے، صفار کی وجہ تسمیہ معلوم نہ ہوسکی، اغلباً یہ لقب ہوگا۔

ولادت:

ان کی سال ولادت کے بارے میں کوئی یقینی ثبوت نہیں ملتا، البتہ ابن سعد ایک روایت کی بنیاد پر محققین نے قیاس آرائی کی ہے کہ وہ ۱۳۴ ہجری میں پیدا ہوئے، چنانچہ محمد بن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ:

''میں نے ۲۱۰ ہجری میں عفان بن مسلم کو یہ کہتے سنا کہ اس وقت میری عمر ۷۶ برس ہے۔''

چونکہ ابن سعد کو عفان سے تلمذ کی سعادت نصیب ہوئی، اس لئے ان کا بیان قرین صحت ہوسکتا ہے۔(۳)

۱۔ i۔ الجرح والتعدیل، ج۳، ص۳۶ ii۔ الثقات، ج۸، ص۱۷۷ ۲۔ خلاصہ تذھیب، ص۲۶۸

۳۔ تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۲۱۹

Marfat.com

وہ اصلاً بصرہ کے رہنے والے تھے اور وہی ان کا مولد ومنشاء بھی ہے، لیکن بعد میں ترک وطن کر کے بغداد میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔

فضل وکمال:

امام عفان علمی حیثیت سے ائمہ اسلام اور علمائے اعلام میں شمار کیے جاتے ہیں، وہ حدیث کے اہم ستون تھے، بغداد میں ان کی ذات علم کا مرکز ومنبع تھی، جہاں سے اقصائے عالم کے وارفتگان نے اپنی دنیائے علم آراستہ کی۔

علاوہ ازیں حق گوئی، راست بازی، اتباع سنت اور تثبت واتقان میں ان کی مثال کم ملتی ہے، اہل تذکرہ نے بہت نمایاں طور پر ان کے فضل وکمال کا اعتراف کیا ہے۔ ابن عماد الحنبلی رقمطراز ہیں:

احدار کان الحدیث نزل بغداد ونشربها علم (۱)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

محدث بغداد الحافظ الثبت هو من مشائخ الاسلام والائمة الاعلام (۲) وہ محدث بغداد اور حافظ ثبت تھے، اسی طرح ان کا شمار اسلام کے بلند مرتبہ شیوخ اور ائمہ میں ہوتا ہے۔

شیوخ وتلامذہ:

انہوں نے جن کبار شیوخ سے حدیث کی تحصیل وروایت کی ان میں شعبہ، حماد بن سلمہ، سلیمان بن مغیرہ، ہمام بن یحییٰ، حماد بن زید، وہیب بن خالد، ابوعوانہ، عبداللہ بن ابوبکر، عبدالوارث بن سعید اور سلیم بن حیان کے نام لائق ذکر ہیں۔

اسی طرح حضرت امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، ابوخثیمہ، خلف بن سالم، محمد بن سعد، کاتب الواقدی، قتیبہ بن سعید، علی بن المدینی، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابراہیم بن اسحاق، ابوزرعہ، ابوحاتم الرازی، بندار، اسحاق بن راہویہ، محمد بن یحییٰ الذہلی اور قتیبہ بن سعید رحمہم اللہ وغیرہ بکثرت نامور ائمہ ان سے تلمذ کا شرف رکھتے ہیں۔ (۳)

جرح وتعدیل:

تقریباً تمام علمائے فن نے امام عفان کی ثقاہت، تثبت، اتقان پر مہر مسلم کی ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر عفان کی روایت میرے موافق ہو تو پھر مجھے کسی اور کی مخالفت کی پرواہ نہیں۔ (۴)

امام احمد کا ارشاد ہے:

مارایت احدا احسن حدیثاً منه عن شعبة (۵) ”میں نے حضرت شعبہ سے روایت کرنے والا کسی کو امام عفان سے بہتر نہیں دیکھا“۔

۱۔ شذرات الذہب، ج۲، ص۴۷۲ ۲۔ تذکرۃ الحافظ، ج۱، ص۳۴۸، میزان الاعتدال ج۱، ص۳۰۲

۳۔ تہذیب التہذیب، ج۷، ص۲۳۰۔۲۳۱ ۴۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۳۴۸ ۵۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۰۲

Marfat.com

حافظ ابن معین تو ان کے مرتبہ تثبت کی بلندی کے اس حد تک معترف تھے کہ وہ جرح وتعدیل کے مشہور آفاق امام عبدالرحمٰن بن مہدی پر بھی عفان کو ترجیح دیتے تھے۔

یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ:

کان عفان ثقہ تثبتاً متقناً صحیح الکتاب قلیل الخطاء والسقط

''امام عفان ثقہ، ثبت اور متقن تھے۔ان کی کتاب صحیح تھی، جس میں غلطی وغیرہ کم تھی''۔

ابن خراش فرماتے ہیں:

عفان بن مسلم بصری ثقۃ من خیار المسلمین (۱) ''امام عفان بصرہ کے رہنے والے ثقہ اور بہترین لوگوں میں تھے''۔

اس کے ساتھ بعض علماء نے ان پر نقد وجرح کا حق بھی ادا کیا ہے، کہا جاتا ہے کے وفات سے ایک سال قبل یعنی ۲۱۹ ہجری میں وہ سوء حفظ کے شکار ہو گئے تھے۔جس کی وجہ سے تخلیط روایات کے مرتکب ہو جاتے تھے، حضرت ابوخیثمہ کہتے ہیں کہ ہم نے عفان کے انتقال سے چند ماہ قبل ان کی روایات قبول کرنا ناپسند کر دیا تھا۔اس کے علاوہ سلیمان بن حرب نے انہیں ''ردی الحفظ'' اور ''ابلی الفہم قرار دیا ہے''

اس تمام جرح کا شافعی جواب حافظ ذہبی نے میزان میں دیا ہے، چنانچہ تخلیط کے متعلق وہ لکھتے ہیں:

ھذا التغیر من تغیر مرض الموت وماضرہ لانہ ماحدث فیہ بخطاء (۲) یہ تغیر (سوء حافظہ) مرض موت میں پیدا ہوا، لیکن اس سے ان کی ثقاہت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا، کیونکہ اس زمانہ میں بھی انہوں نے کوئی غلط حدیث روایت نہیں کی۔

اور سلیمان بن حرب کے اعتراض کے بارے میں ذہبی کی رائے ہے:

عفان اجل واحفظ من سلیمان وھو نظیرہ وکلام النظراء والاقران ینبغی ان یتامل ویتانی فیہ (۳)

عفان سلیمان سے زیادہ جلیل المرتبت حافظ تھے، پھر وہ ان کے معاصر تھے، اور معاصرین کی رائے محل غور اور لائق نظر ہوتی ہے۔

اتباع سنت:

حدیث نبوی ﷺ سے غیر معمولی شغف کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ سنت کی اتباع نہایت شدت کے ساتھ کرتے تھے، جو بات بھی شریعت نبوی ﷺ کے شفاف دامن پر داغ محسوس ہوتی، ہمیشہ اس سے محترز رہتے، خواہ اس راہ میں کتنے شدائد سے دوچار ہونا پڑے، غالباً اسی تمسک بالسنہ کے باعث عجلی انہیں ''صاحب السنۃ'' کہتے ہیں۔(۴)

راست گوئی اور استغناء:

امام عفان کی زندگی کا ایک درخشاں باب حق گوئی اور اس کے ساتھ شانِ بے نیازی بھی تھی۔حق کے معاملہ میں کبھی نہ تو ارباب

۱۔ تاریخ بغداد، ج۱، ص۲۷۶ ۲۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۰۳ ۳۔ ایضاً، ص۲۰۲ ۴۔ تہذیب التہذیب، ج۷، ص۲۳۱

Marfat.com

سطوت کے سامنے سرخم تسلیم کیا اور نہ مال وزر کی حرص ان کے پائے استقامت کو متزلزل کر سکی۔

بر روایت صحیح منقول ہے کہ ایک بار ان کو دس ہزار دینار اس غرض کے لیے دیئے جا رہے تھے کہ فلاں شخص کی تعدیل کے بارے میں سکوت اختیار کر لیں، نہ اسے عدول کہیں اور نہ غیر عدول، لیکن امام عفان نے اس پیشکش کو رد کر دیا اور فرمایا کہ:

لاابطل حق من الحقوق (۱)

''میں کسی شخص کا حق ختم نہیں کر سکتا''

اسی طرح حضرت فلاس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے امام عفان کو دو ہزار درہم دے کر کہا کہ آپ فلاں آدمی کی عدالت پر مہر تصدیق ثبت فرما دیجئے۔

امام موصوف نے ایسا کرنے سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ میں ایک غلط بات کو ہرگز صحیح نہیں کہہ سکتا۔ (۲)

آزمائش:

گذشتہ صفحات میں امام عبد الاعلیٰ بن مسہر کے تذکرہ میں عہد مامونی کے مشہور عالم فتنہ خلق قرآن کی کسی قدر تفصیل گذر چکی ہے۔ اس پر آشوب دور میں جن محدثین وفقہاء کو شدید ترین آزمائش سے گزرنا پڑا، ان میں عفان بن مسلم کا اسم گرامی بھی نمایاں ہے۔ یوں تو تمام ہی تذکرہ میں ابتلاء کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ لیکن مؤرخ تاریخ بغدادی نے اس کی تفصیل خود امام عفان کی زبانی نقل کی ہے۔ جس کے مستند ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا کہا جا سکتا، اسی لیے ہم ذیل میں اسی کو درج کرتے ہیں۔

خود فرماتے ہیں:

خلیفہ مامون الرشید نے رقہ سے بغداد میں اپنے نائب اسحاق بن ابراہیم کے نام یہ فرمان بھیجا کہ تمام مقامی فقہاء محدثین کو یکجا کر کے ان سے خلق قرآن عقیدہ کا اقرار لو، چنانچہ اس کے بموجب اسحاق نے دوسرے علماء کے ساتھ مجھ کو بھی طلب کیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے پہلے مامون کا خط پڑھ کر سنایا، جس میں میرے متعلق یہ تحریر تھا:

امتحن عفان ادعه الیٰ ان یقول القرآن کذا و کذا فان قال ذالك فاقره علیٰ امره وان لم یجبك الیٰ ما کتبت به الیك فاقطع عنه الذی یجری علیه (۳)

''امام عفان کی آزمائش کرو اور ان کو عقیدہ خلق قرآن کا اقرار کرنے کی دعوت دو، اگر وہ اس کے قائل ہو جاتے ہیں تو فبہا، لیکن اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو پھر ان کا وظیفہ بند کر دو۔''

خط ختم کرنے کے بعد اسحاق نے مجھ سے کہا کہ اب تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے اس کے جواب میں پوری سورہ اخلاص

۱۔ شذرات الذہب، ج ۲، ص ۸، تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۷۰ ۲۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰۲ ۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۷۱

Marfat.com

پڑھی اور کہا، کیا یہ مخلوق ہے؟ اسحاق نے بڑے غصے سے کہا کہ جناب امیر المومنین کا حکم ہے کہ اگر آپ قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہیں کرتے تو آپ کو ملنے والا پانچ سو درہم ماہانہ کا وظیفہ بند کر دیا جائے گا۔

بلاشبہ مقصد برآری کے لیے یہ ایک کارگر تدبیر تھی کہ اقتصادی ومعاشی ناکہ بندی کر دی جائے، لیکن امام عفان نے نہایت ثابت قدمی اور صبر واستقلال کے ساتھ جواب دیا، وہ یقیناً ایک زندہ رہنے والی چیز ہے۔ فرمایا:

یقول اللہ عزوجل وفی السماء رزقکم وما توعدون

یعنی رزق رسانی کا وعدہ تو خود خداوند قدوس نے اپنے بندوں سے کیا ہے۔ ایک در بند ہو کر دوسرے دروازے رزق کے کھل جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ جواب سن کر اسحاق بالکل مبہوت ہو کر رہ گیا اور امام عفان گھر واپس آ گئے۔ (۱) (۱۔ بغدادی ہی کی ایک دوسری روایت ہے معلوم ہوتا ہے کہ امام عفان کو ایک ہزار درہم سرکاری خزانہ سے وظیفہ ملتا تھا۔

نصرت ایزدی:

ابراہیم ابن الحسین کہتے ہیں کہ جب امام عفان، اسحاق کی طلب پر ان سے ملنے گئے تو میں ان کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا۔ امام عفان کے انکار پر ان کی سرکاری امداد منقطع کر دی گئی۔ چنانچہ جب وہ مکان واپس آئے تو گھر والوں نے سارا ماجرا سن کر ان کو سخت لعنت وملامت کی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت امام عفان کا گھرانہ چالیس نفوس پر مشتمل تھا۔ اسی اثنا میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، دیکھا گیا تو مچھلی کی شباہت کا ایک شخص کھڑا ہے، جس کے ہاتھ میں ایک ہزار درہم کی تھیلی تھی۔ اس نے امام عفان کو وہ تھیلی دیتے ہوئے کہا:

ثبتك اللہ کماثبت الدین وھذا فی کل شھر (۱)

''جس طرح تم نے دین کو مستحکم کیا، خدا تمہیں بھی استقامت دے اور ہر ماہ تم کو اسی طرح ایک ہزار کی تھیلی ملتی رہے گی۔''

وفات:

بروایت صحیح ربیع الاول ۲۲۰ ہجری میں بمقام بغداد انتقال فرمایا۔ عاصم بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (۲) ابوداؤد کا بیان ہے کہ میں بغداد میں امام عفان کے جنازہ میں شریک تھا۔ (۳) (۴)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰۲ ۲۔ طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۵۱ ۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۷۷

۴۔ سیر الصحابہ، ج ۹، ص ۲۱۵۔۲۱۹

Marfat.com

۳۔حضرت وہیب بن خالد رحمہ اللہ:

نام ونسب:

وہیب نام، ابوبکر کنیت، والد کا نام خالد اور دادا کا عجلان تھا۔(۱) باہلہ بنت اعصر سے نسبت ولاء رکھنے کی وجہ سے باہلی کہلاتے ہیں۔سمعانی کا بیان ہے کہ:

کانت العرب یستنکفون من الانتساب الیٰ باھلہ(۲) عرب باہلہ کی طرف انتساب کو بڑائی تصور کرتے تھے۔

وطن اور ولادت:

۱۰۷ ہجری میں قبۃ الاسلام بصرہ میں پیدا ہوئے۔(۳) غالباً کپڑوں کی تجارت کرتے تھے، اسی بناء پر کرابیسی اور صاحب الکرابیس کے القاب سے مشہور ہیں۔جیسا کہ سمعانی اس نسبت کے متعلق رقمطراز ہیں۔

ھذاالنسبۃ الیٰ بیع الثیاب۔(۴) پہلی اور دوسری صدی کے متعدد علماء اس نسبت سے متصف ہیں۔

علم وفضل:

ان کی خوبی بخت نے انہیں نادرۂ روزگار تابعین کرام کی صحبت میں پہنچا دیا تھا۔جن سے وہ پوری طرح مستفیض ہوئے۔حدیث کی مہارت، رجال کی بصیرت اور حفظ واتقان میں نہایت ارفع واعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ان کا شمار بصرہ کے مشہور حفاظ اربعہ میں ہوتا تھا۔

احمد بن ابی رجاء کا قول ہے کہ:

ھوفی التفقہ والعلم نظیر حماد(۵)

وہ علم وتفقہ میں حماد کی نظیر تھے۔

عمر بن علی کہتے ہیں:

سمعت یحییٰ بن سعید ذکرہ فاحسن الثناء علیہ

میں نے یحییٰ بن سعید کو ان کا ذکر خیر کرتے سنا اور انہوں نے ان کی بڑی تعریف کی۔

شیوخ وتلامذہ:

وہیب نے اپنے عہد کی بکثرت متحرک درسگاہوں یعنی علماء وآئمہ سے اکتساب علم کیا تھا، جن میں ممتاز ویگانہ فن تابعین کی بھی خاصی تعداد شامل تھی۔مشاہیر فضلاء میں ہشام بن عروہ، ایوب السختیانی، یحییٰ بن سعید الانصاری، جعفر الصادق، حمید الطویل، عبداللہ بن

۱۔ العبر فی خبر من غبر، ج۱، ص۲۴۶ ۲۔ کتاب الانساب للسمعانی، ص۶۴ ۳۔ الاعلام، ج۳، ص۱۱۴۱

۴۔ کتاب الانساب للسمعانی، ص۲۷۶ ۵۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۲۱۳

Marfat.com

طاؤس، منصور بن المعتمر ، داؤد بن ابی الہند، یحییٰ بن ابی اسحاق الحضر می، خثیم بن عراک، موسیٰ بن عقبہ، ابن جریج، سہیل بن ابی صالح اور ابی حازم بن دینار وغیرہ کے اسمائے گرامی لائق ذکر ہیں۔

خود وہیب کے خوشہ چینیوں کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے۔ جن میں بلند پایہ تبع تابعین کی بھی ایک جماعت شامل ہے۔ نمایاں نام یہ ہیں۔

اسماعیل بن علیہ، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن سعید القطان، یحییٰ بن آدم، ابوداؤد الطیالسی، ابو ہشام المخزومی، سلیمان بن حرب، موسیٰ بن اسماعیل، مسلم بن ابراہیم، یحییٰ بن ہسان، سہل بن بکار، ہدیہ بن خالد۔

کتنی مبارک اور پاکیزہ تھیں وہ ہستیاں جنہیں ایسے ایسے آفتاب علم اساتذہ فن سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا اور کتنے سعید وخوش بخت تھے وہ لوگ جنہیں ایسے نادرۂ روزگار تلامذہ کی معیت نصیب ہوئی۔ اس سلسلہ میں وہیب کو بلاشبہ امتیاز خاص حاصل ہے۔

حدیث:

وہ حدیث کے مسلم الثبوت اساتذہ میں تھے۔ اس میں ان کے تثبت واتقان اور ثقاہت پر علماء کا اجماع ہے۔ ابن معین کا بیان ہے۔

كان من اثبت شيوخ البصرين

ابوحاتم کہتے ہیں:

ماانقی حدیثه لا تکاد تجده یحدث عن الضعفاء

ان کی حدیث کتنی صاف وشفاف ہوتی تھی، آپ انہیں کسی ضعیف راوی سے روایت کرتے نہیں پائیں گے۔

علامہ ابن سعد رقمطراز ہیں:

وہ ثقه كثير الحديث حجة(۱)

وہ ثقہ کثیر الحدیث اور حجت تھے۔

رجال:

علوم اسلامیہ میں فن اسماء الرجال کو بڑی اہمیت اور عظمت حاصل ہے۔ احادیث کی صحت اور علوئے اسناد کا تمام تر مدار اسی علم پر ہے۔ اسی کی کسوٹی پر ناقدین فن حدیث کو جانچتے پرکھتے ہیں اور پھر اس کے پایہ ودرجہ کا تعین ہوتا ہے۔ یقیناً یہ محدثین عظام کا ایک ناقابل فراموش کارنامہ ہے، جس کی بناء پر آج ہم احادیث نبوی ﷺ کے اتنے عظیم ذخیرے کی پورے صحت کا یقین رکھتے ہیں۔

وہیب بن خالد اس میں پوری بصیرت رکھتے تھے۔ امام شعبہ کو اس فن کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔ ابوحاتم کا بیان ہے کہ شعبہ کے

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۲۱۳

Marfat.com

بعد رجال کا عالم ان سے بڑا کوئی نہیں ہوا۔

لم یکن احد بعد شعبة اعلم الرجال منه (۱)

شعبہ کے بعد رجال کا عالم ان سے بڑا کوئی نہیں تھا۔

امام الجرح والتعدیل عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول ہے:

کان من ابصر اصحابه بالحدیث والرجال (۲)

وہیب اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ حدیث ورجال میں بصیرت رکھتے تھے۔

قوت حافظہ:

وہیب غیر معمولی قوت حافظہ کی دولت سے مالا مال تھے۔ایک حادثہ میں بصارت کی نعمت سے محروم ہوگئے تھے،لیکن اپنے حافظہ کی بنیاد پر حدیثیں املا کرایا کرتے تھے۔

علامہ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ:

کان قد سجن فذهب بصره کان یملی من حفظه

انہیں قید کردیا گیا تھا پس ان کی بصارت جاتی رہی تھی اور اپنے حافظہ سے املا کراتے تھے۔

اس صفت میں ان کو متعدد دوسرے حفاظ حدیث پر فوقیت دی جاتی ہے۔ابن سعد ہی کا بیان ہے:

کان احفظ من ابی عوانة (۳)

وہ ابوعوانہ سے بڑے حافظ تھے۔

وفات:

۱۶۵ھ میں راہی عالم جاوداں ہوئے۔(۴)

وفات کے وقت ۵۸ سال کی عمر تھی۔(۵)(۶)

۴۔منصور بن عبدالرحمان: راجع:۲۵۱ ۵۔حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا: ایضاً

۶۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع:۲۱۲

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱،ص۲۱۳ ۲۔ العبر فی خبر من غبر، ج۱،ص۲۴۶ ۳۔ طبقات ابن سعد، ج۷،ص۴۳

۴۔ مرآۃ الجنان، ج۱،ص۳۵۲ ۵۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱،ص۲۱۳ ۶۔ سیر الصحابہ، ج۹،ص۳۳۰۔۳۳۲

Marfat.com

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو اٹھہتر ویں (۱۷۸) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ یہ مسلسل تیسری روایت سداسیات میں سے ہے۔

☆ حضرت حسن، حضرت عفان اور حضرت خالد رحمہم اللہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں دو عورتیں راوی ہیں، ایک حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور دوسری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

☆ یہ بیٹے (منصور) کی اپنی ماں (حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، حدثنا تین دفعہ اور عنعنہ دو دفعہ استعمال ہوا ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، حدثنا تین دفعہ اور عنعنہ دو دفعہ استعمال ہوا ہے۔

نوٹ: اس روایت کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۲۲۰ پر گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع: ۲۵۱

۷۔مسائل ونصائح:

حدیث مذکور کی شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۲۲۱۔۲۲۲ پر گذر چکی ہے، شرح کے عنوان حسب ذیل ہیں:

سوال کرنے والی عورت کی تعیین، حیض کی بدبو دور کرنے کے لئے فرج پر غسل کے وقت خوشبو لگانا، حدیث سے مستنبط مسائل، عورت خوشبو غسل کے وقت استعمال کرے یا بعد میں، حدیث میں مذکور سنت مبارکہ کے احیاء کی ضرورت۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

☆ سوال پوچھنے والی عورت کا نام امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بنت شکل اور علامہ خطیب اسماء بنت یزید لکھا ہے' یہ حضرت وہیب انصاری کی زوجہ تھیں۔

Marfat.com

☆ عورتوں کو حیض ونفاس سے فراغت کے بعد غسل کرتے وقت اثرات دور کرنے کے لئے خوشبو کا استعمال کر کے سنت مطہرہ کا احیاء کرنا چاہیے۔

☆ عورت خوشبو کا استعمال دوران غسل بھی کر سکتی ہے' اور بعد میں بھی استعمال کر سکتی ہے' البتہ حدیث کے الفاظ سے غسل کے بعد خوشبو لگانے کا معلوم ہوتا ہے۔

☆ عصر حاضر میں صابن اور شیمپو کا استعمال بھی اسی حدیث مبارکہ پر عمل کی ایک صورت ہے۔

۱۔ دینی مسائل کو معلوم کرنے میں حیاء نہیں کرنی چاہئے اور اگر بات سمجھ میں نہ آئے تو معلم سے بار بار پوچھنا چاہیے۔

۲۔ کسی خوشبودار چیز کو فرج پر لگا کر حیض کے خون کی بدبو زائل کرنی چاہیے۔

۳۔ جن چیزوں کا تعلق شرم گاہ سے ہو' ان کا صراحت سے ذکر کرنے کے بجائے' کنایہ اور تعریض سے ذکر کرنا چاہئے۔

۴۔ اجنبی خواتین کے سامنے شرم گاہ کے ذکر سے احتراز کرنا چاہیے' جس طرح آپ نے اس عورت کے سامنے فرج کا ذکر نہیں کیا۔

۵۔ عورت دوسری عورتوں کو شرم گاہ کا ذکر کر کے مسئلہ سمجھا سکتی ہے' جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو سمجھایا۔

۶۔ متعلم کو اگر بات سمجھ میں نہ آئے تو نرمی سے دوبارہ سمجھانا چاہیے اور اس سے تنگ نہیں ہونا چاہیے اور تعجب کے موقع پر سبحان اللہ کہنا چاہئے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کا پتا چلتا ہے۔(۱)

۱۔ نعمۃ الباری' ج ۱' ص ۸۱۰

Marfat.com

بَابُ الْغُسْلُ مَرَّةً وَاحِدَةً

باب۲۲: ایک بار پانی ڈال کر غسل کرنا

غسل میں پورے جسم پر ایک دفعہ پانی بہانا فرض ہے، جبکہ تین دفعہ پانی بہانا سنت مستحبہ ہے، اس باب میں فرض، طریقہ کا بیان ہے، پچھلے باب میں عورت کے لئے ماہواری سے فارغ ہوکر غسل کرنے اور اس میں خوشبو کے استعمال کا بیان تھا، اور اس باب میں ایک بار پانی ڈال کر غسل کرنے کا بیان ہے، اس باب میں امام نسائی نے ایک حدیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے۔

امام بخاری اور امام نسائی کی باب قائم کرنے اور روایت کرنے میں مماثلت:

امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب الغسل میں باب نمبر ۵ بعینہ یہی قائم فرمایا ہے، اور اس باب کے تحت یہی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے، اس طرح باب قائم کرنے اور روایت کرنے میں امام بخاری اور امام نسائی کی مماثلت ہے۔

۴۲۶۔أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ :أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ :اغْتَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَدَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوِ الْحَائِطِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ وَسَائِرِ جَسَدِهِ

ام المؤمنین حضرت میمونہ بیان کرتی تھیں:

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت فرمایا، تو اپنی شرمگاہ کو دھویا، اور اپنے ہاتھ کو زمین یا دیوار پر ملا، پھر نماز جیسا وضو کیا، پھر اپنے سر اور سارے جسم پر پانی بہایا۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے:

حدیث مبارکہ میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتبہ ہی غسل کرنے کا ذکر ہے،

یہی حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت ہے۔

۲۔اطراف:

راجع:۲۵۳

۳۔تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

Marfat.com

۱۔اسحاق بن ابراھیم: راجع:۱۲۸ ۲۔جریر: راجع:۲

۳۔امام اعمش: راجع:۱۱۸ ۴۔سالم بن رافع: راجع:۷۷

۵۔کریب: راجع:۲۵۳ ۶۔حضرت عبداللہ بن عباس: راجع:۱۳۲

۴۔حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سباعیات کے اعتبار سے یہ پچھترویں (۷۵) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی مروزی، اگلے تین کوفی اور باقی تین مدنی ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، انبأنا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

نوٹ: اس روایت کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۴۲ پر گذر چکی ہیں۔

۴۔لغات:

راجع:۲۵۳

۷۔مسائل ونصائح:

ایضاً

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

حدیث الباب سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حسب ذیل ہے:

پورے جسم پر ایک دفعہ پانی بہانے سے غسل ہو جاتا ہے۔

☆ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جو باب قائم فرمایا ہے، اس سے غسل کی فرض کیفیت کو بیان کرنا مقصود ہے۔

☆ غسل میں غرارے یا کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھی فرض ہے۔

☆ غسل میں ایک دفعہ پورے جسم پر پانی بہانا فرض ہے، اور تین مرتبہ جسم کو دھونا سنت ہے۔

Marfat.com

☆ غسل کرتے ہوئے سب سے پہلے شرمگاہ کو دھونا چاہیے، اور جو اس پر غلاظت وغیرہ لگی ہے، اسے دور کرنا چاہیے۔

☆ غسل کی ابتداء میں وضو کرنا سنت ہے۔

☆ آقا کریم ﷺ کا ہاتھ کو مٹی یا دیوار پر رگڑنا جنابت کے اثرات دور کرنے اور نظافت حاصل کرنے کے لئے تھے۔

☆ عصر حاضر میں صابن، شیمپو وغیرہ کا استعمال کرنا بھی اسی طرح مستحب ہے، جیسا کہ آقا کریم ﷺ نے زمین یا دیوار پر ہاتھ رگڑ کر صفائی اور نظافت حاصل کی۔

بَابُ اغْتِسَالِ النُّفَسَاءِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

باب ۲۳: نفاسہ عورتوں کا احرام باندھتے وقت غسل کرنا

امام نسائی نے یہ باب کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۱۸۴) میں بھی قائم فرمایا ہے، دونوں ابواب کا مفہوم ایک ہی ہے، جبکہ الفاظ میں معمولی سا فرق ہے، دونوں جگہ ایک ہی حدیث مبارکہ سے استدلال ہے۔ پچھلے باب میں ایک دفعہ پورے جسم پر پانی بہا کر نہانے کا بیان تھا، اور اس باب میں نفاسہ عورتوں کا احرام باندھتے وقت غسل کرنے کا بیان ہے۔

۴۲۷۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَحَدَّثَنَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ. وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَقَالَ: اغْتَسِلِي ثُمَّ اسْتَثْفِرِي ثُمَّ أَهِلِّي

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کے حج مبارک کے بارے میں پوچھا، انہوں نے بیان کیا: آقا کریم ﷺ جب عازم حج ہوئے، اس وقت ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے، ہم آقا کریم ﷺ کے ہمراہ تھے، جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے، تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آقا کریم ﷺ سے اپنے بارے میں پچھوایا کہ اس میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہا کر لنگوٹ باندھو اور تلبیہ کہو۔

نہا کر لنگوٹ باندھو اور تلبیہ کہو۔

Marfat.com

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت اس آخری جملہ میں ہے:

۲۔اطراف:

راجع:۲۱۴

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں،ان سب کا تعارف گزر چکا ہے:

۱۔عمرو بن علی: راجع:۴ ۲۔محمد بن المثنی: راجع:۸۰

۳۔یعقوب بن ابراھیم: راجع:۲۲ ۴۔یحیی بن سعید: راجع:۱۳۳

۵۔جعفر بن حمد: راجع:۱۸۲ ۶۔محمد: ایضا

۷۔جابر بن عبداللہ: راجع:۱۳۸

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو اکیاون (۱۵۱) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ اور کلمۂ تحدیث چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

☆ سند میں سارے الفاظ معتبر وثقہ استعمال ہوئے ہیں۔

نوٹ: سند کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳،ص ۴۹۸ پر گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع:۲۹۰

۷۔مسائل ونصائح:

حدیث مذکورہ کی شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۲،ص ۸۷۸۔۸۷۹ اور ج ۳،ص ۴۹۴۔۴۹۶ پر گذر چکی ہے،

Marfat.com

وہاں شرح کے عنوانات وابحاث حسب ذیل ہیں:

آقا کریم ﷺ کا حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو غسل کرنے کا حکم بطور نظافت تھا، حیض والی عورت کے بارے میں مذاہب، حیض ونفاس والی عورت قرآن کے علاوہ ذکر اذکار کرسکتی ہے، امام نسائی پر علامہ سندھی کا اعتراض اور اس کا جواب، حائض، نفساء اور جنبی کے طواف کے احکام، طواف کے لئے طہارت کی شرط اور مذاہب اربعہ، عورت کا بغیر محرم کے حج کرنا، مکہ میں عمرہ کرنے والے کے میقات میں مذاہب۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

☆ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث مبارکہ سے استدلال یہ ہے کہ حالت احرام میں اگر نفاس کا خون شروع ہو جائے تو ایسی عورت غسل کر کے لنگوٹ باندھے، اور حج کے تمام مناسک ادا کرے، البتہ طواف نہیں کرے گی۔

☆ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا خلیفہ راشد اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔

☆ سوال پوچھنے کے لیے غالبًا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود تشریف لے گئے تھے، کیونکہ سنن نسائی حدیث ۲۱۴ میں گزر چکا ہے، کہ☆ آقا کریم ﷺ نے یہ حکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا۔

☆ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا نہانا نظافت کے لئے تھا، پاکی حاصل کرنے کے لئے نہ تھا۔

☆ سعی کرنے کے لئے طہارت شرط نہیں ہے، اس لیے حائضہ، نفاسہ اور جنبی سعی کر سکتے ہیں۔(۱)

☆ جن مسائل کا علم نہ ہو، وہ ہمیں علماء وفقہاء سے پوچھنے چاہیے۔

۱۔ فتاوی عالمگیری، ج ۱، ص ۲۲۷

Marfat.com

باب ترك الوضوء بعد الغسل

باب ۲۴: غسل کے بعد وضو نہ کرنا

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۱۶۰) قائم کیا ہے، دونوں مقامات پر ایک ہی حدیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے، حدیث کی سند اور متن ایک ہی ہے۔ پچھلے باب میں نفاسہ عورتوں کا احرام باندھتے وقت غسل کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں غسل کے بعد وضو نہ کرنے کا بیان ہے، دونوں ابواب کا تعلق مسائل غسل سے ہے، یہی ابواب میں مناسب ہے۔

۴۲۸۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ :حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ :حَدَّثَنَا حَسَنٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، ح وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ :حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

۲۔ اطراف:

راجع: ۲۵۲

۳۔ تعارفِ رجال:

اس روایت کی سند میں نو راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

۱۔ احمد بن عثمان: راجع: ۲۵۲
۲۔ عثمان بن حکیم: ایضاً
۳۔ حسن: ایضاً
۴۔ ابواسحاق: راجع: ۲۳۰
۵۔ عمرو بن علی: راجع: ۴
۶۔ عبدالرحمان: راجع: ۱۱۹
۷۔ شریک: راجع: ۲۵۲
۸۔ اسود: راجع: ۱۱۸
۹۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: راجع: ۱۱۲

۴۔ حکمِ روایت:

یہ حدیث مبارکہ دیگر شواہد کی بناء پر صحیح ہے۔

Marfat.com

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت دونوں طرف سے سداسیات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو اناسی ویں (۱۷۹) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، انبأنا ایک ایک دفعہ، حدثنا اور عنعنہ چار چار دفعہ استعمال ہوئے ہیں۔

نوٹ: اس سند کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۲۳۴ پر گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع: ۲۵۲

۷۔مسائل ونصائح:

حدیث مذکور کی شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۲۳۴۔۲۳۵ پر گذر چکی ہے، وہاں شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

☆ غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے۔

☆ غسل میں وضو مسنون ہونے پر علماء کا اتفاق اور غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہ ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔

☆ شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

اس حدیث مبارکہ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال یہ ہے کہ غسل کرنے کے بعد وضو کرنے کی حاجت نہیں ہے' کیونکہ غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے۔

☆ غسل کا وجوب حدث اکبر کی وجہ سے ہوتا ہے' اور وضو کا ٹوٹنا حدث اصغر کی وجہ سے مشروع ہے' اس لئے جب غسل کر لیا' تو یہ اعلیٰ ہے' اس کی وجہ سے ادنیٰ (وضو) پایا جائے گا۔

☆ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے۔

☆ دوران غسل شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو لازم نہیں آتا' کیونکہ یہ ناقضِ وضو میں سے نہیں ہے' (اس کی مکمل تفصیل فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی' ج ۲' ص ۵۸۲۔۵۹۴ پر گذر چکی ہے)

☆ امت کے لئے آسانی یہ ہے کہ شرمگاہ کے چھونے سے وضو نہ ٹوٹے۔

Marfat.com

بَابُ الطَّوَافِ عَلَى النِّسَاءِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ

باب ۲۵: کئی بیویوں سے مجامعت کے بعد ایک ہی غسل کرنا

حضور ﷺ نے بعض دفعہ تمام ازواج سے مباشرت کے بعد ایک ہی دفعہ غسل فرمایا، البتہ درمیان میں وضو فرما لیتے تھے، بعض دفعہ ایک زوجہ سے مجامعت کے بعد غسل فرما کر دوسری کے پاس تشریف لے گئے، اس لئے دونوں طرح جائز ہے۔ ہر ایک سے مجامعت کے بعد غسل کر لینا زیادہ اولیٰ ہے، اور وضو کرنا بھی مستحب ہے۔ آپ ﷺ کا تمام ازواج سے ایک ہی رات میں مجامعت کرنا حجۃ الوداع کے موقع پر ایک ہی واقعہ ہے، وگرنہ آقا کریم ﷺ نے تمام ازواج کی باریاں لگائی ہوئی تھیں، اور مختلف دنوں میں مختلف ازواج کے پاس باری کے اعتبار سے تشریف لے جاتے تھے۔ پچھلے باب میں غسل کے بعد وضو نہ کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں تمام بیویوں سے مجامعت کے بعد ایک ہی غسل کرنے کا بیان ہے، دونوں ابواب کا تعلق مسائل غسل سے ہے، اس باب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے۔

۴۲۹۔ اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ بِشْرٍ وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ :حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ :قَالَتْ عَائِشَةُ :كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ، ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:
میں نے آقا کریم ﷺ کو خوشبو لگائی، پھر حضور ﷺ سب ازواج کے پاس تشریف لے گئے، پھر آپ ﷺ نے صبح کو احرام باندھا، تو آپ ﷺ سے خوشبو آ رہی تھی۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے:
حضور ﷺ سے غسل کے بعد خوشبو آ رہی تھی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے غسل ایک ہی دفعہ فرمایا، اگر آپ ﷺ متعدد غسل فرماتے، تو خوشبو کا اثر زائل ہو جاتا۔

۲۔ اطراف:

راجع: ۲۱۵

۳۔ تعارفِ رجال:

Marfat.com

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے:

۱۔حمید بن مسعدہ: راجع:۵ ۲۔بشر بن مفضل: راجع:۸۲

۳۔شعبہ: راجع:۱۱۰ ۴۔ابراھیم بن محمد: راجع:۴۱۵

۵۔محمد بن المنتشر: ایضاً ۶۔حضرت عائشہ صدیقہ: راجع:۱۱۲

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سواسی ویں (۱۸۰) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے تین راوی بصری، اگلے دو کوفی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مدنیہ ہیں۔

☆ سند میں عن بشر۔ وھوابن المفضل ۔ سے مراد ہے کہ شیخ نے صرف عن بشر کہا تھا، اور راوی نے وضاحت کے لئے وھوابن المفضل ۔کا اضافہ کیا ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا اور قالت ایک ایک دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

نوٹ: سند کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی کی اسی جلد میں حدیث نمبر ۴۱۵ کے ضمن میں گذر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع:۴۱۵

۷۔مسائل ونصائح:

حدیث مذکور کی مفصل شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۳، ص۲۸۹۔۳۳۵ پر گذر چکی ہے، وہاں شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

دوبارہ جماع سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے، واجب نہیں اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ ہر بار جماع سے پہلے غسل کرتے تھے نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی ازواج کی تعداد اور ان کے اسماء:

حدیث انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کے جوابات

Marfat.com

ایک رات میں تمام ازواج سے مقاربت کی وجوہ اور زمانہ کا تعین: آپ کی ازواج گیارہ تھیں یا نو؟ اس کی تحقیق:

جن خواتین سے عقد فرمایا' لیکن مباشرت نہ کی: جنہیں صرف پیغام نکاح دیا تھا، نکاح نہ کیا تھا:

نبی ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی ازواج کی تعداد اور ان کے اسماء:

ازواج مطہرات اکے سنین وفات اور مقام تدفین:

حضور نبی کریم ﷺ کی قوت چار ہزار مردوں کے برابر تھی:

حضور نبی کریم ﷺ پر ازواج مطہرات میں مساوی تقسیم واجب نہ تھی: تعداد ازواج پر مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات:

حضور ﷺ کی شادیوں کے مقاصد: تعلیمی مقاصد: تشریعی مقاصد: سماجی مقاصد: سیاسی مقاصد:

۸۔خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

حدیث مبارکہ سے امام نسائی کا استدلال حسب ذیل ہے:

ان دو احادیث مبارکہ سے استنباط یہ ہے کہ متعدد بیویوں کے ساتھ ہم بستری کرنی ہو، تو آخر میں ایک ہی غسل کرنا کافی ہے، اس سے ان حضرات کی نفی کرنا بھی مراد ہے، جو ہر بیوی سے مجامعت کے بعد غسل کو واجب قرار دیتے ہیں۔

☆ دوبارہ مباشرت سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے چالیس جنتی مردوں کی طاقت عطا فرمائی ہوئی تھی، اور یہ چار ہزار عام مردوں کے برابر بنتی ہے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ کو روحانی اور جسمانی قوت و طاقت کے اعتبار سے عام انسانوں پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک ہی رات میں سب ازواج کو حق زوجیت کا شرف بخشنا خاص ضرورت اور حکمت کی بناء پر تھا۔

☆ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے، اور حجرے و خیمے الگ الگ ہونے کی وجہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خود بھی حضور ﷺ کا بار بار جانا مشاہدہ کیا ہو، کیونکہ آپ خادم رسول ﷺ تھے، یا یہ بھی ہوسکتا ہے کسی ام المؤمنین سے سن کر روایات کیا ہو، یا آقا کریم ﷺ نے خود بیان کیا ہو۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک ہی رات میں سب ازواج سے مقاربت کرنے کی تین وجوہ ہوسکتی ہیں۔

۱۔ سفر پر جانے سے پہلے اور آنے کے بعد۔

۲۔ جس دن تمام ازواج کی باریاں ختم ہوئی ہوں، اس کے بعد سب کے پاس ایک ہی رات میں تشریف لے گئے ہوں۔

Marfat.com

۳۔ آپ ﷺ پر ازواج کی باریاں واجب نہ تھیں، اس کے اظہار کے لئے یہ واقعہ دوبارہ پیش آیا:

۱۔ حجۃ الوداع کے موقع پر احرام باندھنے سے پہلے۔

۲۔ طواف زیارت کے بعد احلال کے وقت۔

کیونکہ اس سفر میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ساتھ تھیں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد اور نام درج ذیل ہیں:

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد گیارہ ہے، ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۳۔ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

۴۔ حضرت ام حبیبہ بنت سفیان رضی اللہ عنہا ۵۔ حضرت ام سلمہ بنت ہند رضی اللہ عنہا ۶۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

۷۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ۸۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث ۹۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

۱۰۔ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ۱۱۔ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

☆ بیک وقت حضور ﷺ کے نکاح میں نو ازواج تھیں، غالباً یہی وہ سب ازواج ہیں، جن سے آپ ﷺ نے ایک ہی رات میں مقاربت فرمائی، ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۲۔ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا ۳۔ حضرت ام حبیبہ بنت سفیان رضی اللہ عنہا

۴۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ۵۔ حضرت ام سلمہ بنت ہند رضی اللہ عنہا ۶۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

۷۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ۸۔ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ۹۔ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

☆ جن عورتوں سے آقا کریم ﷺ نے نکاح کیا، لیکن مباشرت نہ کی، ان کی تعداد تقریباً چھبیس (۲۶) ہے، ان کے نام درج حسب ذیل ہیں:

۱۔ خولہ بنت ہزیل ۲۔ [illegible] بنت یزید ۳۔ اسماء بنت صلت

۴۔ اسماء بنت کعب الجونیہ ۵۔ اسماء بنت نعمان ابن الجون ۶۔ آمنہ

۷۔ امیمہ بنت شراجیل ۸۔ ام حرام ۹۔ سلمیٰ بنت نجدہ

۱۰۔ سبا بنت سفیان ۱۱۔ سنا بنت اسماء ۱۲۔ الشاہ

۱۳۔ شراق بنت خلیفہ کلبیہ ۱۴۔ الشیب ۱۵۔ العالیہ بنت ظبیان

۱۶۔ عمرہ بنت معاویہ الکندیہ ۱۷۔ عمرہ بنت یزید ۱۸ عمرہ بنت یزید الغفاریہ

۱۹۔ غزیہ ۲۰۔ فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ ۲۱۔ قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب

Marfat.com

۲۲۔لیلیٰ بنت خطم ۲۳۔لیلیٰ بنت حکیم انصاریہ اوسیہ ۲۴۔ملیکہ بنت داؤد

۲۵۔ملیکہ بنت کعب الکنانیہ ۲۶۔ہند بنت زید

☆ جن عورتوں کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام نکاح دیا، لیکن نکاح نہ کیا، ان کی تعداد تقریباً چودہ (۱۴) ہے، ان کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔جمرہ ۲۔جمرہ بنت حارث المزنیہ ۳۔حبیبہ بنت سہل

۴۔خولہ بنت خویلہ بنت حکیم ۵۔سودہ قرشیہ ۶۔صفیہ بنت بشامہ

۷۔ضباعہ بنت عامہ ۸۔نعاملہ ۹۔ام شریک بنت جابر غفاریہ

۱۰۔ام شریک انصاریہ ۱۱۔ام شریک دوسیہ ۱۲۔ام شریک قرشیہ

۱۳۔ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب ۱۴۔نامعلوم عورت

☆ دو عورتوں سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعتِ شرعی کی وجہ سے نکاح نہ فرمایا:

۱۔حضرت امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہما ۲۔عزہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو متعدد نکاح کیے، ان کے مقاصد تعلیمی، تشریعی، سماجی اور سیاسی تھے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس سال کی عمر تک ایک ہی نکاح کیا، زیادہ نکاح پچپن سال کی عمر کے بعد کیے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

بَابُ التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيدِ

باب:۲۶ مٹی اور جنس زمین کی دیگر اشیاء سے تیمّم کرنا

امام نسائی اس باب سے تیمّم کے احکامات کا بیان شروع کر رہے ہیں، چونکہ امام صاحب نے اس کتاب کا عنوان: کتاب الغسل والتیمم: رکھا ہے، اس لیے پہلے غسل کے مسائل کو ذکر کیا ہے اور تیمّم کے مسائل کو بیان کر رہے ہیں، امام نسائی نے تیمّم سے متعلق یہاں دو ابواب قائم کیے ہیں جبکہ کتاب الطھارۃ میں تیرہ (۱۳) ابواب قائم کیے تھے۔ آپ نے باب مذکور کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۲۰۳) میں بھی قائم کیا ہے، البتہ دونوں مقامات پر مستدل روایات مختلف ہیں، اس باب میں آپ نے ایک حدیث مبارکہ سے استنباط فرمایا ہے۔

۴۳۰۔ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَنْبَأَنَا سَيَّارٌ، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " : أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيْنَمَا أَدْرَكَ الرَّجُلَ مِنْ أُمَّتِي الصَّلَاةُ يُصَلِّي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَلَمْ يُعْطَ نَبِيٌّ قَبْلِي، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی اور کو نہیں دی گئیں، میری ایسے رعب و دبدبہ سے مدد کی گئی ہے، جو ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہوتا ہے، میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے، اس لیے میرا امتی جس جگہ بھی نماز کا وقت پائے، وہ وہیں نماز پڑھ لے مجھے (مقامِ) شفاعت دیا گیا، جو کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ مجھے تمام لوگوں کی طرف معبوث کیا گیا، اور (پہلے) نبی کو کسی خاص قوم کی طرف معبوث کیا جاتا تھا۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان سے مطابقت حسب ذیل ہے:

میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے،

۲۔ اطراف:

تقدم: ۳۳۵، بخاری: ۳۳۵، ۴۳۸، ۳۱۲۲، صحیح مسلم: ۵۲۱، الرقم المسلسل: ۱۱۴۳،

Marfat.com

مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۴۰۲۔ ج ۱۱، ص ۴۳۲، سنن دارمی: ۱۳۸۹۔ صحیح ابن حبان: ۶۳۹۸،، سنن بیہقی، ج ۱، ص ۲۱۲۔ ج ۲، ص ۳۲۹، دلائل النبوۃ ج ۵، ص ۴۷۳۔۴۷۲، شرح السنۃ: ۳۶۱۶، مسند احمد ج ۳، ص ۳۰۴، طبع قدیم، مسند احمد: ۱۴۲۶۴۔ ج ۲۲ ص ۱۶۶۔۱۶۵، موسسۃ الرسالۃ بیروت، جامع المسانید لابن الجوزی: ۹۲۴، مکتبۃ الرشد، ۱۴۲۶ھ)

۳۔ تعارف رجال:

آپ کا نام ابوسعید حسن بن اسماعیل بن سلیمان بن مجالد کلبی مجالدی مصیصی (م: ۲۴۰ھ ت) ہے، آپ رواۃ کے دسویں طبقہ سے ثقہ، مستقیم الحدیث راوی ہیں۔ امام نسائی آپ سے روایت لینے میں منفرد ہیں۔

سنن نسائی میں آپ سے نو (۹) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ (۱)

۲۔ ہشیم: راجع: ۱۰۹

۳۔ سیار:

آپ کا نام ابوالحکم سیار بن ابی سیار وردان عنزی واسطی بصری (م: ۱۲۲ھ) ہے، آپ کے والد کا نام بعض نے وردا اور دینار بھی ذکر کیا ہے، یہ حضرت مساور الوراق کے علاتی بھائی ہیں: یہ وہ راوی نہیں ہیں، جو حضرت طارق بن شہاب سے روایت کرتے ہیں، آپ رواۃ کے چھٹے طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، آئمہ رجال آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں سنن نسائی میں آپ سے آٹھ (۸) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ (۲)

۴۔ یزید الفقیر:

آپ کا نام ابوعثمان یزید بن صہیب کوفی ہے، آپ فقیر کے لقب سے مشہور ہیں، فقیر لقب غیریبی کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ دنیا کی بے رغبتی کی وجہ سے تھا، آپ رواۃ کے چوتھے طبقہ سے ثقہ راوی آئمہ رجال آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، امام ترمذی کے علاوہ آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی (المجتبیٰ) میں آپ سے چار (چار) احادیث مبارکہ ہیں۔ (۳)

۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: راجع: ۱۳۸

۴۔ حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح اور متفق علیہ ہے۔

۱۔ i۔ الکاشف، ج ۱، ص ۲۱۸ ii۔ الثقات، ج ۸، ص ۱۷۵

۲۔ i۔ تھذیب الکمال، ج ۳۲، ص ۱۶۵ ii۔ تاریخ الدوری، ج ۲، ص ۲۴۴

۳۔ i۔ تہذیب الکمال، ج ۲۳، ص ۱۶۵ ii۔ الجرح التعدیل، ج ۹، ص ۲۷۲

Marfat.com

۵۔خصوصیاتِ سند:

☆ یہ روایت خماسیات اور امام نسائی میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو باون ویں (۱۵۲) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام پہلے راوی مصیصی، اگلے دو واسطی، چوتھے کوفی اور آخری مدنی ہیں۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مکثرین سبعہ صحابہ رواۃ میں سے ہیں، اور آپ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث مبارکہ مروی ہیں

☆ حضرت حسن، سیار اور حضرت یزید الفقیر رحمتہ اللہ علیہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا، انبانا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ دو دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

اعطیت خمسا:	مجھے پانچ چیز عطا کی گئی ہیں۔
لم یعطھن احد:	وہ کسی اور کو نہیں دی گئیں۔
قبلی :	مجھ سے پہلے۔
نصرت بالرعب :	میری رعب و دبدبہ سے مدد کی گئی۔
مسیرۃ شھر :	ایک ماہ کی مسافت:
جعلت لی :	میرے لیے بنائی گئی۔
الارض :	زمین
مسجدا :	نماز پڑھنے کی جگہ
طھورا :	پاک کرنے والی۔
اینما ادرك :	جہاں بھی کوئی پائے۔
الرجل :	آدمی۔مسلمان
الصلاہ :	نماز
یصلی :	وہ نماز پڑھے
الشفاعۃ :	سفارش۔شفاعت

Marfat.com

بعثت الی الناس کافة : مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا

کان النبی بعثت الی قومه خاصة: (پہلے) نبی کو ایک خاص قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا۔

۷۔مسائل ونصائح:

حدیث مذکورہ میں جن پانچ چیزوں کا آپ نے اپنے خصائص کے طور پر ذکر کیا، ان میں سے ایک پوری زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور روئے زمین کو پاکی کا ذریعہ بیان کیا گیا ہے، روئے زمین سے پاکی حاصل کرنا ہی تیمم ہے مٹی اور جنس زمین سے تیمم کرنے کے حوالے سے تفصیلی مسائل فیوض الزاھی فی شرح سنن لنسائی، ج ۳، ص ۹۲۲۔۹۳۹ پر گذر چکے ہیں، وہاں شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

صعید کا معنی اور مفہوم:

صعید کی اقسام اور اس سے مسح کرنے کا حکم۔

حدیث مذکور کی شرح از غلام رسول سعیدی اور آپ کا وصال مبارک۔

حدیث مذکور پر علامہ غلام رسول سعیدی کا تبصرہ۔

''کتاب التیمم'' کی تکمیل اور نعمۃ الباری کی جلد اول کا اختتام۔

محدث کے اعضاء یا کپڑوں پر نجاست ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھنے کی تفصیل۔

اس کی تفصیل کہ کسی عذر کی وجہ سے تیمّم کر کے نماز پڑھنے کے بعد اس کا اعادہ نہیں ہے۔

زمین کی جنس سے تیمّم کرنے کے جواز میں مذاہب آئمہ۔

تیمّم کر کے فرض نماز نوافل اور نماز جنازہ پڑھنے میں مذاہب آئمہ۔

فقہاء احناف کے نزدیک ایک تیمّم سے دو فرض نمازوں کے پڑھنے کا جواز اور اس پر دلائل۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی کا فقہاء شافعیہ کے برعکس تیمّم میں کلائیوں کے بجائے ہتھیلیوں پر مسح کو صحیح قرار دینا۔

امام ترمذی کا کلائیوں کے بجائے ہتھیلیوں کے اوپر مسح کی روایت کو بعض اہل علم کے حوالے سے ضعیف قرار دینا۔

امام شافعی اور فقہاء شافعیہ کا ایک ضرب پر چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کی روایت کو رد کرنا اور اس کو اجماع مسلمین کے خلاف قرار دینا۔

تیمّم کے متعلق حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مضطرب روایات۔

حدیث مذکور میں سفر کا ذکر ہے یا اس کی تعیین،

اس اعتراف کے متعدد جوابات کہ جب نیند میں آپ کا دل بیدار رہتا ہے تو آپ کو سورج کے طلوع کا پتا کیوں نہ چلا۔

Marfat.com

حدیث مذکور سے تیس سے زیادہ مسائل کا استنباط۔

علامہ غلام رسول سعیدی کا وصال مبارک اور جنازہ۔(۱)

حدیث الباب میں مذکور خصائص کا حصر نہ ہونا:

حدیث مذکور میں آپ ﷺ کا پانچ بیان خصائص کو ذکر کرنا، یہ بیان حصر نہیں ہے، بلکہ آپ کے خصائص ان کے علاوہ بے شمار ہیں، جن کو مختلف آئمہ کرام نے بیان فرمایا ہے، ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں

نبی اکرم ﷺ کے مزید بارہ خصائص:

نبی ﷺ نے اس حدیث میں اپنے پانچ خصائص بیان فرمائے ہیں، علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی نے احادیث کا تتبع کر کے آپ کے مزید بارہ خصائص ذکر کیے ہیں، جن کا ذکر حسب ذیل ہے۔

(۲۔۱۔) ''صحیح مسلم'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے انبیاء علیہم السلام پر چھ وجوہ سے فضلیت دی گئی ہے: مجھے جامع الکلم دیئے گئے ہیں (یعنی ایسا کلام جس میں الفاظ کم ہوں اور معانی زیادہ ہوں) اور مجھ پر نبوت کو ختم کر دیا گیا ہے۔(۲)

☆ نیز ''صحیح مسلم'' میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے لوگوں پر تین وجوہ سے فضلیت دی گئی ہے، ہماری صفیں فرشتوں کی طرح کر دی گئی ہیں اور ہمارے لیے تمام روئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے اور اس کی مٹی کو پاک کرنے والا بنا دیا گیا ہے۔(۳)

☆ امام نسائی کی روایت میں ان خصائص کا ذکر ہے: مجھے سورہ بقرہ کی آخری آیات عرش کے خزانے کے نیچے سے دی گئیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں اور نہ میرے بعد کسی کو دی جائیں گی (۴)

☆ امام عبداللہ بن علی بن الجارود نیشاپوری متوفی ۳۰۷ھ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میرے لیے ہر پاک زمین مسجد اور طہور بنا دی گئی ہے۔(۵)

☆ اور حضرت ابوامام سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے انبیاء پر چار وجوہ سے فضلیت دی ہے، تمام روئے زمین کو میرے لیے اور میری امت کے لیے مسجد اور طہور بنا دیا، پس میری امت میں سے جو شخص جہاں بھی نماز کو پالے، تو وہیں اس کی مسجد طہور ہے اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے، ایک ماہ کی مسافت سے میرے دشمنوں کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیا گیا ہے۔الحدیث (۶)

۱۔ فیوض الزاھی، ج ۳، ص ۴۷　۲۔ صحیح مسلم: ۵۲۳　۳۔ صحیح مسلم: ۵۲۲

۴۔ السنن الکبری للنسائی، ۸۰۲۲　۵۔ المنتقی: ۱۲۴　۲۔ مسند احمد: ۲۲۲۰۹، ج ۵، ص ۵۶

Marfat.com

☆ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مجھے کوثر دی گئی ہے۔(۱)

☆ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مجھے وہ خصلتیں دی گئی ہیں جو کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ مجھے تمام روئے زمین کی چابیاں دی گئی ہیں اور میرا نام احمد رکھا گیا ہے اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا ہے۔(۲)

☆ حضرت السائب بن یزید روایت کرتے ہیں: مجھے انبیاء علیہم السلام پر فضلیت دی گئی ہے، مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا گیا ہے اور میں نے اپنی شفاعت کو اپنی امت کے لیے ذخیرہ کرلیا ہے۔ (بسیار تلاش کے باوجود مجھے اس حدیث کا حوالہ نہیں مل سکا۔)

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ان احادیث میں تعارض ہے بعض احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے تین خصائص کا ذکر ہے بعض احادیث میں چار خصائص کا بعض میں پانچ کا اور بعض میں چھ کا ذکر ہے، علامہ قرطبی نے اس کے جواب میں کہا: یہ تعارض نہیں ہے، تعارض تب ہوتا، جب آپ نے حصر کے ساتھ یہ خصائص بیان کیے ہوں، مثلاً بعض میں فرماتے: مجھے صرف تین وجوہ سے فضلیت دی گئی ہے اور بعض احادیث میں فرماتے: مجھے صرف چار وجوہ سے فضلیت دی گئی ہے، عدد کا ذکر حصر کو مستلزم نہیں ہوتا، مثلاً کوئی شخص کہے: میرے پاس پندرہ درہم ہیں، پھر کہے: میرے پاس بیس درہم ہیں تو ان میں تعارض نہیں ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے جیسے آپ کو خصائص عطا فرماتا رہا آپ ویسے ویسے اس کی خبر دیتے رہے۔

نبی ﷺ کے ۸۵ خصائص:

امام محمد بن ابراہیم الخرکوشی نیشاپوری لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے کل ۸۵ خصائص ہیں، جن سے آپ دوسرے انبیاء علیہم السلام سے ممتاز ہیں، تفصیل حسب ذیل ہے

وفات کے بعد نبی ﷺ کے دس خصائص:

(۱) نبی ﷺ افضل المرسلین ہیں (۲) آپ خاتم الانبیاء ہیں (۳) آپ سب سے پہلے زمین سے اٹھیں گے (۴) قیامت کے دن آپ کی امت سب نبیوں کی امتوں سے زیادہ ہوگی (۵) آپ تمام نبیوں کے حق میں شہادت دیں گے کہ انہوں نے اپنی امتوں کو تبلیغ کردی تھی (۶) آپ شفاعت کبریٰ کریں گے یعنی سب سے پہلے آپ سب کی شفاعت کریں گے (۷) حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا (۸) حوض مورود اور نہر کوثر آپ ہی کے لیے ہے (۹) آپ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے (۱۰) ہر شخص سے خود اس کی ذات کے متعلق سوال ہوگا اور آپ سے آپ کی ذات کے بجائے دوسروں کے متعلق سوال ہوگا۔

باب نبوت کے ساتھ متعلق آٹھ خصائص:

(۱۱) نبی ﷺ کی شریعت کا قیامت تک باقی رہنا (۱۲) آپ کا تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہونا (۱۳) آپ کی کتاب کا معجز

۱۔ مسند احمد: ۱۲۵۴۲۔ ج ۳، ص ۱۵۲ ۲۔ ایضاً: ۷۶۳۔ ج ۱، ص ۹۸ ۳۔ المفہم، ج ۲، ص ۱۱۶۔۱۱۵، عمدۃ القاری، ج ۴، ص ۱۳۔۲

Marfat.com

ہونا اور اس کی مثل کا محال ہونا (۱۴) آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ کی طرح ابل کر نکلنا (۱۵) آپ کو لیلۃ القدر کا عطا کیا جانا (۱۶) یوم جمعہ کا آپ کے اور آپ کی امت کے لیے عید ہونا (۱۷) آپ کے حق میں شعر گوئی کا ممنوع ہونا (۱۸) آپ کا پس پشت بھی سامنے کی طرح دیکھنا۔

شریعت کے ساتھ مختص نو خصائص:

(۱۹) آثار وضو کا غر محجل ہونا (۲۰) تیمم (۲۱) مسواک کا سنت موکدہ ہونا۔ (۲۳۔۲۲) تمام روئے زمین کا مسجد اور اس کی مٹی کا طہور ہونا (۲۴) آپ کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے اور نیند سے آپ کے وضوء کا نہ ٹوٹنا (۲۵) پانی سے استنجاء کا مستحب ہونا (۲۶) کثیر پانی اور جاری پانی میں نجاست کا موثر نہ ہونا (۲۷) نجاست کو پانی سے دھونا، یعنی طہارت کے لیے کپڑے یا کھال کو نہ کاٹنا۔

نماز کے ساتھ مختص نو خصائص:

(۲۸) آپ کو عشاء کی نماز دی گئی، جو اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی (۲۹) آپ کو جمعہ کی نماز دی گئی، وہ بھی آپ کا خاصہ ہے (۳۰) نماز با جماعت پڑھنا (۳۱) عیدین کی نماز (۳۲) تہجد کی نماز (۳۳) سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز (۳۴) نماز استسقاء (۳۵) اذان اور اقامت (۳۶) وتر، یہ تمام امور اس امت کی خصوصیت ہیں۔

جہاد سے متعلق نو خصائص:

(۳۷) آپ کے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا، جو اس سے پہلی امتوں میں حرام تھا (۳۸) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو مال غنیمت سے حاصل کر کے ان کے ساتھ نکاح کیا (۳۹) آپ سب سے تیز رفتار شہسوار تھے (۴۰) آپ جب جنگ کے لیے جاتے تو کبھی رجوع نہیں کرتے تھے (۴۱) آپ قتال کے بغیر ہتھیار نہیں اتارتے تھے (۴۲) خواہ دشمن کی تعداد زیادہ ہو، آپ شکست نہیں کھاتے تھے (۴۳) اپنے لیے زمین رکھنا اور دوسروں کو عطاء کرنا آپ کے ساتھ مخصوص تھا (۴۴) وصال کے روزے آپ کی خصوصیت تھی (یہ خصوصیت جہاد بالنفس کے اعتبار سے ہے۔ سعیدی غفرلہ) (۴۵) آپ آنکھ سے خفیہ اشارہ نہیں کرتے تھے۔

نکاح کے باب میں پندرہ خصائص:

(۴۶) لفظ ہبہ سے نکاح کا جواز آپ کے ساتھ مخصوص ہے (۴۷) آپ سے مہر کو ساقط کر دیا گیا اور آپ کے لیے بغیر کسی عوض کے نکاح حلال ہے (۴۸) بغیر ولی اور بغیر گواہ کے آپ کے ساتھ نکاح کا جواز (۴۹) آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کا حرام ہونا (۵۰) آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج کے نفقہ کا وجوب (۵۱) ازواج میں آپ پر باریوں کی تقسیم کا واجب نہ ہونا (۵۲) جب آپ کسی باندی سے دخول کر لیں تو اس کی ماں اور بیٹی کا آپ پر حرام نہ ہونا (یہ صحیح نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہ)

Marfat.com

(۵۳) چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں رکھنا (۵۴) کسی عورت کو طلاق مغلظہ دے کر بغیر حلالہ کے اس سے دوبارہ نکاح کرنا (اس کا وقوع نہیں ہوا۔ سعیدی غفرلہ) (۵۵) ازواج کے سامنے تخییر پیش کرنے کا آپ پر وجوب (۵۶) تخییر کے بعد آپ پر دوسری عورتوں سے نکاح کا حرام ہونا، ایک قول یہ ہے کہ پھر بھی آپ کے لیے دوسری عورتوں سے نکاح مباح تھا۔ (۵۷) آپ ہر ایک کے کفو تھے، خواہ عورت کسی قدر معزز ہو (۵۸) باندیوں کے ساتھ نکاح کا آپ پر حرام ہونا، الا یہ کہ آپ ان کو آزاد کر کے نکاح کریں (۵۹) آپ پر ذمیات کے ساتھ نکاح کا حرام ہونا (۶۰) اگر بالفرض محال آپ کی کوئی زوجہ بدکاری کرے تو اس پر دگنا عذاب ہونا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پچیس جامع خصائص:

(۶۱) جب مسلمانوں کے پاس نفقہ نہ ہو تو آپ پر ان کی کفالت کا واجب ہونا (۶۲) آپ پر تہجد وتر اور مسواک کا واجب ہونا (صحیح یہ ہے کہ ابتداء میں آپ پر تہجد واجب تھی، بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہو گیا اور وتر امت پر بھی واجب ہے، لیکن شافعیہ کے نزدیک امت پر وتر واجب نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہ) (۶۳) آپ پر زکوۃ اور نفلی صدقہ کا حرام ہونا (۶۴) کسی ناجائز بات کو سن کر آپ پر واجب ہے کہ اس کا رد کریں اور آپ کا کوئی کام ناجائز نہیں ہے۔ (۶۵) تمام لوگوں کو جتنے علوم کا مکلف کیا گیا ہے، آپ تنہا ان تمام علوم کے مکلف ہیں (۶۶) آپ ہر روز ستر بار استغفار کرتے (بلکہ سو بار، سعیدی غفرلہ) (۶۷) آپ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے (۶۸) آپ ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے (۶۹) آپ کچا لہسن، پیاز اور گندنا نہیں کھاتے تھے (۷۰) آپ گوہ نہیں کھاتے تھے (۷۱) آپ مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے تاوقتیکہ اس کے قرض کا کوئی کفیل نہ ہو جائے (۷۲) آپ کے لیے وصول روزوں کا جواب (۷۳) حالت احرام میں آپ کے لیے نکاح کرنا جائز تھا (۷۴) آپ کے لیے مکہ میں قتال کرنا جائز کر دیا گیا (۷۵) آپ کی وجہ سے مدینہ کو حرم بنا دیا گیا (۷۶) آپ کو تنہا تمام کفار سے قتال کا مکلف کیا گیا (۷۷) آپ سو جاتے حتیٰ کہ خراٹے لیتے تھے، پھر اٹھ کر بغیر وضوء کے نماز پڑھتے (۷۸) آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے، اس کا اجر بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے برابر تھا (۷۹) آپ اگر کسی نمازی کو دوران نماز بلاتے تو اس پر آپ کے بلانے پر آنا واجب تھا (۸۰) آپ کے متعلق میت سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے (۸۱) آپ نے کسی کو اپنا وارث نہیں بنایا، آپ کی وفات کے بعد آپ کا مال صدقہ تھا (۸۲) آپ کے لیے حالت جنابت میں مسجد میں دخول کو مباح کر دیا گیا (۸۳) آپ کے لیے یہ مباح کر دیا گیا کہ آپ اپنے حق میں فیصلہ کر دیں، اسی طرح آپ کے لیے مباح کر دیا گیا کہ آپ اپنی اولاد کے حق میں فیصلہ کر دیں (۸۴) آپ کے لعاب مبارک کا موجب شفاء ہونا (۸۵) آپ کے پیشاب اور خون کا طاہر ہونا اور صحابہ کرام کا ان کو پینا، پیشاب پینے والی کے لیے فرمایا: تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہوگا، اور خون پینے والے کے متعلق فرمایا: تم پر دوزخ حرام کر دی گئی ہے۔ (۱) (۲)

۱۔ شرف المصطفیٰ، ج ۴، ص ۲۷۷۔۲۴۴ ۲۔ نعمۃ الباری، ج ۱، ص ۸۴۷۔۸۵۰

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا:

حدیث الباب میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے شفاعت دی گئی ہے، اس شفاعت سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں شبہات کیا ہیں؟ قرآن وحدیث شفاعت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ شفاعت کی اقسام کیا ہیں؟ کفار مسیح اور شفاعت میں کیا فرق ہے؟ ان تمام کا جاننا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے، اس لیے ان تمام ابحاث کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے:

شفاعت:

اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے روز حشر اپنے گنہگار بندوں کو بخش دے گا۔ بندے اسی کے مجرم ہیں۔ وہی بخشنے والا ہے۔ اس بخشش میں اس پر کسی کا اجارہ نہیں،

کسی کا زور نہیں۔ وہی تنہا اس مغفرت اور کرم گستری کا مالک ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مقبول اور مقرب بندوں کی عزت اور وجاہت دکھلانے کے لیے اپنے محبوب اور پسندیدہ بندوں کی شان ظاہر کرنے کے لیے، اپنے عباد خواص کی خصوصیت جتلانے کے لیے ان کو روز حشر یہ اعزاز بخشے گا یہ مقام عطا فرمائے گا، انہیں اجازت دے گا، اذن مرحمت فرمائے گا کہ وہ اس کے گنہگار بندوں کی شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ان کی شفاعت قبول فرما کر بے حساب گنہگاروں کو بخش دے گا۔

شفاعت کا لغوی معنی:

شفاعت کا لفظ شفع سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے:

"شفع" وهو مشتقة ، من الزياد لان الشفيع يضم البيع الى ملكه فيشفعه لله كا نه كان واحد اوتر ا حضار زو جاشغفاوالشافع هو الجاعلى المه تر شفعا۔ (علامہ محمد بن اثیر الجزری متوفی ۶۰۶ھ (۱) شفیع کا معنی ملانا اور زیادتی ہے کیونکہ شفعہ کرنے والا مبیع کو اپنی ملک کے ساتھ ضم کرتا ہے گویا کہ وہ ایک اور طاق کو، دو اور جفت کرتا ہے اور شافع وہ شخص ہے جو طاق کو جفت کرنے والا ہے۔ (نماز کے دوگانہ کو بھی شفعہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں بھی ایک رکعت کو دوسری رکعت کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ اسی طرح شفاعت میں بھی مجرم اپنی شفاعت کے لیے کسی مقبول بارگاہ الوہیت کو اپنے ساتھ بلاتا ہے۔)

اشفاعتة ! اسوال فى التجاوز عن الذنوب و الجرائم بينهم۔ (۲)

شفاعت:

آپ میں جرائم اور معاصی سے دوگذر کرنے کی درخواست ہے۔

شفاعت! سفارش کرنا یہ بہت سی حدیثوں میں وارد ہے اور یہ عام ہے کہ خواہ دنیا کے کاموں میں ہو یا آخرت کے امور میں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ "کسی کے گناہوں اور قصوروں کی معافی چاہنا۔ (۳)

۱۔ البدایۃ والنھایۃ، ج ۲، ص ۴۸۵ ۲۔ ایضاً ۳۔ مجمع بحار الانوار، ج ۲، ص ۲۰۰

Marfat.com

شفاعت کا اصطلاحی معنی:

معصیت کبیرہ میں تخفیف عذاب یا بالکلیہ اسقاط عذاب یا صغائر کی معافی یا جب نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں تو دخول جنت یا درجات کی بلندی کے لیے کوئی مقبول بارگاہ صمدیت اللہ تعالیٰ کے حضور، اس کی اجازت سے یا اس کی عطا کردہ وجاہت اور محبوبیت کی بنیاد پر کسی شخص کی شفاعت کرے۔

اہل قبلہ کے شفاعت میں نظریات:

خوارج: شفاعت کے مطلقاً قائل نہیں۔

معتزلہ: صغائر کی مغفرت اور رفع درجات کے لیے شفاعت کے قائل ہیں معصیت کبیرہ کے لیے شفاعت کے قائل نہیں ہیں۔

وہابیہ: دنیا میں طلب شفاعت کے قائل نہیں ہیں۔

دیابنہ: آخرت میں شفاعت بالاذن کے قائل ہیں (صغائر وکبائر کی بخشش اور رفع درجات وغیرہ کے لیے) شفاعت بالوجابت اور شفاعت بالمحبت کے قائل نہیں۔

اہل سنت:

دنیا اور آخرت میں صغائر اور کبائر کی مغفرت اور تخفیف عذاب اور بعض کفار کے لیے تخفیف اور رفع درجات ہر قسم کی شفاعت کے قائل ہیں خواہ یہ شفاعت بالاذن ہو یا بالوجاہت ہو یا بالمحبت ہو۔

خوارج کے شبہ کا ازالہ:

قرآن کریم میں ہے: الظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع:(۱)

ظالمین کا کوئی دوست اور مددگار ہے نہ ایسا شفاعت کرنے والا جس کی شفاعت قبول ہو۔

جواب: یہاں ظالمین سے مراد مشرکین ہیں کیونکہ قرآن کریم میں ظلم سے مراد شرک بھی لیا گیا ہے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْم (۲): سب سے بڑا ظلم شرک ہے

معتزلہ کے شبہ کا ازالہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ

روز حشر کسی شخص کی کوئی شفاعت قبول نہیں ہوگی۔

جواب: اولا اس آیت میں شفاعت کی مطلقاً نفی کی گئی ہے اور یہ عموم نفی معتزلہ کے لیے بھی مضر ہے کیونکہ صغائر کی مغفرت اور رفع

۱۔ غافر ۴۰:۱۸ ۲۔ لقمان ۳۱:۱۳

Marfat.com

درجات کے لیے وہ بھی شفاعت مانتے ہیں۔ ثانیا یہ آیت بنی اسرائیل کے کفار کے بارے میں وارد ہے جیسا کہ سیاق وسباق سے ظاہر ہے اور عموم الفاظ کے مقابلہ میں خصوصیت مورد کا اس وقت اعتبار نہیں ہوتا جبکہ وہ دوسرے دلائل سے ثابت نہ ہو۔ ثالثاً یہاں اس شفاعت کی نفی ہے جو اذن الٰہی کے بغیر ہو۔ رابعا: دنیا میں بعض اوقات اور بعض احوال میں شفاعت کی نفی ہے خامسا: آخرت کے بعض احوال میں شفاعت کی نفی ہے۔

بعض مخالفین کے شبہ کا ازالہ:

وہابیہ دنیا میں طلب شفاعت کے قائل نہیں ہیں۔(۱)

بعض علماء کہتے ہیں کہ شفاعت بالمحبت کا معنی ہے ''اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی شفاعت قبول نہ کرے تو اسے رنج ہوگا'' اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔

جواب:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جو مقامات عطا فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کی شفاعت کو قبول کرتا ہے۔ اس کی درخواست کو مان لیتا ہے۔ اگر قبول نہ کرے، نہ مانے تو اس کو کوئی رنج نہیں ہوتا۔ لیکن نہ ماننا، نہ قبول کرنا اس مقام محبت کے خلاف ہے جو اس نے اس محبوب کو عطا کیا ہے۔ خود فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندہ کو محبوب بنالیتا ہوں تو۔۔۔ لئن سئلنی لاعطینہ (۲) جب وہ (محبوب) مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور بالضرور دیتا ہوں۔ اسی طرح بعض علماء کہتے ہیں کہ شفاعت بالوجاہت کا معنی ہے ''اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی وجیہ بندہ کی شفاعت نہ قبول کرے تو اسے نقصان کا خوف اور خطرہ ہے۔)

جواب:

اللہ تعالیٰ نے اپنے مکرم بندہ کو یہ عزت اور وجاہت دی ہے کہ وہ اس کی درخواست کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ اگر وہ اس درخواست کو قبول نہ کرے، نہ مانے تو اس کو کوئی خوف ہے نہ کسی نقصان کا خطرہ ہے لیکن اس عبد وجیہ کی بات نہ ماننا اس عزت اور وجاہت کے خلاف ہے جو اس نے اپنے مقبول اور مکرم بندہ کو عنایت فرمائی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی حضور الوہیت میں وجاہت:

حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۳)

سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں لاریب ہم نیکوکاروں کو یونہی جزا دیتے ہیں بلاشبہ وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں سے ہیں۔

۱۔ تاریخ نجد وحجاز، ص ۹۰ ۲۔ صحیح بخاری ج ۲، ص ۹۶۳ ۳۔ الصافات ۳۷: ۷۹۔۸۱

Marfat.com

حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے:

وَأَدْخَلْنَاهُ فِيْ رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِيْنَ (۷۵)(۱)

ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں داخل کرلیا، لاریب وہ صالحین میں سے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً (۲)

اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنالیا:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيْلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ(۳)

اور کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کیجئے، لاریب وہ صادق الوعد تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيْسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيْقاً نَّبِيّاً (۴)

اور کتاب میں ادریس علیہ السلام کا ذکر کیجئے۔ بلاشبہ وہ بہت سچے نبی تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهاً (۵)

اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب عزت وجاہت تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں:

وَوَهَبْنَا لِدَاوُوْدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّاب(۶)

اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا، وہ کیا ہی خوب بندے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بکثرت رجوع کرنے والے تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں:

نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّاب(۷)

کیا ہی خوب بندے ہیں، بکثرت رجوع کرنے والے۔

۱۔ انبیاء۱۲: ۷۵ ۲۔ النساء۴: ۱۲۵ ۳۔ مریم۱۹: ۵۴ ۴۔ ایضا: ۵۶

۵۔ احزاب۳۳: ۶۹ ۶۔ ص۳۸: ۳۰ ۷۔ ایضاً: ۴۴

Marfat.com

حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب اور اسحٰق علیہم السلام کے بارے میں:

وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ (۱)

یہ ہمارے نزدیک، بہترین، پسندیدہ اور برگزیدہ ہیں

حضرت اسماعیل، یسع اور ذوالکفل کے بارے میں:

وَجِيهاً فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ (۲)

(عیسی بن مریم) دنیا اور آخرت میں صاحب عزت اور وجاہت ہیں،

تمام نبیوں کے بارے میں:

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحاً هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطاً وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (۳)

اور ہم نے (ابراہیم) کو اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور سب کو ہدایت دی۔ اور اس سے پہلے نوح کو ہدایت دی اور اس کی اولاد سے، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو ہدایت دی اور ہم اسی طرح نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں۔ اور زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس سب صالحین سے ہیں۔ اور اسماعیل، یسع، یونس اور لوط۔ اور ان سب کو تمام جہانوں پر فضلیت دی اور ان کے آباؤ، اولاد اور اخوان کو ہم نے پسندیدہ قرار دیا اور ہم نے ان کو صراط مستقیم کی ہدایت دی۔

إِنَّ اللّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ (۴)

لاریب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو، نوح کو آل ابراہیم کو اور آل عمران کو تمام جہانوں پر فضلیت دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور الوہیت میں وجاہیت قرآن سے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(۱) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (۵)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

۱۔ ص ۳۸:۴۷ ۲۔ آل عمران ۳:۴۵ ۳۔ انعام ۶:۸۴۔۸۷ ۴۔ آل عمران ۳:۳۳

۵۔ انبیاء ۲۱:۱۰۷

Marfat.com

(۲)مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ (۱)

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ کفار پر عذاب نازل کرے درآں حالیکہ آپ ان کے درمیان ہوں۔

(۳)فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (۲)

ہم آپ کا قبلہ وہی بنادیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔

(۴) فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى(۳)

آپ دن کے اطراف میں نماز پڑھیے تا کہ آپ اللہ سے راضی ہوں۔

(۵)وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى (۴)

آپ کا رب آپ کو عنقریب اس قدر دیگا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

(۶) عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا (۵)

اللہ تعالیٰ آپ کو عنقریب مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

(۷) الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ (۶)

وہ جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے خواہ آپ قیام میں ہوں یا سجدہ کرنے والوں میں پلٹ رہے ہیں۔

(۸) وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۷)

اور جو لوگ رسول اللہ کو اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت احادیث سے :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں عرض کرتی ہیں:

(۱) ماارى ربك الايسارع فى هواك۔(۸)

میں یہی خیال کرتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی رضا جوئی میں بہت جلدی کرتا ہے۔

(۲) انا سید ولد ا دم یوم القیامة ولا فخرو بیدی لو اء الحمد ولا فخر۔(۹)

قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں، حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اور اس پر فخر نہیں

۱۔ انفال ۸:۳۳ ۲۔ بقرہ ۲:۱۴۴ ۳۔ طٰہٰ ۲۰:۱۳۰ ۴۔ ضحیٰ ۹۳:۵

۵۔ اسراء ۱۷:۷۹ ۶۔ شعراء ۲۶:۲۱۹ ۷۔ توبہ ۹:۶۱ ۸۔ صحیح بخاری، ج ۲، ص ۶۶

۹۔ صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۴۵

Marfat.com

(۳) وانا مبشر هم اذا ایسوا (۱)

روزحشر جب تمام لوگ ناامید ہو جائیں گے تو ان کو بشارت کی نوید میں سناؤں گا

(۴) وما من بنی یومئذ آدم فمن سواہ الاتحت لوائی (۲)

آدم سمیت تمام انبیاء قیامت کے دن میرے ہی جھنڈے تلے ہوں گے۔

(۵) الاو انا حبیب الله ولا فخر وانا حامل لواء الحمدیوم القیامة ولا فخر۔ (۳)

سنو! میں اللہ کا محبوب ہوں اور فخر نہیں، قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور فخر نہیں

(۶) انا اول شفیع فی الجنة لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت۔ (۴)

سب سے پہلے جنت کی شفاعت میں کروں گا کسی نبی کی اس قدر تصدیق نہیں کی گئی جس قدر میری تصدیق کی گئی ہے

(۷) اذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین وخطیبهم و صاحب شفاعتهم غیر فخر۔ (۵) قیامت کے دن تمام نبیوں کا امام میں ہوں گا انہیں خطبہ دوں گا ان کی شفاعت کروں گا اور فخر نہیں کرتا۔

(۸) انا اول من یحرك حلق الجنة فیفتح الله لی (۶) سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھٹکھٹاؤں گا اور اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے کھول دے گا۔

(۹) انا اکرم الاولین والاخرین ولا فخر (۷)

حشر کے دن تمام اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم، میں ہوں گا اور فخر نہیں۔

(۱۰) انا قائد المرسلین ولا فخر (۸)

میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں

تمام انبیاء علیہم السلام کی وجاہت قرآن کریم کی متعدد آیات سے ظاہر ہو چکی ہے۔ اور بالخصوص نبی اکرم ﷺ کی وجاہت اور محبوبیت متعدد آیات اور احادیث سے ثابت ہو چکی ہے۔ اور صحیح بخاری کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کا سوال ضرور پورا فرماتا ہے ان دلائل کی بنیاد پر اہل سنت کہتے ہیں کہ شفاعت کی عمومی اجازت کے علاوہ انبیاء علیہم السلام بالعموم اور حضور سید عالم ﷺ بالخصوص اپنی وجاہت اور محبوبیت کی بناء پر شفاعت فرمائینگے۔ حضور ﷺ کی وجاہت پر ہم نے تاریخ نجد وحجاز میں بھی مفصلاً گفتگو کی ہے۔

۱۔ جامع ترمذی، ص ۵۱۹ ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً

۴۔ صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۱۲ ۵۔ جامع ترمذی، ص ۵۲۰، سنن ابن ماجہ، ص ۳۲۰ ۶۔ جامع ترمذی، ص ۵۲۰

۷۔ ایضاً ۸۔ مسند دارمی، ص ۱۶

Marfat.com

شفاعت پر قرآن کریم سے دلائل:

حضرت نوح علیہ السلام:

(۱) رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَن دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِناً(۱)

اے میرے رب میری، میرے والدین کی اور جو مومن میرے گھر میں داخل ہوں ان کی مغفرت فرما۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام:

(۲) رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُومُ الْحِسَابُ(۲)

اے ہمارے رب روز حشر میری، میرے والدین کی اور تمام مومنوں کی مغفرت فرما۔

(۳) سَأَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ إِنَّهُ کَانَ بِیْ حَفِیّا(۳)

میں عنقریب اپنے رب سے تیری شفاعت کروں گا، وہ مجھ پر مہربان ہے۔

(۴) إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِیمَ لِأَبِیْهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ(۴)

مگر ابراہیم کا قول اپنے باپ کیلئے کہ میں تیری شفاعت کروں گا۔

(۵) فَمَن تَبِعَنِیْ فَإِنَّهُ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَإِنَّکَ غَفُورٌ رَّحِیمٌ(۵)

جو میرا پیروکار ہے، وہ میرا ہے اور جس نے میرے کہنے پر عمل نہیں کیا تو اس کے لیے تو بخشنے والا اور مہربان ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

(۶) رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِأَخِیْ وَأَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ(۶)

اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر دے۔

حضرت یوسف علیہ السلام:

(۷) سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِیمُ(۷)

میں عنقریب اپنے رب سے تمہاری شفاعت کروں گا۔

۱۔ نوح ۷۱:۲۸ ۲۔ ابراہیم ۱۴:۴۱ ۳۔ مریم ۱۹:۴۷ ۴۔ ممتحنہ ۶۰:۴

۵۔ ابراہیم ۱۴:۳۶ ۶۔ اعراف ۷:۱۵۱ ۷۔ یوسف ۱۲:۹۸

Marfat.com

(۸) لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ(۱)

آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

(۹) إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ(۲)

اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو، تو غالب حکمت والا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم:

(۱۰) وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا(۳)

اگر یہ لوگ گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کی بارگاہ میں حاضری دیں، اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور آپ ان کی شفاعت کر دیں تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

(۱۱) وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (۴)

اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے مغفرت طلب کیجئے۔

(۱۲) فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ (۵)

ان کو معاف کر دیجئے اور ان کے لیے شفاعت کیجئے۔

(۱۳) وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ(۶)

صحابہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کیجئے۔

(۱۴) وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ(۷)

صحابیات کے لیے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کیجئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی شفاعت طلب کرتے ہیں:

(۱۵) قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ(۸)

انہوں نے کہا اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں پر مغفرت طلب کیجئے بے شک ہم خطار کار ہیں۔

۱۔ یوسف ۱۲:۹۲ ۲۔ مائدہ ۵:۱۱۸ ۳۔ نساء ۴:۶۴ ۴۔ محمد ۴۷:۱۹

۵۔ آل عمران ۳:۱۵۹ ۶۔ النور ۲۴:۶۲ ۷۔ ممتحنہ ۶۰:۱۲ ۸۔ یوسف ۱۲:۹۷

Marfat.com

(۱۶) مَن ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِه(۱)

اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کون شفاعت کر سکتا ہے۔

(۱۷) مَا مِن شَفِیْعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِه (۲)

اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔

(۱۸) لَا یَمْلِکُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَنِ عَهْداً (۳)

اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت وہی کر سکے گا جس نے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کا عہد لے لیا ہے۔

(۱۹) یَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَن

روز حشر اسی کی شفاعت نفع دے گی جس کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہے۔(۴)

(۲۰) وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ

شفاعت اسی کے لیے نفع بخش ہوگی جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔(۵)

(۲۱) مَّن یَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَکُن لَّهُ نَصِیْبٌ مِّنْهَا

جو شخص نیکی کی شفاعت کرے گا اس کو شفاعت پر اجر ملے گا۔(۶)

صالحین کی شفاعت مومنین کے لیے:

(۲۲) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُونَا بِالْإِیْمَانِ

اے ہمارے رب! ہماری مغفرت فرما اور ہم سے پہلے گزرے ہوئے مسلمان بھائیوں کی۔

فرشتوں کی شفاعت:

(۲۳) الَّذِیْنَ کَذَّبُوا بِالْکِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ یَعْلَمُونَ

وہ جنہوں نے جھٹلائی کتاب اور جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا وہ عنقریب جان جائیں گے۔(۷)

(۲۴) یَوْمَ یَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِکَةُ صَفّاً لَّا یَتَکَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرحْمَنُ وَقَالَ صَوَاباً

جس دن جبرئیل اور عام فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اس دن اللہ تعالیٰ کے حضور وہی بات کر سکے گا جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔ اور وہ صحیح بات کرے گا۔(۸)

۱۔ بقرۃ ۲:۲۵۵ ۲۔ یونس ۱۰:۳ ۳۔ مریم ۱۹:۸۷ ۴۔ طٰہٰ ۲۰:۱۰۹
۵۔ سبا ۳۴:۲۳ ۶۔ سبا ۳۴:۲۳ ۷۔ غافر ۴۰:۷۰ ۸۔ نباء ۷۸:۳۸

Marfat.com

(۲۵) وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى

اور فرشتے اسی کی شفاعت کریں گے جس کی شفاعت پر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔(۱)

(۲۶) فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ

اے اللہ ان لوگوں کو معاف کر جنھوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا۔(۲)

(۲۷) رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدتَّهُم وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اے ہمارے رب مسلمانوں کو دائمی جنت میں داخل فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور جو ان کے آباؤ ازواج اور اولاد میں سے صالح ہوں۔ اور ان کو جنت میں داخل فرما۔ لاریب تو غالب حکمت والا ہے۔(۳)

(۲۸) وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَن تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اے اللہ ان لوگوں کو گناہوں کے عذاب سے بچا اور جس شخص کو تو نے اس دن گناہوں کے عذاب سے بچا لیا اس پر تو نے رحم کیا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔(۴)

کفار کا شفاعت سے محروم ہونا، شفاعت کا ان کے لیے نفع آور نہ ہونا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہونا اور اس محرومی پر ان کی حسرت اگر مسلمانوں کو بھی کسی کی نصرت اور شفاعت حاصل نہ ہو تو کفار کے لیے یہ محرومی باعث حسرت نہ ہوگی کیوں کہ وہ دیکھیں گے کہ مسلمان بھی اس محرومی میں ان کے ساتھ ہیں۔

(۲۹) فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ

کفار کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دیگی۔(۵)

(۳۰) فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا

تو کیا ہماری شفاعت کرنے والے کوئی ہیں؟(۶)

(۳۱) فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ

پس اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں؟(۷)

(۳۲) لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ (۸)

۱۔ انبیاء ۲۱:۲۸ ۲۔ مومن ۴۰:۸ ۳۔ مومن ۴۰:۸ ۴۔ مومن ۴۰:۹

۵۔ مدثر ۷۴:۴۸ ۶۔ اعراف ۷:۵۳ ۷۔ شعراء ۲۶:۱۰۰ ۸۔ انعام ۶:۵۱

Marfat.com

اللہ سے ہٹ کر کفار کا کوئی مددگار ہے نہ کوئی شفاعت کرنے والا۔

(۳۳) مَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُطَاعُ (۱)

ظالموں کے لیے کوئی ایسا مددگار اور شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا جس کی بات مانی جائے۔

(۳۴) وَلَمْ یَکُن لَّهُم مِّن شُرَکَائِهِمْ شُفَعٰٓؤُا (۲)

ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کا شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔

(۳۵) وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِن دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ (۳)

جن (بتوں) کی یہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے البتہ جو حق کی شہادت دیتے ہیں (انہیں شفاعت کا اختیار دیا گیا ہے۔)

(۳۶) أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ (۴)

ہم نے کفار کو ہلاک کر دیا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

(۳۷) فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ (۵)

اس کے لیے کوئی طاقت ہے نہ مددگار۔

(۳۸) وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِیْنَ (۶)

ان کا کوئی مددگار نہیں۔

(۳۹) فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَاباً شَدِیْداً فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِیْنَ (۷)

اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دیا ان کا کوئی مددگار نہیں۔

(۴۰) أُوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِیْمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِیْنَ (۸)

ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

(۴۱) فَإِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَن یُضِلُّ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِیْنَ (۹)

۱۔ غافر ۴۰:۱۸ ۲۔ روم ۳۰:۱۳ ۳۔ زخرف ۴۳:۸۶ ۴۔ محمد ۴۷:۱۳

۵۔ طارق ۸۶:۱۰ ۶۔ ایضاً:۲۲ ۷۔ ایضاً:۵۶ ۸۔ ایضاً:۹۱

۹۔ نحل ۱۶:۳۷

Marfat.com

اللہ تعالیٰ گمراہوں کو ہدایت نہیں دیتا اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

(۴۲) وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِيْنَ (۱)

تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

(۴۳) وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِيْن (۲)

اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

(۴۴) وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنصَارٍ (۳)

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

(۴۵) وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنصَار (۴)

اور ظالموں کا کوئی مدگار نہیں۔

(۴۶) وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيْرٍ (۵)

زمین میں ان کا کوئی حامی ہے نہ مددگار۔

(۴۷) وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِن نَّصِيْرٍ (۶)

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

(۴۸) فَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِن نَّصِيْر (۷)

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

(۴۹) وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْراً (۸)

تم منافقوں کا کوئی مددگار ہرگز نہ پاؤ گے

(۵۰) لَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيّاً وَلَا نَصِيْراً (۹)

اور وہ لوگ اللہ کے سوا حامی نہ پائیں گے نہ مددگار۔

۱۔ عنکبوت ۲۹:۲۵ ۲۔ جاثیہ ۴۵:۳۴ ۳۔ آل عمران ۳:۱۹۲

۴۔ مائدہ ۵:۷۲ ۵۔ توبہ ۹:۷۴ ۶ حج ۲۲:۷۱

۷۔ فاطر ۳۵:۳۷ ۸ نساء ۴:۱۴۵ ۹ احزاب ۳۳:۱۷

Marfat.com

(۵۱) ثُمَّ لَا یَجِدُونَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا(۱)

پھر وہ کوئی حامی اور مددگار نہیں پائیں گے۔

شفاعت پر احادیث سے دلائل:

(۱) فاذا رایته وقعت ساجد افید عنی ما شاء الله ان ید عنی ثم یقال لی ارفع راسك فسل تعطه وقل تسمع و اشفع تشفع فار فع راسی فا حمدربی بتحمید یعلمنی ثم اشفع فیحد لی حد اثم اخر جهم من النار و ادخلهم لجنة ثمه ا عود فاقع ساجد امثله فی الثالثة او الرابعة حتیٰ ما بقی فی النار الا من حیسه القرآن و کان قتاده یقول عند هذا ای وجب علیهم الخلود۔(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارہ گاہ میں سجدہ ریز دیکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رکھے گا۔ پھر مجھ سے کہا جائیگا ''اپنا سر اٹھاؤ، مانگو ملے گا شفاعت کرو، قبول ہوگی۔'' پھر میں اپنے رب کی وہ حمد کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت تعلیم دے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا پھر میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی۔ پھر میں گنہگاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردوں گا۔ پھر میں دوبارہ سجدہ کروں گا اور پھر شفاعت کرونگا۔ (تین یا چار بار) حتیٰ کہ جہنم میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کو قرآن نے روک لیا ہے۔ قتادہ کہتے تھے یعنی جن پر جہنم کا دوام واجب ہو چکا ہے۔

(۲) اسعد الناس بشفا عتی یوم القیامة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه(۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن میری شفاعت حاصل کرنے میں سب سے زیادہ کامیاب شخص وہ ہوگا جس نے خلوص دل سے کلمہ پڑھا۔''

(۳) عن جابر بن عبدالله ان النبی ﷺ قال اعطیت خمسا لم یعطهن احد قبلی نصرت بالرعب مسیرة شهر وجعلت لی الارض مسجد ا وطهوراً فایما رجل من امتی ادرکته الصلوٰة فلیصل واحلت لی المغانم ولیم تحل لاحد قبلی و اعطیت الشفاعة و کان النبی بعثث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس عامة (۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی۔ تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور جائے تیمّم بنادیا لہذا میری امت

۱۔ فتح ۴۸:۲۲ ۲۔ صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۹۷، صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۰۹، ابن ماجہ، ص ۳۲۰

۳۔ صحیح بخاری، ج ۱، ص ۳۰ ۴۔ صحیح بخاری، ج ۱، ص ۴۸

Marfat.com

سے جو شخص نماز کا وقت پائے تو نماز پڑھ لے اور میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا۔ مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ پہلے نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔

(۴) عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ انا اول الناس من يشفع فى الجنة ۔(۱)

(۵) عن ابى هريرة ان رسول الله ﷺ قال لكل نبى دعوة مستجابة فتعجل كل نبى دعوة وانى اختبات دعوتى شفاعة لامتى يوم القيامة فهى نائلته ان شاء الله من مات من امتى لايشرك بالله شيئا(۲)

حضرت ابوھریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور ہر ایک نے اس دعا کو دنیا میں خرچ کر لیا اور میں نے اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے بچا رکھا ہے اور یہ ان شاء اللہ میری امت کے ہر اس فرد کو حاصل ہوگی جو شرک سے پاک رہے گا۔

(۶) عن عبدالله بن عمرو بن العاص ان النبى ﷺ تلاقول الله تعالىٰ فى ابراهيم عليه السلام رب انهن اضللن كثيرًا من الناس فمن تبعنى فانه منى الاية وقال عيسىٰ عليه السلام ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم فرفع يديه وقال اللهم امتى امتى وبكى فقال الله يا جبرائيل اذهب الى محمد و ربك اعلم فاسئله ما يبكيك فاتا ه جبرائيل عليه السلام فسئله فاخبره رسول الله ﷺ بما قال وهوا علم فقال الله تعالىٰ يا جبرائيل اذهب الى محمد فقل انا سرضيك فى امتك ولا نسئو ك۔(۳)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول تلاوت فرمایا: رب انھن اضللن اور عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول تلاوت فرمایا: اے اللہ! اگر تو انھیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے، تو غالب اور حکیم ہے۔ پھر آپ نے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا: ''اے اللہ! میری امت، میری امت'' پھر آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل محمد کے پاس جاؤ اور پوچھو (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) ''کیوں روتے ہو۔'' پھر جبرائیل آپ کے پاس آئے اور آپ سے دریافت کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے انھیں خبری دی پھر جبرائیل نے جا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو حضور ﷺ کے پاس بھیجا اور فرمایا جا کر کہو ''ہم تم کو تمہاری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وهذا الحديث مرافق لقول الله عز وجل ولسوف يعطيك ربك فترضى واما قوله تعالىٰ و لا نسئلك فقال

۱۔ صحیح مسلم، ج۱، ص۱۱۲　۲۔ ایضاً ۱۱۳　۳۔ ایضاً

Marfat.com

صاحب التحریر ھو تاکید للمعنی ای لا یحزنك لان الارضاء قد یحصل فی حق البعض بالعفو عنھم ویدخل الباقی النار فقال تعالیٰ نرضیك ولا نذخل علیك حزنا بال ننجی الجمیع ۔ واللہ اعلم ۔

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے فرمان ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ کے موافق ہے۔ رہا اللہ تعالیٰ کا قول و لا نسئلك (ہم آپ کو رنجیدہ ہونے نہیں دے گے۔) اس کی شرح میں صاحب تحریر کہتے ہیں کہ یہ تاکید ہے کیونکہ راضی کرنے کا معنی یوں بھی ہوسکتا ہے کہ بعض کی مغفرت کر دیں اور بعض کو عذاب دیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہم آپ کو راضی کریں گے اور رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تمام گنہگاروں کو نجات دے دیں گے۔ واللہ اعلم (۱)

(۷) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ ﷺ ذکر عندہ عمہ ابو طالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ ۔(۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری شفاعت سے اس کو فائدہ پہنچے گا۔ (عذاب میں تخفیف ہوگی)

(۸) عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ شفاعتی لاھل الکبائر من امتی ۔(۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔

(۹) عن ابی امامۃ یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول وعدنی ربی ان یدخل الجنۃ من امتی سبعین الفالا حساب علیھم ولا عذاب مع کل الف اسبعون الفاوثلث حثیات من حثیات ربی۔(۴)

حضرت ابی امامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمالیا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار (افراد) کو جنت میں عذاب وحساب کے بغیر داخل کر دے گا اور ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار کو داخل کرے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنی مٹھیوں میں سے تین مٹھیاں بھی جنت میں ڈال دے گا۔

(۱۰) عن عبداللہ بن شفیق قال کنت مع رھط با یلیاء فقال رجل منھم سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل من امتی اکثر من بنی تمیم ۔(۵)

حضرت عبداللہ بن شفیق بیان کرتے ہیں میں نے ایلیاء میں ایک شخص سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک شخص (اویس قرنی یا عثمان) کی شفاعت کے سبب سے بنو تمیم کے افراد سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

(۱۱) عن ابی سعید ان رسول اللہ ﷺ قال ان من امتی من یشفع للفئام من الناس و منھم من یشفع

۱۔ شرح النووی علی ہامش المسلم، ج ۱، ص ۱۱۴ ۲۔ صحیح بخاری، ج ۲، ص ۹۷۱، صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۱۵

۳۔ جامع ترمذی، ص ۳۵۱، سنن ابوداؤد، ص ۲۹۶ ۴۔ جامع ترمذی، ص ۳۵۱ ۵۔ ایضاً

Marfat.com

للقبيلة ومنهممن يشفع للعصبه ومنهم من يشفيع للرجل حتىٰ يد خلو الجنة ۔(۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے کچھ لوگ ایک گروہ کی شفاعت کریں گے کچھ ایک قبیلہ کی کچھ ایک جماعت کی اور کچھ ایک شخص کی حتیٰ کہ وہ سب جنت میں داخل ہو جائیں۔

(۱۲) عن عوف بن مالك الا شجعى قال قال رسول الله ﷺ اتانى ات من عندربى فخيرنى بين ان يدخل نصف امتى الجنة و بين الشفاعة فاخترت الشفاعة وهى لمن مات لا يشرك بالله شيئا ۔(۲)

حضرت عوف بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس اللہ کا پیغام آیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ اللہ میری آدھی امت کو جنت میں داخل کر دے، یا میں شفاعت کروں۔ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور یہ شفاعت ہر اس مسلمان کو حاصل ہوگی۔ جو شرک پر نہیں مرے گا۔

(۱۳) عن ابن عباس انه سمع رسول الله ﷺ يقول من كان له فرطان من امتى ادخله الله بهما الجنة فقالت له عائشة فمن كان له فرط من امتك قال ومن كان له فرط يا موفقة قالت فمن لم يكن له فرط من امتك قال فانا فرط امتى لن يصابوا بمثلى ۔(۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے جس شخص کے دو پیش رو (فوت شدہ دو کم سن بچے) ہوں وہ اس شخص کو جنت میں لے جائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ کی امت میں سے جس شخص کا ایک پیش رو ہو؟ فرمایا: اے صاحبہ حیرات اس کو وہ ایک پیش رو ہی لے جائیگا۔ عرض کیا جس کا کوئی پیش رو نہ ہو؟ فرمایا ''جس کا کوئی نہیں ہوگا۔ اس کا ''میں'' ہوں گا'' کیونکہ میری امت کو میری جدائی سے بڑھ کر کسی کی جدائی کی تکلیف نہیں پہنچی۔

(۱۴) عن عبدالله بن عمر وبن العاص انه سمع النبى ﷺ يقول اذا سمعتم المئوذن فقرلوا مثل يا يقول ثم صلوا على فانه من صلى على صلوٰة ﷺ بها عشر ا ثم سلوا الله لى الوسيلة فانها منزلة فى الجنة لا تنبغى الا لعبد من عباد الله وار جوا ان اكون انا هو فمن سال لى الوسيلة حلت عليه الشفاعة ۔(۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم موذن سے اذان سنو تو وہ کلمات دہراؤ پھر مجھ پر درود شریف پڑھو۔ کیونکہ جو مجھ پر ایک صلوٰۃ بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس صلوٰۃ نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لیے وسیلہ مقام رفیع) کی دعا کرو کیونکہ وہ جنت میں ایک مرتبہ جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو ملے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ

۱۔ جامع ترمذی، ص ۳۵۱ ۲۔ ایضاً ۳۔ سنن ابن ماجہ، ص ۳۱۹

۴۔ صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۶۶، جامع ترمذی، ص ۵۲۰

Marfat.com

میں ہوں گا۔ جس شخص نے میرے لیے وسیلہ کی دعا کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگی۔

(۱۵) عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله من زار قبری وجبت له شفاعتی ۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(۱۶) عن ابی هریره رضی الله عنه قال ، قال رسول الله ﷺ من زارنی بعد موتی فکانمازارنی وانا حی و من زارنی کنت له شهیدا وشفیعا یوم القیامة۔(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی اور جس نے میری زیارت کی روز قیامت میں اس کے حق میں گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کرونگا۔

(۱۷) عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله ﷺ قال من ذارنی بالمدینة کنت له شفیعا وشهید ایوم القیامة ۔(۳)

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مدینہ میں میری زیارت کی میں روز قیامت اس کے حق میں شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

(۱۷) من قبل ظفر ی ابهامیه عند سماع اشهد ان محمد ا رسول الله فی الاذان انا قائده ومدخله فی صفوف الجنة ۔(۴)

جو شخص اذان میں ''اشهدا ن محمد ارسول الله'' سن کر انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے گا میں اس کی قیادت کروں گا اور اسے جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔

(۱۹) عن ابن عباس رضی الله عنهما قال!قال رسول الله ﷺ وسلم انا اول شافع واول مشفع یو م القیمة ولا فخر۔(۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور اس پر فخر نہیں۔

۱۔ سنن دار قطنی، ج ۲، ص ۲۷۸ ۲۔ وفاء الوفا، ج ۲، ص ۱۳۴۵ ۳۔ ایضاً

۴۔ ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۷۰ ۵۔ صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۷۵

Marfat.com

(۲۰) عن ابی بن کعب قال !قال النبی ﷺ اذا کان یو م القیمة کنت امام النبیین و خطیبهم و صاحب شفاعتهم غیر فخر۔(۱)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن قائم ہوگا تو تمام نبیوں کا امام میں ہونگا خطبہ دینے والا میں ہونگا شفاعت کرنے والا، میں ہونگا اور اس فخر پر نہیں۔

(۲۱) انا اول شفیع فی الجنة۔(۲)

(۲۲) عن عثما ن بن عفان قال !قال رسول الله ﷺ یشفع یوم القیمة ثلثة الانبیاء ثم العلما ء ثم الشهدا ء (۳)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے۔انبیاء، علماء پھر شہدا۔

(۲۳) عن ابی الدرداء قال ؛ قال رسول الله ﷺ ان طالب العلم یستغفر له من فی السماء والارض حتی الحیتان فی الماء ۔(۴)

حضرت ابودراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طالب علم کے لیے آسمان وزمین کی تمام مخلوق حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔

(۲۴) عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه قال !قال رسول الله ﷺ من قرا القرآن و حفظه ادخله الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قد استوجب النار۔(۵)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ کرلیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کردے گا اور اس کو اس کے خاندان کے ان دس افراد کے لیے شفاعت کرنے والا بنادے گا جن کے لیے جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔

(۲۵) عن ابی الدرداء قال!سمعت رسول الله ﷺ یقول انه یستغفر للعالم من فی السموات و من فی الارض حتی الحیتان فی الماء ۔(۶) سنن ابن ماجہ، ص ۲۱)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عالم کے لیے تمام اہل آسمان وزمین حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں بھی

۱۔ جامع ترمذی، ص ۵۴۰ ۲۔ سنن ابن ماجہ، ص ۳۲۰ ۳۔ ایضاً
۴۔ ایضاً ۳۲۰ ۵۔ ایضاً، ص ۳۱۹

Marfat.com

شفاعت کرتی ہیں۔

(۲۶) عن علی قال! قال رسول الله ﷺ ان السقط ليرا غم ربه اذا ادخل ابو يه النا ر فيقال ابها السقط المراغم ربه ا ادخل ابويك الجنة فيجر هما بسور ه حتى يدخلهما الجنة۔(۱)

(۲۷) اول من اشفع له من امتى اهل بيتى ثم الاقرب فالا قرب من قريش ثم الانصار ثم من امن لى و اتبعنى من اليمن ثمه سائر العرب ثم الا عاجم(۲)

اپنی امت میں سے سب سے پہلے جس کی شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں۔ اقرب فاقرب۔ پھر انصار پھر یمن کے مومنین پھر باقی عرب اور تمام عجم کے مومنین۔

(۲۸) اول من اشفع له من امتى من اهل المدينة ثم اهل مكة اهل الطائف۔(۳)

اپنی امت میں سے میں سب سے پہلے اہل مدینہ کی شفاعت کروں گا پھر اہل مکہ کی پھر اہل طائف کی۔

(۲۹) عن عمران بن حصين النبى ﷺ قال يخرج من النار قوم بشفاعة محمد فيد خلون الجنة فيسمون الجهنمين۔(۴)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ایک قوم جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائیگی ان کا نام جہنمی ہوگا۔

(۳۰) عن انس بن مالك قال !قال رسول الله ﷺ حياتى خير لكم ينزل على الوحى من السماء فاخبر كم بما يحل لكم و ما يحرم عليكم و موتى خير لكم تعرض على اعمالكم كل خميس فما كان من حسن حمدت الله عليه و ما كان من ذنب ، استوهب الله ذنوبكم (۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری زندگی میں بھی تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ مجھ پر آسمان سے وحی اترتی ہے اور میں تم کو حلال اور حرام کی خبر دیتا ہوں اور میری وفات میں بھی تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اچھے اعمال پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور تمہارے گناہوں پر میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری مغفرت کی شفاعت کرتا ہوں۔

۱۔ سنن ابن ماجہ، ص ۱۱۵ ۲۔ الصواعق المحرقۃ، ج ۲، ص ۱۲۰

۳۔ ایضاً، ج ۲، ص ۹۷۱ ۴۔ صحیح بخاری، ج ۲، ص ۹۷۱

۵۔ الوفاء باحوال المصطفیٰ، ص ۸۱۰

Marfat.com

(۳۱) عن عائشه عن النبی ﷺ قال مامن میت تصلی علیه امتی من المسلمین یبلغون مائة کلهم یشفعون له الا شفعوا فیه۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی نماز جنازہ میں سو مسلمان شریک ہوں اور اس کی شفاعت کریں تو ان کی شفاعت ضرور قبول کی جاتی ہے۔

(۳۲) عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال الی سمعت رسول الله ﷺ یقول ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازه اربعون رجلا لا یشر کون بالله شیا الا شفعهم الله فیه ۔(۲)

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا جو مسلمان شخص فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس مسلمان شریک ہوں اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کی اس شخص کے حق میں شفاعت قبول فرماتا ہے۔

(۳۳) عن ابی امامة الباهلی قال سمعت رسول الله ﷺ یقول اقرء وا القرآن فانه یاتی یوم القیامه شفیعا لاصحابه۔(۳)

حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھو وہ اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

(۳۴) اخرج الطبرانی فی الاوسط) والحاکم و صححه والبیهقی عن ابن عباس قال اقال رسول الله ﷺ للانبیاء منابر من ذهب فیجلسون علیها و بیقی منبری لا اجلس علیه قائما بین یدی ربی منتصبا مخافة ان یبعث بی الی الجنة و تبقی امتی بعدی فاقول یارب امتی امتی فیقول الله یا محمد وما ترید ان اصنع یا متك فاقول یارب عجل حسابهم فما ر ال اشفع حتی اعطی صکاکا قد بعث بهم الی لنار وحتی ان مالکاخازن النار یقول یا محمد ماترکت لغضب ربك فی امتك من بقیة۔(۴)

طبرانی، حاکم اور بیہقی نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز حشر انبیاء علیہم السلام کے لیے سونے کے منبر ہوں گے جن پر وہ رونق افروز ہوں گے اور میں اپنے منبر پر نہیں بیٹھوں گا اپنے رب کے سامنے اس خوف سے کھڑا ہونگا کہ مبادا مجھے جنت میں بھیج دیا جائے گا اور میری امت رہ جائے۔ میں اپنے رب سے عرض کروں گا ''امتی، امتی'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''اے محمد بتاؤ میں تمہاری امت کے لیے کیا کروں؟'' میں عرض کروں گا اے رب ان کو جلد حساب سے فارغ کر حتیٰ کہ جن لوگوں کو جہنم روانہ کیا جا رہا ہے میں ان کو

۱۔ صحیح مسلم ج ۱، ص ۳۰۸ ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً، ص ۲۷۰
۴۔ خصائص کبری ج ۲، ص ۲۲۱

Marfat.com

جنت کا پروانہ دے دوں گا پھر جہنم کا داروغہ ''مالک'' کہے گا'' اے محمد تم نے اپنی امت پر اپنے رب کے غضب کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔''

(۳۵) عن ابی عمر یقول ان لناس یصیر ون یوم القیامة جثی کل امة تتبع نبیها یقولون یا فلان اشفع یا فلا ن اشفع حتی تنهی الشفاعة الی النبی ﷺ فذلك یوم یبعثه الله المقام المحمود ۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے روز لوگ گروہ در گروہ اپنے اپنے نبیوں کو تلاش کریں گے اور کہیں گے کہ اے نبی شفاعت کیجئے حتی کہ شفاعت کی تلاش نبی اکرم ﷺ پر ختم ہوگئی اور یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

(۳۶) عن ابی سعید الخدری انه سمع رسول الله ﷺ و ذکر عند ه عمه ابو طالب فقال لعله تنفعه شفاعتی یوم القیامة الحدیث ۔(۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''قیامت کے دن میری ۔۔شفاعت اس کو فائدہ پہنچائے گی۔

(۳۷) اخرج احمد الطبرانی (فی الاوسط) الحاکم والبیهقی وابو نعیم عن ام حبیبة ان رسول الله ﷺ امتی من بعدی وسفك بعضهم دماء بعض و کان ذلك سابقا من الله فسالة ففعل (۳)

امام احمد، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت جن گناہوں میں مبتلا ہوگی اور جو آپس میں خون ریزیاں کریگی وہ سب مجھے خواب میں دکھا دیے گئے اور یہ قضاء الٰہی ہے، پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: کہ قیامت کے دن مجھے ان کی شفاعت عطا فرمانا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کر لی۔

(۳۸) اخرج ابن ابی شیبة وابویعلی بسند صحیح عن انس قال قال رسول الله ﷺ سالت ربی اللا هین من ذریة ابشران لا یعذبهم فا عطا نیهم قال ابن عبدالله هم الاطفال لا ن اعمالهم کاللهم اللعب عن وغیره قصدولا عزم۔(۴)

ابن ابی شیبہ اور ابویعلی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ

۱۔ صحیح بخاری، ج ۲، ص ۶۸۶ ۲۔ ایضاً، ص ۹۷۱ ۳۔ خصائص کبریٰ ج ۲، ص ۲۲۳

۴۔ ایضاً

Marfat.com

تعالیٰ سے دعا کی کہ انسانوں کے بچے جو کھیل کود میں گناہ کر بیٹھتے ہیں ان کو عذاب نہ دے تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کر لی۔ ابن عبداللہ نے کہا ان اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جو بغیر ارادہ اور قصد کے کیے جاتے ہیں۔

(۳۹) عن ابی موسیٰ الا شعری قال قال رسول اللہ ﷺ خیرت بین الشفاعة وبین ان یدخل نصف امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم و اکفی ترونها للمتقین لا ولکنها للمذ نبین الخطائین المتلوثین۔(۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے آدھی امت کو جنت میں داخل کرنے اور شفاعت کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ وہ زیادہ عام اور کافی ہے، تمہارا خیال ہے وہ نیکوکاروں کے لیے ہے؟ نہیں! وہ گنہگاروں اور خطا کاروں کے لیے ہے۔

(۴۰) اخرج بزار والطبرانی (فی الاوسط) عن علی ان رسول اللہ ﷺ قال لا شفع لا متی حتی ینا دینی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت۔(۲)

بزار اور طبرانی نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں اپنی امت کے لیے شفاعت کرتا رہونگا حتیٰ کہ میرا رب فرمائیگا، اے محمد! کیا تم راضی ہو گئے؟ میں کہوں گا، ہاں میرے رب! میں راضی ہو گیا!!''

۱۔ سنن ابن ماجہ، ص ۳۲۹ ۲۔ خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۲۲۳

Marfat.com

اقسام شفاعت

۱	شفاعت عامہ کبریٰ (تا کہ اللہ تعالیٰ حساب لینا شروع کر دے)	۱۹	گناہوں کے بدلے نیکیاں دلوانے کے لیے (فرقان)
۲	انبیاء علیہم السلام کے لیے خصوصی شفاعت	۲۰	جہنم سے گناگاروں کو نکال کر جنت میں داخل کرانے کے لیے
۳	اہل بیت کے لیے حضور کی خصوصی شفاعت	۲۱	بعض کفار کے عذاب میں تخفیف کے لیے
۴	قریش کے لیے	۲۲	جنت کا دروازہ کھلوانے کے لیے
۵	انصار کے لیے	۲۳	سب سے پہلے شفاعت
۶	اہل مدینہ کے لیے	۲۴	محبت کی بنیاد پر
۷	اہل مکہ کے لیے	۲۵	وجاہت کی بنیاد پر
۸	اہل طائف کے لیے	۲۶	جس کا کوئی نہ ہو اس کے لیے شفاعت
۹	اہل یمن کے لیے	۲۷	جن کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو ان کے لیے شفاعت
۱۰	عرب وعجم کے لیے	۲۸	تعجیل حساب کے لیے
۱۱	زائرین مدینہ کے لیے	۲۹	جنت کا پروانہ دلوانے کے لیے
۱۲	زائرین قبر انور کے لیے	۳۰	اطفال مومنین کے لیے
۱۳	اذان سن کر وسیلہ کی دعا مانگنے والوں کے لیے	۳۱	اطفال مشرکین کے لیے
۱۴	اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھا چومنے والوں کے لیے	۳۲	جب تک چاہیں شفاعت
۱۵	زندگی میں راتوں کو رو رو کر امت کی شفاعت	۳۳	وہ شفاعت جو مسترد نہیں ہوگی
۱۶	قبر انور میں گناہ گاروں کے گناہ دیکھ کر شفاعت	۳۴	انبیاء، شہدا، حفاظ صلحا اور تمام اہل ارض وسماء کی شفاعت
۱۷	جس دعا کو خرچ نہیں کیا اس دعا سے شفاعت	۳۵	نماز جنازہ میں شرکاء کی
۱۸	حساب وکتاب کے بغیر دخول جنت کے لیے شفاعت	۳۶	قرآن مجید کی

Marfat.com

۳۷	حضرت عثمان اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہما کی	۴۶	جنگی کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں ان کے لیے دخول جنت کی
۳۸	صغیرہ بچوں کی	۴۷	تخفیف عذاب کے لیے
۳۹	ناتمام بچوں کی	۴۸	اسقاط عذاب کے لیے
۴۰	حاملین عرش اور عام ملائکہ کی	۴۹	رفع درجات کے لیے
۴۱	شفاعت محبت		
۴۲	شفاعت وجاہت		
۴۳	اذان سے		
۴۴	حکم سے		
۴۵	اللہ تعالیٰ پر ناز کی بنیاد پر لڑ جھگڑ کر دخول جنت کے لیے شفاعت		

نظریہ کفار مسیح اور شفاعت میں فرق:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نظریہ شفاعت اور نظریہ کفارہ مسیح ایک جیسے ہیں جس طرح عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (العیاذ باللہ) صلیب پر چڑھ کر تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا اور اب عذاب کے خوف سے کسی گناہ سے بچنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کا نظریہ شفاعت ہے کہ بیشک نیکیاں چھوڑ دو اور پیٹ بھر کر برائیاں کرو۔ قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت سے بخشش ہو جائیگی۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نظریہ شفاعت فرقہ مرجیہ کی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ بھی کہتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا۔ کیوں کہ شفاعت سے بخشش تو بہر حال ہو جائے گی پھر کس بنیاد پر گناہوں سے بچنے کا خوف اور نیکیاں کرنے کا شوق پیدا ہوگا؟

اس سوال کا جواب یہ ہے: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لاتقنطو ا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا۔(۱)

۱۔ زمر ۳۹:۵۳

Marfat.com

وان ربك لذو مغفرة للناس على ظلمهم (۱)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ بلاریب آپ کا رب لوگوں کو عین حالت گناہ میں بخش دے گا۔

☆ اگر قرآن کریم کی دیگر آیات سے صرف کرلیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ نہ کفارہ مسیح کی ضرورت ہے نہ شفاعت کی اللہ تعالیٰ ویسے ہی تمام گناہ بخش دیگا پھر کیا ضرورت ہے کسی برائی سے رکنے کی اور کسی اچھائی کے کرنے کی۔ قرآن کریم میں بعض گناہوں پر جہنم میں داخل کرنے اور عذاب دینے کا ذکر ہے مثلاً نماز نہ پڑھنے والوں پر۔ (۲) مسکینوں کو نہ کھلانے پر، (۳) نماز میں سستی کرنے پر (۴) معمولی چیز دینے سے منع کرنے پر (۵) زکوٰۃ نہ دینے پر (۶) یتیم کا مال ناحق کھانے والوں پر (۷) ناحق قتل کرنے والوں پر (۸) زناکاروں پر (۹) سودخوروں پر (۱۰) ڈاکہ زنی پر (۱۱) ان آیات کے حوالوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت اور عموم مغفرت کے باوجود ان گناہوں پر بعض گنہگاروں کو عذاب ہوگا اور دوسری آیات مغفرت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت محضہ یا حضور ﷺ اور دیگر مقربین کی شفاعت سے بخش دے گا پھر بخشش کی کئی صورتیں ہیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کچھ عذاب بھگتنے کے بعد بخشش ہو یا اصل عذاب میں کمی کردی جائے یا بالکل معاف کردیا جائے۔ کیا ہوگا؟ یہ صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے بہرحال ہم نہیں جانتے کہ ہمارا شمار کس گروہ میں ہوگا اس لیے ہر آن ہر لحظہ ہمیں ڈرتے رہنا چاہیے۔ ارتکاب معصیت کے وقت عذاب الٰہی کے خوف کو دل میں جگہ دے کر معصیت سے باز رہیں اور اگر خدانخواستہ شامت نفس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پھر آریہ سماج کی طرح مایوس نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل، رسول اللہ ﷺ اور دیگر مقربین الٰہی کی شفاعت سے بخشش کے امیدوار رہیں

☆ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں ایک نعت عرض کرتے ہیں جس کو سن کر روئے مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اس نعت کا آخری شعر:

وكن لي شفيعا يوم لاذو شفاعة

سواك بمغن عن سوادبن قارب

۱۔ رعد ۱۳:۶ ۲۔ مدثر ۷۴:۴۳ ۳۔ ایضاً:۴۴ ۴۔ الماعون ۱۰۷:۵

۵۔ ایضاً:۷ ۶۔ توبہ ۹:۳۵ ۷۔ نسا ۴:۱۰ ۸۔ فرقان ۲۵:۶۸

۹۔ ایضاً:۶۸ ۱۰ بقرہ ۲:۲۷۵ ۱۱ مائدۃ ۵:۳۳

Marfat.com

یارسول اللہ جس دن آپ کی شفاعت کے سوا کسی کی شفاعت میرے کام نہیں آئے گی اس دن آپ میری شفاعت کردیں۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت کا تمام مخلوقات کے لیے ہونا:

حضور اکرم تمام مخلوقات کے لیے نبی ورسول بن کر تشریف لائے، اس بارے میں غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ سبا: ۲۸۔۳۴ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

تمام مخلوق کے لیے آپ کی رسالت پر دلائل:

اس آیت میں فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنایا ہے۔ایک اور آیت میں فرمایا ہے تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (۲)

وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے مکرم بندے پر الفرقان کو نازل کیا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔

ایک اور آیت میں فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۳) اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

ان مقدم الذکر آیتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رسول ہیں اور اس عموم کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو پانچ ایسی چیزیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے نبیوں میں کسی کو نہیں دی گئیں۔(۱) ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر دیا ہے۔(۲) اور میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد اور آلہ تیمّم بنا دیا گیا ہے، میری امت میں سے جس شخص پر جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہ وہیں نماز پڑھ لے۔ (۳) اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا۔(۴) اور پہلے نبی ایک مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔(۵) اور مجھے شفاعت دی گئی ہے۔(۴)

اس حدیث کو امام مسلم نے دوسری جگہ روایت کیا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:

وارسلت الی الخلق کافة

اور مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔(۵)

اس حدیث میں خلق کا لفظ ہے اور مخلوق کا لفظ انسانوں، جنات، فرشتوں، حیوانات، درختوں اور پتھروں سب کو شامل ہے

علامہ جلال الدین سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں اس کو ترجیح دی ہے کہ آپ فرشتوں کے بھی رسول ہیں اور شیخ تقی الدین سبکی نے یہ لکھا

۱۔ شرح صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۸۔۶۱ ۲۔ الفرقان ۲۵:۱ ۳۔ الانبیاء ۲۱:۱۰۷

۴۔ صحیح البخاری: ۴۳۸، صحیح المسلم: ۵۲۱، سنن النسائی: ۴۳۲ ۵۔ صحیح مسلم، ج ۱، ص ۵

Marfat.com

ہے کہ آپ حضرت آدم سے لے کر قیامت تک کے تمام نبیوں اور ان کی امتوں کے رسول ہیں اور علامہ البارزی نے لکھا ہے کہ آپ تمام حیوانات اور جمادات کے رسول ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ فرماتے ہیں کہ تمام موجودات کے لیے آپ کی بعثت کے عموم پر یہ دلیل ہے کہ آپ مخلوقات میں سب سے افضل ہیں اسی وجہ سے آپ کی پیدائش پر تمام زمین اور آسمانوں والوں نے خوشی منائی اور پتھروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا سو آپ رحمۃ للعلمین ہیں اور تمام مخلوق کی طرف رسول ہیں۔(۱)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں:

الفرقان: میں ہے کہ آپ العلمین کے لیے نذیر ہیں اور مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک العلمین سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک کے انسان اور جنات ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سب کی طرف مبعوث ہونا ضروریات دین سے ہے، اور اس کا منکر کافر ہے، اور علامہ سبکی اور ان کے موافق دیگر محققین کے نزدیک العلمین میں فرشتے بھی داخل ہیں اور انہوں نے اس موقف کے مخالفین کا رد بھی کیا ہے اور بعض محققین نے اس پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ عالم اللہ کی ذات اور اس کی صفات کے ماسوا کو کہتے ہیں لہذا العلمین کا لفظ فرشتوں کو بھی شامل کیا ہے اور علامہ البارزی نے کہا ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جمادات کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں اور وہ بھی مدرک ہیں، کیونکہ حدیث میں ہے کہ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور آپ نے اس میں تحقیق نہیں فرمائی، باقی رہا یہ کہ فرشتے معصوم ہیں اور جمادات اور نباتات وغیرہ غیر مکلف ہیں تو آپ کو ان کی طرف مبعوث کرنے کا کیا فائدہ ہوا، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کسی حکم شرعی یا عمل شرعی کے مکلف نہیں ہیں بلکہ ان سے صرف یہ مطلوب ہے کہ وہ صرف آپ کی رسالت کی تصدیق کریں، اور آپ کی دعوت اور آپ کے متبعین میں داخل ہوں تا کہ تمام رسولوں پر آپ کا شرف اور امتیاز اور آپ کی خصوصیت اور فضیلت ظاہر ہو۔(۲)

پتھروں، پہاڑوں درختوں اور جانوروں کا آپ کی رسالت کی تصدیق کرنا اور ہر چیز کا آپ کی رسالت کو پہچاننا۔

پتھر آپ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ کے ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو میرے مبعوث ہونے سے پہلے مجھ پر سلام عرض کیا کرتا تھا میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں (۳)

اور پہاڑ و اور درخت دونوں کی تصدیق کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کے کسی راستہ میں جا رہا تھا آپ کے سامنے جو بھی

۱۔ روح البیان، ج ۷، ص ۳۴۷ ۲۔ روح المعانی ج ۲۲، ص ۳۴۰ ۳۔ صحیح مسلم: ۲۲۷۲

Marfat.com

پہاڑ یا درخت آتا وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ۔(۱)

اور جانوروں کی تصدیق کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک بھیڑیے نے بکری پر حملہ کر کے اس کو پکڑ لیا، اس کے چرواہے نے اس بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا وہ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ کر کہنے لگا: اے چرواہے! کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں جو اللہ کے دیے ہوئے رزق کو مجھ سے چھین رہے ہو؟ تو اس چرواہے نے کہا کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ایک بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھا ہوا مجھ سے کلام کر رہا ہے، بھیڑیے نے کہا کیا میں تم کو اس سے زیادہ حیرت انگیز بات نہ بتاؤں (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم یثرب میں لوگوں کو گزشتہ زمانہ کی خبریں بیان کر رہے ہیں (۲)

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما من شی ء الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ فسقۃ الجن والانس، ہر چیز کو علم ہے کہ میں رسول اللہ ہوں، ماسوا کافر یا فاسق جن اور انس کے۔(۳)

۸۔خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

حدیث الباب سے امام نسائی کا استنباط حسب ذیل ہے:

مٹی اور جنس زمین (صعید) سے تیمّم کرنا جائز ہے، کیونکہ صعید کا معنی صرف مٹی نہیں، بلکہ روئے زمین ہے اور اس سے مراد جنس زمین ہے، اسی لیے حدیث مبارکہ میں بھی زمین کو آلہ طہارت بیان کیا گیا ہے۔

☆ امت محمدیہ کے لیے پوری زمین مسجد ہے، اس لیے ہر مسلمان جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔

☆ حدیث الباب میں مذکور پانچ خصائص میں حصر نہیں ہے، بلکہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص بے شمار ہیں۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں پر رعب و دبدبہ ایک مہینہ کی مسافت سے طاری ہوتا جاتا تھا، اس سے رعب و دبدبہ کی طاقت اور کثرت مراد ہے۔

☆ حدیث میں شفاعت سے مراد شفاعت کبریٰ ہے، جو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن تمام امتوں کے لیے فرمائیں گے۔

☆ شفاعت اللہ تعالیٰ کا گنہگاروں پر کرم اور فضل ہے۔

☆ حضور تمام مخلوقات کے لیے رسول اور نبی ہیں۔

۱۔ سنن الترمذی: ۳۶۲۶، سنن دار قطنی: ۲۱، دلائل النبوۃ للبیہقی، ج ۲، ص ۱۵۴۔۱۵۳، شرح السنۃ، ۳۷۱۰

۲۔ مسند احمد، ج ۳، ص ۸۴۔۸۳، مسند البزار، ۲۴۳۱

۳۔ المعجم الکبیر، ۶۷۲، البدایہ والنہایۃ، ج ۴، ص ۵۳۴، تبیان القرآن، ج ۹، ص ۶۲۶۔۶۲۸

Marfat.com

☆ پہلے انبیاء کرام کی بعثت مخصوص اقوام یا اوقات کے لیے تھی، جبکہ آپ ﷺ کی نبوت عام ہے، جو تمام مخلوقات، اقوام اور زمانوں کو شامل ہے۔

استشفاع:

اے رب تعالیٰ! ہم گناہگاروں، سیاہ کاروں، شرمندگی کے ماروں اور نیک اعمال سے خالی لوگوں کو قیامت کے دن اپنے حبیب مکرم شفیع معظم کی شفاعت عطا فرما۔ اور ہم سب کو اپنے محبوب کے صدقہ سے بغیر حساب و کتاب کے جنت عطا فرما، امین بجاہ النبی الکریم ﷺ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سید نا و مولانا محمد ﷺ وبارك وسلم۔

بَابُ التَّيَمُّمِ لِمَنْ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ	باب ۲۷: اس شخص کا حکم جس نے تیمّم کر کے نماز پڑھنے کے بعد پانی کو استعمال نہ کیا

اگر کسی شخص نے تیمم کر کے نماز شروع کی، تو اس کی دو صورتیں ہیں، اگر دوران نماز ہی اسے پانی مل گیا تو نماز باطل ہو جائے گی، اور اگر نماز کا سلام پھیرنے کے بعد پانی ملا تو شرعاً نماز مکمل ہو گئی۔

اس باب میں امام نسائی نے تین احادیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے، پچھلے باب میں جنس زمین سے تیمم کرنے کا بیان تھا اور اس باب میں تیمم کر کے نماز پڑھنے والے کو پانی مل جانے کی صورت کا حکم بیان ہوا ہے۔

۴۳۱۔ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ نَافِعٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ رَجُلَيْنِ تَيَمَّمَا وَصَلَّيَا، ثُمَّ وَجَدَا مَاءً فِي الْوَقْتِ، فَتَوَضَّأَ أَحَدُهُمَا وَعَادَ لِصَلَاتِهِ مَا كَانَ فِي الْوَقْتِ وَلَمْ يَعُدِ الْآخَرُ، فَسَأَلَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يَعُدْ: أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ. وَقَالَ لِلْآخَرِ: أَمَّا أَنْتَ فَلَكَ مِثْلُ سَهْمِ جَمْعٍ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تیمّم کر کے نماز پڑھی، پھر وقت کے اندر ہی انہیں پانی مل گیا، ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا، جب کہ دوسرے نے اعادہ نہ کیا۔ پھر دونوں نے اس بارے میں آقا کریم ﷺ سے پوچھا؟ آپ نے اس صحابی رضی اللہ عنہ کو جس نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا، تو نے سنت کو پالیا ہے، تیرے لیے تیری پڑھی ہوئی نماز کافی ہے، اور دوسرے سے فرمایا: تیرے لیے دوہرا ثواب ہے۔

Marfat.com

۱۔مطابقت :

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے:

جس صحابی نے نماز کا اعادہ نہیں کیا! آپ نے اسے فرمایا: تو نے سنت کو پالیا ہے۔

آپ کا فرمان اس امر کی دلیل ہے کہ اس کی نماز ہوگئی، اور بعد میں وضو کر کے نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں تھی۔ یہی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت ہے۔

۲۔اطراف:

ابوداؤد: ۳۳۸، ۳۳۹، حاکم: ۶۵۱، تحفۃ الاشراف: ۴۱۷۶

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، جن میں سے پانچ کا تعارف گذر چکا ہے، حضرت مسلم بن عمرو مدنی کے حالاتِ زندگی سپردِ قلم کیے جارہے ہیں۔

۱۔مسلم بن عمرو:

آپ کا نام ابوعمرو مسلم بن عمرو بن وہب مذاء مدنی ہے، آپ رواۃ کے گیارہوں طبقہ سے صدوق سے راوی ہیں، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن خزیمہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے یہی ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔

۲۔ابن نافع: راجع: ۱۲۰ **۳۔لیث بن سعد:** راجع: ۱۲۴

۴۔بکر بن سوادۃ: راجع: ۱۷۳ **۵۔عطاء بن یسار:** راجع: ۸۰

۶۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: راجع: ۲۶۲

۴۔حکم روایت:

حدیث الباب کے متصل یا مرسل ہونے میں اختلاف ہے، اکثر علماء کے نزدیک یہ حدیث متصل صحیح ہے، اور بعض کے نزدیک مرسل ہے، اور ان تمام ابحاث کا خلاصہ حسب ذیل ہے

حدیث مذکور کا متصل یا مرسل ہونا:

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اس حدیثِ مبارکہ کو ابوداؤد، دارمی اور حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، جبکہ امام نسائی نے متصل

۱۔ i۔تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۱۳۳۔۱۳۴ ii۔المعجم المشتمل، ص ۱۰۴۴

Marfat.com

اور مرسل دونوں طریق سے روایت کیا ہے، امام دارقطنی نے موصولاً روایت کیا ہے اور کہا ہے: اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن نافع از لیث از بکر بن سوادہ از عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے موصولاً روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے مرسل روایت کر کے ان کی مخالفت کی ہے اسی طرح امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں لکھا ہے کہ یہ روایت صرف حضرت عبداللہ بن نافع نے متصل بیان کی ہے، ان سے صرف مسبی نے روایت کیا ہے۔ حضرت موسیٰ بن ہارون سے محمد بن عبدالملک بن ایمن نے روایت کیا ہے: کہ اس سے ابن نافع کا وہم اٹھ جاتا ہے۔ امام داؤد فرماتے ہیں یہ حدیث لیث از عمیرہ بن ابی ناجیہ از بکر از عطاء کے علاوہ بھی مرسل روایت کی گئی ہے، اور اس روایت میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر غیر محفوظ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کا مذکور روایت کی سند پر تبصرہ:

میں کہتا ہوں، یہ روایت حضرت ابن مسکن نے اپنی صحیح میں حضرت ابوالولید طیالسی از لیث از عمرو بن حارث و عمیرہ بن ناجیہ از بکر موصولاً روایت کی ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں: یہ حدیث ابن لھیعہ نے از بکر روایت کی ہے، اور اس کی سند میں حضرت عطاء اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے درمیان ابوعبداللہ مولیٰ اسماعیل بن عبیداللہ کا اضافہ کیا ہے۔ جبکہ ابن لھیعہ ضعیف راوی ہیں، اس لیے ان کی زیادتی کوئی فائدہ نہیں دیتی، اور نہ ہی اس سے ثقہ راویوں عمرو بن حارث اور عمیرہ بن ابی ناجیہ کی روایت معلوم ہوتی ہے، جبکہ عمرو بن حارث کو امام نسائی، یحییٰ بن بکیر اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح امام احمد بن صالح، ابن یونس، احمد بن سعید بن ابی مریم نے بھی ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں، اسی طرح حدیث الباب کے شواہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ امام اسحاق بن راہویہ اپنی مسند میں از زید ابن ابی زرقا، از بن لھیعہ، از ابن ہبیرہ، از حنش، از ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا، پھر تیمم فرمایا، آپ کو بتلایا گیا، پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی ہے؟ آپ نے فرمایا میں شاید اس تک نہ پہنچ پاؤں۔ (۱)

حدیث الباب کا موصول صحیح ہونا:

شیخ محمد علی اتیوبی لولوی لکھتے ہیں:

یہ حدیث متصل صحیح ہے، یہ روایت ارسال کی وجہ سے معلول نہ ہوگی کیونکہ وصل والے راوی ثقہ ہیں، اس لیے ارسال نقصان کا باعث نہ ہوگا، کیونکہ کسی روایت کے بارے میں مرسل اور موصول دو مختلف حکم ہوں، تو موصول کو ترجیح حاصل ہوتی ہے، اس لیے یہ روایت متصل صحیح ہے۔ (۲)

۱۔ i۔ التلخیص الحبیر، ج۱، ص۱۵۵۔۱۵۴ ii۔ ذخیرہ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، ج۵، ص۳۹۷۔۳۹۸

۲۔ ایضاً

Marfat.com

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو اکیاسی ویں (۱۸۱) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، البتہ حضرت مسلم بن عمرو صدوق ہیں۔

☆ حضرت مسلم بن عمرو سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ حضرت لیث بن سعد اور حضرت بکر بن سوادہ مصری اور باقی سارے مدنی ہیں۔

☆ یہ تابعی (بکر) کی دوسرے تابعی (حضرت عطاء) سے روایت ہے۔

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مکثرین سبعہ رواۃ صحابہ میں سے ہیں اور آپ سے ایک ہزار ایک سو ستر (۱۱۷۰) احادیث مروی ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنی ایک ایک دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

رجلین:	دو آدمی، دو صحابہ کرام مراد ہیں۔
تیمما:	ان دونوں نے تیمّم کیا۔
صلیا:	ان دونوں نے نماز پڑھی۔
وجدا:	ان دونوں نے پایا۔
ماء:	پانی
توضاء:	اس نے وضو کیا۔
عادلصلاته:	اس نے اپنی نماز لوٹائی۔
لم یعد الاخر:	دوسرے نے نہ لوٹائی۔
سئا لاالنبی صلی اللہ علیہ وسلم:	ان دونوں نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔
اصبت السنة:	تو نے سنت کو پالیا۔
اجزاتك صلاتك:	تجھے تیری نماز کافی ہے، یعنی پہلی پڑھی ہوئی نماز۔
فلك مثل سهم جمع:	تمہارے لیے دو اجر ہیں۔

Marfat.com

۴۳۲۔ أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ :حَدَّثَنِي عَمِيرَةُ، وَغَيْرُهُ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ	حضرت عطاء بن یسار کا بیان ہے: دوصحابہ کرام۔۔۔سابقہ حدیث بیان کی۔

۱۔مطابقت:

راجع:۲۳۱

۲۔اطراف:

ایضاً

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، جن میں سے پانچ کا تعارف گزر چکا ہے، حضرت عمیرہ کے حالات سپرد قلم کیے جارہے ہیں۔

۱۔حضرت سوید بن نصر: راجع:۵۵ ۲۔حضرت عبداللہ بن مبارکہ: راجع:۲۲۹

۳۔حضرت لیث بن سعد: راجع:۱۲۴

۴۔حضرت عمیرہ:

آپ کا نام ابو یحیٰ عمیرہ بن ابی ناجیہ حریث رعینی بصری (م:۱۵۱ھ) ہے، آپ راوۃ کے ساتویں طبقہ سے ثقہ، عابد راوی ہیں، آپ حجر بن رعین کے غلام تھے۔آئمہ رجال آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، سنن نسائی میں آپ سے یہی ایک حدیث مبارکہ مروی ہے، امام ابوداؤد اور امام نسائی آپ سے روایت کرتے ہیں۔(۱)

۵۔حضرت بکر بن سوادہ: راجع:۱۷۳ ۴۔حضرت عطاء بن یسار: راجع:۸۰

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ اس سند سے صحیح مرسل ہے، جبکہ سابقہ سند سے صحیح مرفوع ہے۔

حدیث مذکور کی دونوں سندوں کا فرق:

امام نسائی نے جو دونوں سندیں میں ذکر کی ہیں، ان میں حسب ذیل فرق ہے:

۱۔ i۔تہذیب الکمال، ج۲۲، ص۳۹۹ ii۔الثقات، ج۷، ص۳۰۴

Marfat.com

سندِ اول:

دونوں سندوں میں مراد حضرت لیث بن سعد ہیں، پہلی سند میں وہ بکر بن سوادہ از عطاء از ابوسعید مرفوع روایت بیان کررہے ہیں۔

سندِ دوم:

دوسری سند میں حضرت لیث بن سعد از عمیرہ از بکر بن سوادہ از عطاء بن یسار مرسل روایت کرتے ہیں، اس سند میں حضرت لیث اپنے اور بکر بن سوادہ کے درمیان حضرت عمیرہ کو ذکر کررہے ہیں، اور انتہاء سند بھی حضرت عطاء ہیں جبکہ پہلی سند حضرت ابوسعد خدری رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر منتھی ہے۔

حضرت امام لیث بن سعید کا اختلاف سماع:

سند میں اختلاف کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ امام لیث بن سعد نے پہلے یہ حدیث حضرت عمیرہ سے سماعت کی ہو، اور بعد میں براہ راست حضرت بکر بن سوادہ سے روایت کی ہے۔ اس طرح ایک سند سے حدیث مرسل ہے، اور دوسری سے مرفوع ہوئی۔ البتہ یہ ارسال نقصان والا نہیں، کیونکہ اصول یہ ہے کہ جب ارسال اور اتصال کا اختلاف ہو تو ترجیح اتصال کو ہوتی ہے۔(۱)

وغیرہ سے مراد کون ہے؟

امام نسائی نے جو حدثنی عمیرہ وغیرہ فرمایا ہے، اس سے مراد حضرت عمرو بن حارث مراد ہیں، کیونکہ حضرت ابن مسکن نے اپنی صحیح میں جو سند ذکر کی ہے، اس میں حضرت عمرو بن حارث مذکور ہیں۔(۲)

۵۔ خصوصیات سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو بیاسی ویں (۱۸۲) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے دو مروزی، اگلے دو مصری اور آخری دو مدنی ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، ایک دفعہ، کلمہ، تحدیث دو دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔ لغات:

راجع: ۴۳۲

۱۔ ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، ج۵، ص۴۰۱۔۴۰۲ ۲۔ ایضاً

Marfat.com

۴۳۳۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ :حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ :حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَنَّ مُخَارِقًا أَخْبَرَهُمْ، عَنْ طَارِقٍ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يُصَلِّ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ :أَصَبْتَ فَأَجْنَبَ رَجُلٌ آخَرَ فَتَيَمَّمَ وَصَلَّى، فَأَتَاهُ فَقَالَ نَحْوَ مَا قَالَ لِلْآخَرِ يَعْنِي أَصَبْتَ

حضرت طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ایک شخص جنبی ہوا اور اس نے نماز نہ پڑھی، پھر اس نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے ٹھیک کیا، ایک اور شخص جنبی ہوا، اس نے تیمّم کیا اور نماز پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا جو پہلے کو دیا تھا، یعنی تو نے ٹھیک کیا۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے۔

دوسرے صحابی نے تیمّم کر کے نماز پڑھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تو نے ٹھیک کیا ہے۔

چونکہ اس صحابی نے تیمّم کر کے نماز پڑھی، اور پھر اس نے وضو کے ساتھ نماز لوٹائی نہیں ہے۔ یہی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت ہے، کہ تیمّم کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز ہو جاتی ہے، اسے پانی ملنے کی صورت میں لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔اطراف:

راجع: ۳۲۳

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں پانچ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گذر چکا ہے۔

۱۔محمد بن عبداللہ: راجع:۵ ۲۔خالد: راجع:۱۴۵

۳۔شعبہ: راجع:۱۱۰ ۴۔مخارق: راجع:۳۲۳

۵۔حضرت طارق رضی اللہ عنہ: راجع ایضاً

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح مرسل ہے، اور مراسیل صحابہ بالاتفاق محبت ہیں۔

ضروری وضاحت: مراسیل صحابہ کے محبت ہونے کی مکمل وضاحت فیوضی الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۳، ص۹۶۴۔۹۶۷ پر گذر چکی ہے۔

Marfat.com

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو باون ویں (۱۵۲) حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ اجل ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت صیغہ اخبار دو دفعہ، انبانا حدثنی اور عنعنہ ایک ایک دفعہ استعمال ہوا ہے۔

نوٹ: اس سند کی باقی خصوصیات فیوض الراھی فی شرح سنن النسائی، ج ۳، ص ۹۶۷۔۹۶۸ پر گزر چکی ہیں۔

۶۔لغات:

راجع: ۳۲۳

۷۔مسائل ونصائح:

احادیث الباب میں مذکور مسئلہ کی چار صورتیں ہیں:

باب مذکور کی تینوں احادیث میں تیمّم سے متعلق چار صورتوں کا بیان ہے:

۱۔ تیمّم کر کے نماز پڑھنا اور وقت کے اندر پانی ملنے کے باوجود نماز کا اعادہ نہ کرنا۔

۲۔ تیمّم کر کے نماز پڑھنا اور وقت کے اندر پانی ملنے کی بناء پر نماز کا اعادہ کرنا۔

۳۔ جنبی شخص کا تیمّم نہ کرنا اور نماز چھوڑ دینا۔

۴۔ جنبی شخص کا تیمّم کر کے نماز ادا کرنا۔

ان چار حالتوں کی مزید کئی کئی صورتیں بنتی ہیں۔اور ان سے مسائل متفرع ہوتے ہیں۔اور ان قدیم وجدید مسائل کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شرح وبسط سے العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ (فتاوی رضویہ) کی جلد سوم اور چہارم میں تقریباً ساڑھے سات سو صفحات پر مشتمل تحریر میں بیان کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تیمّم کے مسائل جدیدہ پر مشتمل اٹھ رسائل:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تیمّم کے موضوعات پر درج ذیل اٹھ رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔

۱۔ حسن التعمم لبیان حد التیمم

۲۔ سمح الندیٰ فیما یورث العجز عن الماء

۳۔ الظفر لقول زفر

Marfat.com

۴۔ المطر السعید علی نبت جنس الصعید

۵۔ الجد السدیدفی نفی الاستعمال عن الصیعد

۶۔ قوانین العلماء فی متیمم علم عند زیدماء

۷۔ الطلبة البدیعة فی قول صدرالشریعة

۸۔ مجلی الشمعة لجامع حدث ولمعة(۱)

اصول وتیمم کرنے والے کو پانی ملنے کی امید ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہاء احناف کے قواعد:

تیمم کرنے والے کے لیے پانی پر قدرت اور عدم قدرت، قرب وبعد، پانی ملنے کی امید اور ناامیدی، اور ظن غالب کے بارے میں امام صدرالشریعہ نے تین، علامہ ابن نجیم گیارہ، امام ابراہیم حلبی نے نو اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے چارسو چھبیس قسمیں، دس اصول اور انیس قواعد بیان فرمائے ہیں، اس کے علاوہ ان مسائل پر اعلیٰ حضرت نے مزید ایک سو اڑتیس صورتیں بیان کرکے ان کے احکام کو بیان کیا ہے، ان سب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

اول قانون امام صدرالشریعۃ:

امام صدرالشریعۃ نے پہلے مبسوط سے یہ عبارت نقل کی، ''اگر اس نے طلب نہ کیا اور نماز ادا کرلی تو جائز نہیں ہے اس لیے کہ پانی عادۃً دے دیا جاتا ہے۔'' اور مبسوط ہی کے دوسرے مقام سے یہ عبارت بھی ''اس پر یہ ہے کہ مانگے مگر حسن بن زیاد کے قول پر یہ نہیں اس لیے کہ مانگنے میں ذلت ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ طہارت کا پانی عادۃً دے دیا جاتا ہے'' پھر زیادات سے وہ کلام نقل کیا جو مسئلہ سوم میں گزرا ''کہ اگر دینے کا گمان ہو تو نماز توڑ دے ورنہ نہیں۔'' اور اسی میں وہ بات بھی اپنی طرف سے درج کردی جو مقام دوم میں گزری کہ ''شک کی صورت میں بھی مانگنا ضروری ہے جب کہ نماز کے باہر دیکھا ہو اس لیے کہ عجز مشکوک ہے۔''

تحریر فرمایا کہ پھر زیادات میں یہ لکھا ہے! ''پھر جب نماز سے فارغ ہو کر اس سے مانگا اس نے دے دیا یا ثمن مثل پر دیا اور یہ ثمن مثل پر قادر ہے تو وہ از سر نو نماز پڑھے اور انکار کردیا تو اس کی نماز پوری ہوگئی۔ اسی طرح جب انکار کرے پھر (بعد میں دے دے) لیکن اب اس کا تیمم ٹوٹ جائے گا۔''

پھر صدرالشریعۃ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا، ''میں کہتا ہوں اگر ساری قسموں کا احاطہ منظور ہو تو معلوم ہو کہ جب اس نے بیرونی نماز پانی دیکھا اور نماز پڑھ لی، بعد نماز مانگا بھی نہیں کہ عجز یا قدرت کا انکشاف ہو تو اس کا حکم وہ ہے جو مبسوط میں ذکر ہوا خواہ اسے دینے کا گمان ہو یا نہ دینے کا یا دونوں میں شک ہو۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو متن میں مذکور ہے اور جب اندرون نماز دیکھا اور

۱۔ أ۔ فتاویٰ الرضویہ، ج ۳، ص ۳۱۱۔۳۱۷، ج ۴، ص ۳۱۔۳۲۰

Marfat.com

بعد نماز طلب نہ کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر بیرون نماز دیکھا اور طلب نہ کیا، نماز پڑھ لی پھر مانگا تو اب اگر دے دے تو اس کی نماز باطل ہوگی اور انکار کر دے تو پوری ہوگئی خواہ پہلے اسے عطا کا گمان رہا یا منع کا، یا دونوں میں شک رہا ہو۔ اور اگر اندرون نماز دیکھا تو حکم وہی ہے جو زیادات میں بیان ہوا۔ لیکن اس میں دو صورتیں رہ جاتی ہیں: ایک یہ کہ اس نے ظن منع یا شک کی صورت میں نماز توڑ دی پھر اس سے مانگا اب اگر وہ دے دے تو اس کا تیمّم باطل ہوگیا اور انکار کر دے تو باقی ہے دوسری صورت یہ کہ ظن عطا کی صورت میں اس نے نماز پوری کر لی پھر مانگا اب اگر وہ دے دے تو اس کی نماز باطل ہوگئی اور انکار کر دے تو پوری ہوگئی کیونکہ ظاہر ہوگیا کہ اس کا گمان غلط تھا برخلاف مسئلہ تحری کے اس کے بعد آخر تک وہ بیان کیا ہے جو افادہ پنجم کے تحت گزرا۔

(۱) عبارت زیادات میں صدر الشریعۃ کے مندرج قول (عجز مشکوک ہے) پر کلام گزر چکا (۲) عبارت زیادات کے یہ الفاظ ''پھر جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہو جائے''۔

اقوال: صدر الشریعۃ نے زیادات کی عبارت مرتب و مسلسل نہ ذکر کی۔ اس کی عبارت میں اگر ''فرغ'' (فارغ ہو جائیگی) ضمیر کا مرجع ''من ظن منعا اوشک' (جو نہ دینے کا گمان کرے۔ یا اسے شک ہو) متعین ہے تب تو کلام ویسے ہی ہے جیسے صدر الشریعۃ نے لکھا ورنہ یہ ضمیر مطلقا ''مصلی'' کیلئے ہوگئی خصوصا جبکہ اس کے بعد یہ الفاظ آئے ہیں ''اور اگر اسے غالب گمان ہو کہ دے دے گا'' اس تقدیر پر یہ کلام زیادات اس صورت دوم کو بھی شامل ہوگا۔

(۳) عبارت زیادات (اسی طرح جب وہ انکار کرے پھر دے دے)

اقوال: کلام بعد نماز کے احوال سے متعلق ہے لیکن بعدیت صرف دینے میں لازم ہے۔ انکار خواہ قبل نماز ہو جیسے یہ صورت ہو کہ قبل نماز اس نے مانگا تو اس نے انکار کر دیا اب اس نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر اس نے مانگنے پر یا بغیر مانگے دے دیا۔ یا بعد نماز ہو جیسے یہ صورت ہو کہ اسے اندرون نماز علم ہوا تو اس نے نماز پوری کر لی پھر اس سے مانگا اس نے انکار کر دیا اس کے بعد دوبارہ اس کے مانگنے پر یا بغیر مانگے دے دیا تو دونوں صورتوں میں نماز ہوگئی۔ لیکن اگر بعد انکار دینا نماز پوری ہونے سے قبل ہوگیا تو یہ دینا انکار سابق کو مطلقا منسوخ کر دے گا جیسا کہ مسئلہ دہم میں ہم نے بیان کیا۔

(۴) صدر الشریعۃ کے الفاظ (تو اس کا حکم وہ ہے جو مبسوط میں ذکر ہوا ہے) یعنی اس کی نماز جائز نہ ہوئی کیونکہ اس نے طلب ترک کر دی اخی چلپی نے فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے (مافی المبسوط جو مبسوط میں ہے) اس سے مراد حسن کا قول ہو

اقوال: کتاب کی طرف اسی بات کی نسبت کی جائے گی جس پر اس نے اعتماد کیا نہ وہ جس کو اس نے نقل کر کے اس کی تردید بھی کر دی۔

(۵) الفاظ صدر الشریعۃ وھی مسالۃ المتن۔ (یہ وہ مسئلہ ہے جو متن میں مذکور ہے) یہ لفظ اخی چلپی کے لیے پیچیدہ ثابت ہوا اس طرح کہ مبسوط میں ذکر ہے کہ ''قبل طلب نماز جائز نہیں'' اور یہ بھی کہ اس پر ہمارے تینوں اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا اتفاق ہے۔

Marfat.com

اور متن میں یہ ہے کہ ''قبل طلب نماز جائز ہے'' اور صاحبین کے نزدیک حکم اس کے برخلاف ہے۔'' تو مبسوط اور متن کے درمیان حکم اور روایت دونوں ہی کا اختلاف موجود ہے پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ''جو مبسوط میں ہے وہی مسئلہ متن ہے۔ اب اخی چلپی نے اس تعبیر کی یوں تاویل فرمائی۔ ''اس کا مطلب ہے کہ اس میں مطلق اختلاف تو یقیناً ثابت ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ بیان اختلاف میں متن کی روایت، مبسوط کی کی روایت کے برخلاف ہے'' اسی لیے انہوں نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ ''ماذکر فی المسوط'' مبسوط میں جو مذکور ہے) سے مراد حسن کا قول ہوتا کہ اس میں اور حکم تین مطابقت ہو جائے۔ اقول محض مطلق اختلاف میں اتفاق کی وجہ سے نقیضین کو ایک قرار دینا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ وھی مسالۃ المتن (یہی مسئلہ متن ہے۔) کا معنی یہ ہے کہ جو صورت مبسوط میں مذکور ہے وہی متن میں مذکور ہے۔ وہ ہے بیرون نماز پانی دیکھنا اگرچہ مبسوط و متن کے درمیان اس بارے میں حکم اور روایت دونوں کا اختلاف ہے

(۶) لفظ صدر الشریعۃ ''فکذا'' (تو بھی یہی حکم ہے) یعنی اس کی نماز جائز نہیں خواہ دینے کا ظن ہو یا نہ دینے کا شک کی صورت ہو۔

(۷) الفاظ صدر الشریعۃ وان رای فی الصلاۃ (اور اگر اندرون نماز دیکھا) اقول یعنی اور بعد نماز طلب کیا تا کہ یہ صورت اس سے جدا ہو جو پہلے ذکر ہوئی اور اس لیے بھی کہ زیادات میں یہی مذکور ہے۔

(۸) الفاظ صدر الشریعۃ (تو حکم وہی ہے جو زیادات میں بیان ہوا) اقول یعنی اگر اسے دے دیا تو از سر نو نماز پڑھے اور انکار کر دیا تو اس کی نماز پوری ہوگئی۔ یہاں پر ''فکذا'' (تو بھی یہی حکم ہے) نہ کہا جیسے پہلے کہا۔ وجہ یہ ہے کہ وہاں پر پہلے وہ ذکر کیا جو مبسوط میں مذکور ہے تو اس کی نسبت اس کی طرف کی۔ پھر ایک اور صورت ذکر کی جو حکم میں اس کے موافق تھی تو اس کے لیے اوپر والے حکم کا حوالہ دے دیا۔ لیکن یہاں پر پہلے وہ ذکر کیا ہے جو زیادات میں نہیں پھر جب اس کے بیان پر آئے تو زیادات میں ہے تو اسے اس کی طرف منسوب کیا۔۔ اور بالفاظ ذیل اس کی تفسیر کرنے والے نے سمجھا ہی نہیں ''یعنی حکم بر تفصیل مذکور ہے۔ وہ یہ کہ اگر اسے غالب گمان دینے کا ہو تو نماز توڑ دے ورنہ نہیں'' بات یہ ہے کہ کلام اس کے بارے میں ہو رہا ہے جو نماز کے بعد مانگے۔ اور (جب وہ نماز پڑھ چکا ہے تو) اس کے لیے باقی کیا رہا کہ ''توڑے''۔

(۹) الفاظ صدر الشریعۃ (لیکن دو صورتیں رہ جاتی ہیں) (۱)

اقوال: اگر فرض کر لیا جائے کہ دوسری صورت زیادات میں متروک ہے تو آپکے کلام میں متروک نہیں اس لیے کہ ''جس نے اندرون نماز دیکھا اور بعد نماز طلب کیا'' یہ صورت اس دوسری صورت کو بھی قطعاً شامل ہے۔ رہ گیا زیادات کا حوالہ تو وہ حکم سے

۱۔ عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح الوقایۃ، ج ۱، ص ۱۰۳

Marfat.com

متعلق ہے، بیان صورت سے متعلق نہیں۔

(۱۰) لفظ صدر الشریعۃ ''احدھما'' (ایک صورت یہ کہ) اخی چلپی نے کہا ''یہ صورت ان کے قول'' اور اسی طرح جب انکار کرے پھر دے دے'' سے سمجھ میں آسکتی ہے اس لیے کہ وہ اس بارے میں صریح ہے کہ دینا ناقض ہے اور انکار سے نماز تام ہو جاتی ہے فتامل۔

اقول ان کا لفظ ہے: ''کذا'' (اس طرح) یعنی اس کی نماز پوری ہوگئی۔) اس میں یہ کہا کہ انکار کے بعد دینا دھول ہے۔ ہاں اگر یہ کہتے کہ ان کے قول (جب دے دے تو از سر نو ادا کرے اور انکار کر دے تو نماز پوری ہوگئی) سے یہ دوسری صورت سمجھ میں آسکتی ہے اس لیے کہ وہ اس بارے میں صریح ہے کہ دینا ناقض ہے اور انکار نماز کو تمام کر دینے والا ہے۔'' تو یہ کہنا درست ہوتا شاید یہ سبقت قلم ہے۔ یہ کہنے میں تقصیر ہے کہ ''ان دونوں صورتوں کا سابقہ عبارتوں میں صراحۃً کوئی ذکر نہیں اگرچہ زیادات کے الفاظ (وانا بی تمت) اور اگر انکار کر دے تو نماز پوری ہوگئی۔ اپنے اطلاق اور اشارہ سے ان کے حکم پر دال ہیں'' زیادات (اذا غطی استانف۔ جب دے دے تو از سر نو پڑھے) کو بھی کیوں نہ ذکر کیا کہ دونوں صورتوں کی دونوں شکلوں پر دلالت ظاہر ہو۔

پھر اگر زیادات کی عبارت میں فرغ من صلاۃ (وہ اپنی نماز سے فارغ ہو) کا مرجع مطلقاً مصلی ہے تو یہ کہنا درست نہیں کہ ''سابقہ عبارتوں میں صریحاً ان دونوں صورتوں کا کوئی ذکر نہیں۔'' اور اگر اس کا مرجع خاص من ظن منعا او شک'' (وہ جسے انکار کا گمان یا شک ہو) ہے تو ''باطلاقہ'' (اپنے اطلاق سے) کہنا درست نہیں۔ اس لیے کہ مباین اپنے مباین کے اطلاق میں داخل نہیں ہوتا اگر یہ کہو کہ شاید انہوں نے بطور توضیح و تقسیم ذکر کیا ہو تو جسے عطا کا گمان ہو اور نماز پوری کر لے اس کے لیے لفظ ''اشارہ'' رکھا اور جسے انکار کا گمان ہو یا شک ہو اور نماز توڑ دے اس کے لیے لفظ ''اطلاق'' رکھا۔

اقول: (میں کہوں گا) یہ بھی صحیح نہیں اس لیے کہ نماز توڑنا نماز پڑھ چکنے اور اس سے فارغ ہو جانے کے مباین ہے تو ''اطلاق'' میں کیسے داخل ہوگا۔ یہ ذہن نشین رہے اقول امام صدر الشریعۃ کے پورے کلام کا ضبط نصف سطر میں یہ ہے کہ ''اگر وہ سوال نہ کرے یا اسے دے دے تو جو تیمم اور نماز اس نے ادا کیا وہ باطل ہوگیا اور اگر انکار کر دے تو تام ہوا۔'' تو پہلی شرط اس صورت کو شامل ہے جب اس نے مانگا نہیں اور اس نے دے دیا یا نہ دیا اور اس صورت کو بھی جب اس کے مانگنے پر اس نے دیا۔ اور دوسری شرط کے تحت وہ صورت رہے گی جب اس کے مانگنے پر اسنے نہ دیا۔ اور کلام اپنے اطلاق سے یہ بھی بتائے گا کہ ان باتوں میں یہ سب صورتیں یکساں ہیں اسے دینے کا گمان رہا ہو یا نہ دینے کا یا شک رہا ہو اور اس نے بیرون نماز دیکھا ہو یا اندرون نماز دیکھ کر نماز توڑ دی ہو یا پوری کی ہو، اور انہوں نے زیادات کے حوالہ سے جو پہلے بیان کیا اگر ہم اس کا بھی اضافہ کرنا چاہیں تو دوسرے جملہ شرطیہ میں یہ الفاظ بڑھا دیں ''اگرچہ بعد نماز اسے دے دیا ہو''۔ تو پہلے جملہ شرطیہ میں دینا اس لیے مقید رہے گا کہ انکار کر کے بعد نماز دینا نہ ہو۔ اور دوسرے جملہ کے تحت دو شقیں رہ جائیں گی (۱) مانگنے پر دیا نہیں۔ (۲) یا انکار کر کے بعد نماز دیا۔ پھر اس کے بعد ہم یہ بڑھا دیں ''خواہ اسے

Marfat.com

دینے کا گمان رہا ہو یا انکار کا، یا شک رہا ہو مگر یہ ہے کہ اگر دینے کا گمان ہو تو نماز توڑ دے ورنہ نہیں۔"

اقول: اس سے وہ صورت خارج نہ ہوگی جب مانگنے پر اس نے نہ دیا نہ انکار کیا بلکہ خاموش رہا۔ یہ اس لیے کہ ہم بتا چکے کہ اگر خاموش رہنے کے بعد اسے تیمم سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے سے قبل دے دیا تو یہ خاموشی انکار نہیں تو یہ اول یعنی "اعطاہ" (اسے دے دیا) میں داخل ہے اور اگر یہ بعد نماز ہے تو اس دینے سے پہلے انکار نہ پایا گیا اور اس صورت میں حکم عطا کا ہے سکوت کا نہیں۔ ورنہ (اگر بعد سکوت تیمم سے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے سے پہلے دینا نہ ہو) وہ سکوت انکار ہو کر شرط ثانی میں داخل ہوگا۔ اور اس صورت میں حکم سکوت کا ہے اس وجہ سے کہ وہ دلیل انکار ہے۔ لیکن وہ اولاً صورت رہ گئی جب اس نے مانگا تو اس نے نہ دیا نہ انکار کیا بلکہ وعدہ کیا پھر اس کے خلاف کیا۔ تو اگر یہ وعدہ نماز سے پہلے یا نماز کے دوران ہوا ہو تو اس کا تیمم قطعاً باطل ہو گیا اگرچہ اسے نہ دیا اور یہ "ان لم یسا او اعطا" (اگر اس نے نہ مانگا یا اس نے دے دیا) کے تحت داخل نہ ہوا۔ اس لیے کہ اس نے مانگا اور اس نے نہ دیا۔ اسی طرح اگر یہ وعدہ بعد نماز ہوا۔ اس میں مطلقاً بطلان نماز اختیار کیا گیا ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔ یہ کہا کہ نماز ہو گئی اگر وعدہ خلافی ظاہر ہوئی کہ یہ نماز تام ہونے کی صورت ہے اور "ان ابی" (اگر انکار کیا) کے تحت داخل نہیں اس لیے کہ جس نے وعدہ کیا اس کے بارے میں یہ نہ کہا جائے گا کہ اس نے منع و انکار کیا۔ لیکن اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ وعدہ عطا ہے تو یہ صورت شرط اول کے تحت داخل ہے۔ لیکن اس دعویٰ پر دلیل کی ضرورت ہے۔ اور دلیل کہاں؟ بلکہ دلیل تو اس کے خلاف پر موجود ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

☆ اگر یہ کہیں کہ ہم یہ اختیار کرتے ہیں کہ وہ وعدہ جس کے خلاف عمل ہو وہ انکار ہی ہے تو یہ صورت شرط ثانی کے تحت داخل ہوگی اور یہ مآل کار کے اعتبار سے کچھ بعید بھی نہ ہوگا۔

اقول (میں کہوں گا): اگر وعدہ کو عطا نہ قرار دیا جائے تو سود مند نہیں اور اگر عطا قرار دیا جائے تو اس کی ضرورت نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وعدہ خلافی اگر انکار مستند ہے یعنی وقت وعدہ سے تو پہلا سوال وارد ہوگا کیوں کہ اس نے قبل تمام نماز وعدہ کیا اور خلاف کیا تو یہ انکار ہونے کے باوجود اثر انداز ہوا (جب کہ صورت انکار میں نماز تام ہوتی ہے) اور اگر انکار مقتصر ہو یعنی وقت عدم وفا سے اور جب وعدہ ہوا ہے اس وقت دینا نہ ہو تو بھی پہلا سوال وارد ہوگا۔ اس لیے کہ "اس نے مانگا اور اس نے نہ دیا۔" تو ابطال کی جو شرط تھی (نہ مانگا یا اس نے دے دیا) وہ نہ پائی گئی پھر نماز کیوں باطل ہوئی تو کوئی مفر نہیں سوا اس کے کہ وہ وعدہ کو بعینہ عطا قرار دیں اور یہ معقول و مدلول دونوں کے خلاف ہے۔

☆ ثانیاً آب طہارت ہر جگہ عادۃً دے دیا جاتا ہے اس کا بطلان بیان سے بے نیاز ہے بے وقوفوں اور بچوں کو بھی معلوم ہے۔ اور مبسوط کا مقام ایسا معنی مراد لینے سے بلند ہے تو اس کے کلام کو اسی طرف پھیرنا ضروری ہے جس سے امام ابوبکر جصاص،

Marfat.com

امام ابوزید بوسی اور امام ابونصر صغار علیہم الرحمۃ نے تطبیق دی کہ مراد ایسی جگہ ہے جہاں پانی کم یاب نہ ہو اب مبسوط کا کلام یہ ہوگا کہ (ایسی جگہ سوال نہ کیا) جہاں پانی دینے کا گمان ہو۔ پھر یہ کیسے کہا جائیگا کہ (عدم سوال مبطل ہے) خواہ اسے دینے کا ظن ہو یا نہ دینے کا یا شک کی صورت ہو۔

☆ ثالثاً کیا ایسا ہے کہ مانگنا خواہ کوئی گمان ہو یا شک ہو مطلقاً اس پر واجب ہے مگر صحت نماز کی شرط نہیں یا اس کی شرط بھی ہے۔ برتقدیر ثانی بغیر مانگے اس کا نماز شروع کرنا کیسے صحیح ہوا؟ اور ظن منع یا شک والے کے لیے۔ اس نماز کی ادائیگی پر برقرار رہنا کیسے جائز ہوا ؟ بلکہ یہ سوال بھی ہے کہ جو عطاء کا ظن رکھتا ہو اس کے لیے آپ نے یہ کیوں کہا کہ نماز توڑ دے؟ توڑنا تو اسی کا ہوتا ہے جو بندھ چکا ہوا اور جس کا انعقاد ہو گیا ہو۔ اور یہاں ظن عطا اور اس کے ماسوا میں فرق سے کیا فائدہ؟ شرط کا ترک تو مطلقاً مبطل ہے اور اس صورت میں آپ نے نماز کو تام قرار دیا جب اس نے بعد نماز طلب کیا اور اس نے انکار کر دیا اگرچہ اسے عطا کا گمان رہا ہو اس پر سوال یہ ہے آپ نے نماز کو تام کیسے قرار دیا؟ جو عمل کسی شرط صحت کے فقدان کی وجہ سے باطل واقع ہوا وہ بعد میں جائز کی صورت میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔ جیسے اس کا حال ہے جیسے قربِ آب کا ظن تھا اور اس نے پانی تلاش نہ کیا، تیمّم سے نماز پڑھ لی پھر تلاش کیا تو نہ پایا۔ جب بھی اس کی نماز باطل ہے جیسا کہ سراج وہاج اور جوہرہ کے حوالہ سے بیان ہوا۔

بلکہ جو سوال نماز کی شرط تھا وہ نماز سے موخر کیسے ہوگا؟ شرط تو مشروط سے موخر نہیں ہوتی۔

(اگر یہ سوال ہو کہ آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ متقدی کا امام کو امام کی حالت سفر و اقامت کا علم ہونا ''صحت اقتدا کی شرط ہے'' جیسا کہ خانیہ، بحر اور درمختار وغیرہا میں ہے پھر یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ شروع ہی سے یہ علم ہونا شرط نہیں بلکہ بعد نماز (یہ علم ہو جانا بھی کافی ہے مثلاً اس طرح کہ امام (بعد نماز بتا دے کہ وہ مسافر ہے جیسا کہ متون میں اس صورت کی طرف اشارہ آیا ہے اور توشیح، نہایہ، سراج، تارخانیہ، بحر اور درمختار وغیرہا میں اس کی صراحت آتی ہے تو ان حضرات نے مشروط سے شرط کا موخر ہونا جائز رکھا)

☆ برتقدیر اول آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ بعد نماز ترک سوال سے اس کی نماز باطل ہوگئی اگرچہ اسے انکار کا گمان ہو یا شک کی صورت ہو۔ ترک واجب سے نماز فاسد نہیں ہو جاتی جب کہ یہ صحت نماز کی کسی شرط میں خلل انداز نہ ہو۔

اگر یہ سوال ہو کہ جب اسے عطا کا ظن ہو اور نہ مانگے تو آپ نے اس کی نماز باطل ہونے کا کیسے علم کر دیا جبکہ اس نے ایک ایسا ہی کام ترک کیا جو صحت نماز کی شرط نہیں۔

اقول (میں کہوں گا) کیوں نہیں نماز صحیح ہونے کی شرط طہارت ہے اور اس کی طہارت کی۔

اقول (میں جواباً کہوں گا معاملہ اس طرح نہیں بلکہ اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ علم صحت اقتدا کے حکم کے لیے شرط

Marfat.com

ہے خود صحت اقتدا کی شرط نہیں۔ علما نے جو شرط ہونا ذکر کیا اس سے یہی مراد ہے جیسا کہ فتح القدیر سے یہ مستفاد ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ کے اندر نماز مسافر کے بیان میں اسے واضح کیا ہے اور خدا ہی سے توفیق ہے ۱۲ منہ غفرلہ) شرط یہ ہے کہ اس کا عجز ظاہر ہو۔ اور ظہور عجز ایسے ظن عطا سے ختم ہو جاتا ہے جس کے خلاف ظاہر نہ ہو۔ تو جب اسے عطا کا گمان ہو جائے حکم کیا جائے گا کہ اس کی نماز کا فاسد ہونا موقوف رہے گا یہاں تک کہ اس گمان عطا کے خلاف ظاہر ہو تو نماز صحیح ہو جائے گی یا اس کے خلاف ظاہر نہ ہو تو نماز قطعی طور پر فاسد ہو جائے گی جیسا کہ میں نے آخری مسئلہ میں بیان کیا ہے۔ جب اس نے سوال نہ کیا اس کے ظن عطا کے خلاف ظاہر نہ ہوا تو فسادِ نماز قطعی ہو گیا اس لیے نہیں کہ سوال شرط ہے بلکہ اس لیے کہ ظہور عجز مفقود ہے۔ بخلاف اس صورت کے جب انکار کا ظن ہو اس لیے کہ ظہور عجز کا کوئی معارض نہ پایا گیا۔ یہ تو واضح ہے اس طرح جب شک رہا ہو تو اس لیے کہ یہ احتمال بلا دلیل ہے تو ظاہر کے معارض نہ ہوگا جیسا کہ میں نے مسئلہ ششم کے آخر میں اس کی تحقیق کی ہے۔ اور خدا ہی کے لیے حمد ہے۔

اقول: اب یہ دیکھئے کہ یہاں امام صدر الشریعۃ کے ظاہر کلام پر بادی النظر میں چند اعتراض وارد ہوتے ہیں جنہیں ہم ذکر کر کے ان کی تردید کر دینا چاہتے ہیں۔

پہلا اعتراض: عطار و منع میں شک کو آپ نے قدرت و عجز میں شک قرار دیا ہے اس لحاظ سے ظن منع ظن عجز ہوگا جبکہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ غلبہ ظن کو آسانی کے لیے قدرت و عجز کی حقیقت و یقین کے قائم مقام رکھا گیا ہے پھر جب اس کے خلاف ظاہر ہو جائے تو وہ حقیقت، قدرت و عجز کے قائم مقام نہیں رہ جاتا اس سے یہ مستفاد ہوا کہ جب اس کے خلاف نہ ظاہر ہو تو وہ ان دونوں کے قائم مقام رہتا ہے پھر آپ نے یہ کیسے فرمایا کہ جسے انکار کا گمان ہوا اور اس نے ابھی مانگا نہیں اور پانی والے نے اسے دیا بھی نہیں تو اس کی نماز باطل ہو گئی باوجودیکہ اسے عجز کا گمان ہے اور اس کے خلاف ظاہر بھی نہ ہوا تو وہ حقیقت عجز کے قائم مقام رہے گا۔

دوسرا اعتراض: اس نے نماز پڑھتے وقت پانی دیکھا اور اسے انکار کا گمان ہوا تو جیسا کہ آپ نے حکم دیا ہے اس نے نماز پوری کر لی جب فارغ ہوا تو دیکھا کہ پانی والا چلا گیا اب کہاں ہے پتا نہیں۔ تو اب اس کے ذمہ آپ مانگنا کب واجب کرتے ہیں اگر نماز کے دوران ہی واجب کرتے ہیں تو نماز توڑنا واجب ہوگا جب کہ اس سے آپ نے منع فرمایا ہے اور اگر بعد نماز واجب کرتے ہیں تو اب وہ چلا گیا اور غائب ہو گیا ایسی صورت میں اس سے مانگنے کو واجب کرنا ایک امر محال کو واجب کرنا ہے لامحالہ اس کے ظن ہی پر مدار حکم رکھنے کا قائل ہونا پڑے گا۔

تیسرا اعتراض: جب آپ نے ہر حال میں مانگنا واجب کیا اور اگر نہ مانگا تو مطلقاً ابطال کا حکم دیا، اب دو ہی صورتیں ہیں سوال یا ترک سوال۔ ترک سوال کی صورت میں تو صاف ظاہر ہے کہ اس کے ظن کا حکم سے کوئی تعلق نہیں۔ اور سوال کی صورت میں حقیقت خود ہی منکشف ہو جاتی ہے اور ظن میدان سے نکل جاتا ہے تو ظن کو حقیقت کے قائم مقام کب رکھا گیا جبکہ اس کے حصہ میں

Marfat.com

زوال کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اقول: ایک حرف میں سب کا جواب یہ ہے کہ بصورت امکان سوال واجب ہے جب یہ معذر ہو تو حکم کا مدار ظن پر ہے۔ اور صدر الشریعۃ کا قول ''فاذا ظهر خلافه'' (تو جب اس کے خلاف ظاہر ہوا) حکم کے تحت نہیں کہ اس کا مفہوم لیا جائے بلکہ وہ ایک مسئلہ کی تعلیل کے تحت ہے اور اس میں واقع یہی تھا کہ اس کے خلاف ظاہر ہوا۔ تو بنائے کار اسی پر رکھی۔ اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔

دوم قانون علامہ صاحب البحر: صاحب بحر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''معلوم ہوا کہ تیمم والا جب کسی آدمی کے ساتھ آب کافی دیکھے تو دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو یہ دیکھنا اندرون نماز ہوگا یا بیرون نماز ہوگا۔ اور ہر ایک میں یا تو دینے یا نہ دینے کا غلبہ ظن ہوگا۔ یا شک ہوگا۔ اور ان میں سے ہر ایک میں یا تو اس سے مطلب کیا ہوگا یا نہ کیا ہوگا۔ اور ہر ایک میں یا تو اس نے دیا ہوگا یا نہ دیا ہوگا۔ تو یہ چوبیس صورتیں ہوئیں۔ اگر اندرون نماز ہو اور دینے کا غلبہ ظن ہو تو نماز توڑ دے اور پانی طلب کرے۔ اگر دے دے تو وضو کرے ورنہ اس کا تیمم باقی ہے۔ اگر نماز پوری کر لی پھر مانگا تو اگر دے دے از سر نو نماز پڑھے اور اگر انکار کر دے تو اس کی نماز پوری ہوگئی اسی طرح جب انکار کر دے پھر دے دے۔ اور اگر اسے نہ دینے کا غلبہ ظن ہو یا شک ہو تو نماز نہ توڑے۔ اور اگر توڑ دی اور مانگا تو اگر دے دے وضو کرے ورنہ اس کا تیمم باقی ہے۔ اور اگر پوری کر لی پھر مانگا تو اگر دے دے تو نماز باطل ہو گئی اور اگر انکار کر دے تو تام ہے۔ اور گر بیرون نماز ہو تو اگر نہ مانگا اور تیمم سے نماز ادا کر لی تو کلام ہدایہ کے مطابق نماز ہوگئی اور بیان مبسوط کے مطابق نہ ہوئی۔ اگر بعد نماز مانگا تو اگر وہ دے دے اعادہ کرے ورنہ نہیں خواہ عطا کا گمان رہا ہو یا منع کا یا شک رہا ہو۔ اور اگر مانگا تو دینے کی صورت میں وضو کرے اور انکار کی صورت میں تیمم کرے اور نماز پڑھے۔ اب اگر بعد نماز دے دے تو اس پر اعادہ نہیں، تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اس قسم میں ظن یا شک کی صورت ہی نہیں۔ یہ سب اس کا حاصل ہے جو زیادات وغیرہا میں ہے۔ اور یہ انداز ضبط اس کتاب کی خصوصیات سے ہے۔ ان کے برادر تلمیذ مدقق نے النہر الفائق میں اسی کی پیروی کی۔ ان سے علامہ شامی نے نقل کیا اور برقرار رکھا۔

اقول اولاً: بلکہ یہ ان کی روش کلام کے مطابق چھیاسٹھ (۶۶) صورتیں ہیں جن میں سے چون (۵۴) صورتوں کا بیان ان کے کلام کے ضمن میں آ گیا اور بارہ (۱۲) صورتیں رہ گئیں۔ وہ اس لیے کہ یا تو وہ اندرون نماز دیکھے گا یا قبل نماز۔ اور بہر دو صورت یا تو اسے عطا کا ظن ہوگا یا انکار کا، یا شک ہوگا۔ یہ چھ صورتیں ہوئیں اور ان میں سے ہر ایک میں گیارہ صورتیں ہیں۔ اس لیے کہ وہ یا تو قبل نماز مانگے گا۔ یا بعد نماز،، یا نہ قبل نماز نہ بعد نماز، یہ صورتیں کیسے نہ ہونگی جب کہ ان کی روش بیان درج ذیل عبارتوں میں اسی تقسیم پر جا رہی ہے۔ (۱) نماز توڑ دے اور پانی طلب کرے، اگر نماز پوری کر لی پھر مانگا۔ (۲) اگر

Marfat.com

بعد نماز۔ اور اگر مانگا۔ یعنی قبل نماز۔ اور فرمایا: تو اگر نہ مانگا۔ یعنی بالکل مانگا ہی نہیں (نہ قبل نماز نہ بعد نماز)۔ میری عبارت میں جو ''قبل نماز'' آیا ہے اس سے میری مراد ہے ''تکمیل نماز سے'' خواہ یوں کہ نماز شروع کرنے سے پہلے ہو یا یوں کہ جب اندرون نماز پانی دیکھا نماز توڑ دی ہو (اب سلسلہ کلام وہیں سے لے لیجئے ۱۲م۔ الف) اور ان میں پہلی دونوں میں سے ہر تقدیر پر یا تو وہ دے گا یا نہ دے گا۔ اور تیسری تقدیر پر قبل نماز دے گا، یا اندرونی نماز، یا بعد نماز یا بالکل نہ دے گا۔ یہ آٹھ صورتیں ہوئیں۔ اور میں سے ایک وہ ہے جس کی چار صورتیں بن جائیں گی۔ یہ قبل نماز مانگنے پر انکار والی صورت ہے کیونکہ اس صورت میں یا تو بعد نماز دوبارہ مانگے گا، یا نہ مانگے گا اور بہر تقدیر یا تو وہ دے گا یا نہ دے گا تو گیارہ (۱۱) صورتیں ہو کر چھیاسٹھ (۶۶) کو پہنچ جائیں گی۔ اب ان میں سے ایک سدس (گیارہ) کی شکل پیش کی جاتی ہے تاکہ بقیہ کو اس پر قیاس کیا جا سکے، اس طرح کہ ظن عطا کی جگہ ظن منع پھر شک رکھ دیں تو تینتیس (۳۳) صورتیں ہو جائیں گی، پھر ''اندرون نماز دیکھا'' کی جگہ ''قبل نماز دیکھا'' رکھ دیں تو یہ دوسری تینتیس (۳۳)

☆ علامہ صاحب بحر نے اندرن

اگر یہ سوال ہو کہ: قبل نماز انکار ہو جانے کے بعد یہ شقیں نکالنے میں کوئی فائدہ نہیں کہ بعد نماز اس نے مانگا یا نہ مانگا اور بہر تقدیر اس نے دیا یا نہ دیا۔ اس لیے کہ حکم مختلف نہیں، حکم یہی ہے کہ اس کی نماز صحیح ہے اس لیے کہ انکار کے بعد دینا مفید نہیں جیسا کہ مسئلہ دہم میں گزرا۔

اقول: کیوں نہیں یہ حکم دینا ہی اس کا فائدہ ہے۔ ضابطہ میں صاحب بحر کا کلام دیکھئے اندرون نماز دیکھنے کے تحت ہے ''اور ایسے ہی جب انکار کر دے پھر دے دے'' اور بیرون نماز دیکھنے کے تحت ہے ''تو اگر (اس وقت) نہ دیا اور بعد نماز دے دیا تو اعادہ نہیں'' اسی لیے محقق جلی نے بھی اسے اپنے ضابطہ کی شقوں میں لیا ہے جیسا کہ ان کا کلام ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ اور اگر بے فائدہ ہی فرض کر لیا جائے تو یہاں کلام صاحب بحر رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مسلک پر ہے اور انہوں نے قسموں کے اندر احکام کے جدا گاہ ہونے کا اعتبار نہیں کیا جیسا کہ اس کا بیان آ رہا ہے اور اگر ہم تسلیم ہی کر لیں تو یہ اڑتالیس (۴۸) صورتیں ہیں چھ میں آٹھ۔ ۸×۶ = ۴۸۔ جیسا کہ پیش نظر ہے اور ان کا کلام صرف چھتیس (۳۶) صورتوں کے حکم پر مشتمل ہے۔

ثانیاً: ذخیرہ کے ذریعہ امام جصاص سے تطبیق نقل کی۔ وہی تحقیق بھی ہے۔ اس کے باوجود بیرون نماز رہ کر بالکل نہ مانگنے والی صورت کو کوئی قطعی قول پیش کیے بغیر اختلافی چھوڑ دینا مناسب نہیں۔

ثالثاً: اسی پر اس کے بارے میں چلے ہیں جو اندرون نماز دیکھے تو اگر ظن عطا ہو نماز توڑ دے ورنہ نہیں۔ اس کی بنیاد ہی تطبیق ہے کہ مانگنا واجب ہے اگر عطا کا گمان ہو ورنہ نہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا تو یہاں تطبیق پر چلے پھر سب کو خلافی بنا دیا۔ مناسب

Marfat.com

طریقہ یہی تھا کہ یا تو اسے بھی اختلاف کے حوالے کرتے یا اس میں قطعی قول کرتے۔

رابعاً: یہ صورت کہ ''بیرون نماز دیکھنے پر مانگا تو اس نے نہ دیا پھر تیمّم کر کے نماز پڑھ لی۔''

اس کے بارے میں انھوں نے فرمایا کہ ''اس قسم میں ظن یا شک کی صورت نہیں۔'' یہ کلام بڑے شک واعتراض کا محل ہے۔ اگر یہ مراد ہے کہ بعد منع ظن یا شک نہیں ہوتا تو منع اس قسم کے ساتھ خاص نہیں۔ اور دینے کے بعد بھی تو ظن وشک کی صورت نہیں بلکہ بدرجہ اولیٰ نہیں، اس لیے کہ کام پورا ہو گیا۔ اور منع میں تو یہ احتمال ہے کہ اس منع کو موجودہ حالت پر محمول کرے اور اس کے بعد اس سے دینے یا نہ دینے کا گمان یا شک رکھے۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ مطلقاً ظن یا شک نہیں ہوتا۔ یہ ان کے کلام سے ظاہر بھی ہے تو اس پر یہ کلام ہے کہ بعد منع ظن وشک کی صورت نہ ہونا اس سے مانع نہیں کہ قبل منع ظن یا شک رہا ہو۔ انہوں نے پہلے چھ (۶) قسمیں بنائی ہیں۔ اس طرح کہ وہ اندرون نماز ہوگا یا بیرون نماز۔ اور بہر دو تقدیر یا تو اسے ظن عطا ہوگا یا ظن منع یا شک ہوگا۔ پھر ان میں سے ہر ایک سوال وعدم سوال اور عطا وعدم عطا کی تفصیل ہے۔ تو یہ قسم ظن وشک سے خارج کیسے ہوگی اور اگر خارج ہو تو چوبیس (۲۴) صورتیں کیسے بنیں گی؟

خامساً: اندرون نماز اور بیرون نماز دد یکھنے میں اور اندرون نماز دیکھنے کی قسموں میں باہم احکام کا کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ اگر اسے عطا کا ظن ہو نماز توڑ دے ورنہ نہیں۔ تو ان سب کو شقوں میں داخل کر کے طویل کرنا مناسب نہ تھا۔ اگر یوں کہتے تو ان کی پوری بات مع اضافے اور متروکہ چھ صورتوں کے احاطے کے سمٹ آتی ''جیسے کسی کے پاس طہارت کے لیے کفایت کرنے والے پانی کا قبل نماز یا اندرون نماز علم ہوا۔ تو اگر نہ مانگا تو اس صورت میں اختلاف ہے اور اگر مانگا اس نے دے دیا تو وضو کرے اور اگر تیمّم تھا تو ٹوٹ گیا اور اگر نماز پڑھ لی تو باطل ہو گئی۔ اور اگر نہ دیا تو تیمّم کرے یا تیمّم ٹوٹا ہی نہیں یا نماز بھی ہو گئی۔ اور دونوں ہی شکلوں میں انکار کے بعد دینے کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور ان سب صورتوں میں خواہ اسے عطا کا گمان ہو یا منع کا، یا شک ہو مگر یہ ہے کہ اگر ظن عطا ہو نماز توڑ دے ورنہ نہیں۔ تو یہ ان کی سطروں کے تہائی کے قریب ہے مگر یہ کہ تہائی زیادہ ہے۔

سادساً: بیرون نماز والی صورت کے تحت ان کا قول ''اگر نہ مانگا اور تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی۔'' اس سے جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا اور ان کی مراد یہ ہے کہ ''نہ قبل نماز مانگا نہ بعد نماز مانگا'' اس لیے کہ آگے ان دونوں کو ذکر کر رہے ہیں۔ جیسا کہ معلوم ہوا یہ بارہ (۱۲) قسموں پر مشتمل ہے۔ اسے دینے کا ظن ہوگا یا نہ دینے کا شک ہوگا اور بہر تقدیر پانی والا اسے قبل نماز دے گا یا اندرونِ نماز یا بعد نماز، یا بالکل نہ دے گا۔ اگر مانا جائے کہ اختلاف ہے تو ان میں سے صرف تین صورتوں میں ہوگا جب کہ بالکل نہ دیا۔ اور یہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ قبل تکمیل نماز وعدہ نہ پایا جائے ورنہ وہ مانع، ناقص اور مبطل ہوگا (تیمّم سے مانع ہوگا اور اگر تیمّم ہے تو اسے توڑ دے گا تیمّم سے نماز پڑھ لی تو اسے باطل بھی کر دے گا۔ اگر قبل نماز دیا تو وضو واجب ہے اور اگر تیمّم تھا تو ٹوٹ گیا۔ اندرون نماز دیا

Marfat.com

تو وضو کر کے از سر نو پڑھنا ضروری ہے۔ بعد نماز دیا تو سب بالا جماع باطل ہو گیا اس لیے کہ ہمارے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے کہ اباحت سے پانی پر قدرت ہو جاتی ہے، تو عطا سے کیوں نہ ہو گی اور عطا عطا ہی ہے، اگر چہ بغیر سوال ہو، جیسے اس صورت میں جب اس کے پاس کوئی ایسا شخص ہو جس سے دریافت کر سکے مگر نہ دریافت کیا اور نماز پڑھ لی پھر اس نے از خود بتایا یا پوچھنے پر بتایا بہر صورت اعادہ کرے۔ جیسا کہ گزرا۔ درمختار نے یہ عمدہ تعبیر کی ''اگر تیمم سے نماز پڑھ لی جبکہ وہاں کوئی ایسا تھا جس سے دریافت کر لے پھر اس نے پانی کی خبر دی تو اعادہ کرے۔'' یہ نہ فرمایا کہ ''پھر اس نے سوال کیا تو اس نے بتایا'' لا جرم جوہرہ نیرہ میں یہ کہا: کسی ایسے شخص کو دیکھا جس کے پاس پانی ہے اس سے طلب نہ کیا۔ نماز پڑھ لی۔ پھر اس کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس نے بغیر مانگے دے دیا تو وضو کر کے اعادہ کرے۔ اور اگر نہ دیا تو اس کی نماز تام ہے'' تو اسے بارہ (۱۲) میں سے نو (۹) صورتوں میں مطلقاً خلافی قرار دینا درست نہیں۔ اور اگر متروکات بھی لے لیے جائیں جیسا کہ ہم نے کیا تو اٹھارہ (۱۸) صورتوں میں یعنی اس تقسیم پر لیکن وعدہ کی صورتیں بھی لی جائیں تو بہت زیادہ ہو جائیں گی، جیسا کہ ذکر آ رہا ہے۔

سابعا: وعدہ اور سکوت کی صورتیں چھوڑ دیں جبکہ اس میں اہم بحثیں ہیں تو ان کے طرز پر قسمیں نہ چوبیس (۲۴) ہوں گی نہ چھیاسٹھ (۶۶) بلکہ چار سو چھبیس (۴۲۶) ہوں گی۔ وہ اس لیے کہ سوال یا تو قبل تیمم ہو گا، یا بعد تیمم قبل شروع نماز، یا اندرون نماز اس طرح کہ نماز توڑ دے، یا بعد نماز یا سوال بالکل نہ ہو گا۔ یہ پانچ صورتیں ہوئیں۔ پہلی دونوں صورتیں قبل نماز علم کے بغیر نہ ہوں گی اور بقیہ میں احتمال ہے کہ اندرون نماز معلم ہو یا قبل نماز ہو تو یہ آٹھ ہوئیں۔ اور بہر تقدیر اسے ظن عطا ہو گا یا ظن منع یا شک ہو گا۔ تو یہ چوبیس (۲۴) صورتیں ہوئیں۔ ان میں سے اٹھارہ (۱۸) سوال والی ہیں اور چھ (۶) عدم سوال والی۔ اور ظن عطا و منع اور شک کے اعتبار سے سوال قبل تیمم یا بعد تیمم قبل نماز کی تین تین صورتیں ہیں اور نماز کے اندر یا نماز کے بعد سوال کی چھ چھ صورتیں ہیں۔ اس طرح کہ رویت اندرون نماز یا قبل نماز ہونے کا اضافہ ہو گا۔ اور عدم سوال والی صورت دونوں شکلوں کو شامل ہے، جیسا کہ معلوم ہو گا۔

☆ پھر ہر سوال پر: یا تو اسے فوراً دیدیگا اس کا نام عطائے عاجل ہے یا وعدہ یا سکوت یا انکار کرے گا۔ اور ان تینوں میں سے ہر ایک کے بعد یا تو دے دے گا۔ اور یہ عطائے آجل ہے یا نہ دے گا۔ اور جب صورت وعدہ نہ دے گا تو یا تو اس کے خلاف ظاہر ہو گا یا نہیں۔ جیسا کہ تنبیہ پنجم میں ہم نے پہلے بیان کر چکے ہیں تو ہر سوال میں آٹھ (۸) صورتیں ہوئیں۔ عطائے عاجل تو سوال سے وقت میں جدا نہیں ہوتی۔ اور عطائے آجل وغیرہ وعدہ میں احتمال ہے کہ قبل تیمم ہو یا بعد تیمم قبل نماز یا اندرون نماز یا بعد نماز ،رون وقت اس کے تیمم و نماز پر اطلاع سے قبل یا بعد یا وقت کے بعد۔ لیکن وعدہ میں دو ہی شکلیں ہیں وقت میں یا بعد وقت دینا، .س لیے کہ وعدہ وقت نکلنے تک انتظار واجب کرتا ہے تو جب اس سے وعدہ ہوا تو اسے روا نہیں کہ تیمم کرے یا نماز پڑھے خواہ ابتدایا دوبارہ جب یہ معلوم ہو گیا تو دیکھئے جب سوال قبل تیمم ہو تو سب صورتیں ہو سکتی ہیں۔ تو اس کی آٹھ (۸) صورتیں ہر عطائے آجل

Marfat.com

غیر وعدہ کی چھ (۶) صورتوں کے ساتھ اور وعدہ کی دو صورتیں عدم عطا کی چار (۴) اور عطاء آجل کی ایک صورت کے ساتھ کل انیس (۱۹) صورتیں ہوئیں اور ثلاثی ہونے کی وجہ سے ستاون (۵۷) ہوئیں۔ اور جب سوال بعد تیمّم قبل نماز ہو تو عطائے آجل کی چھ (۶) میں پہلی شکل نکل جائے گی اور وہ یہ کہ عطا قبل تیمّم ہو اب سکوت اور انکار ہر ایک میں پانچ صورتیں ہیں چھٹی شکل عدم عطا تو بارہ صورتیں ہوئیں اور وعدہ کی چار صورتیں رہیں جیسے پہلے تھیں یعنی وقت کے اندر دے یا اس کے بعد یا وعدہ خلافی کرتے ہوئے نہ دے یا بغیر وعدہ خلافی کے نہ دے اور ایک عطائے عاجل والی صورت ہے۔ (اس لیے کہ بصورت وعدہ یا تو وقت میں دے دے گا یا بعد وقت دے گا یا وعدہ خلافی کرتے ہوئے یا بغیر وعدہ خلافی کے نہ دے گا۔ یہ چار صورتیں ہوئیں اور سکوت وانکار ہر ایک میں یا تو نہ دے گا یا قبل تیمّم دے گا یا قبل نماز یا دوران نماز یا بعد نماز وقت میں اطلاع سے قبل یا بعد، یا بعد وقت۔ تو دونوں میں یہ سات صورتیں چار صورتیں ان چودہ صورتوں کے ساتھ اور ایک صورت عطائے عاجل کے ساتھ کل انیس صورتیں ہوئیں۔) تو سترہ (۱۷) صورتیں ہوئیں اور تین میں ضرب دینے سے اکیاون (۵۱) ہوگئیں۔ اور جب سوال اندرون نماز ہو تو اس سے پہلے والے کی طرح یہاں بھی سترہ (۱۷) قسمیں ہوں گی۔ مگر یہ کہ ان میں سے ہر ایک میں چھ صورتیں ہیں تو ایک سو دو (۱۰۲) صورتیں ہوگئیں اور جب بعد نماز ہو تو سکوت وانکار کی عطا والی صورتوں میں سے پہلی تین نکل جائیں گی تو ہر ایک میں عدم عطا کے ساتھ چار اور وعدہ میں بدستور چار رہیں گی۔ یہ بارہ صورتیں ہیں اور عطائے عاجل کی یہاں دو شکلیں ہیں اسے تیمّم کرتے اور نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے کے بعد دیا یا اس پر مطلع نہ ہوا۔ اور اس تقسیم کی ضرورت یہ وہم دفع کرنے کے لیے ہے کہ اگر اسے دیکھ کر سکوت کرتا تو یہ دلیل منع ہوتا اس کے بعد دینا کارآمد نہ ہوتا۔ مسئلہ نہم میں ہم یہ وہم دور کر آئے ہیں۔ تو چودہ (۱۴) ہوئیں جو چھ میں ضرب دینے سے چوراسی (۸۴) بنیں۔ اس طرح سوال کی شق میں کل دو سو چورانوے (۲۹۴) صورتیں۔

اور جب سوال نہ کرے: تو وہ یا تو بغیر وعدہ کیے دے دے گا یا وعدہ کرے گا یا نہ دے گا نہ وعدہ کرے گا۔ یہاں خود یہ عطا وہاں کی عطائے آجل کی چھ (۶) صورتوں پر ہے۔ ان میں سے پہلی دو ثلاثی ہیں اور باقی سداسی ہیں جیسے کہ ان اقسام میں سے تیسری، یعنی نہ عطا ہو نہ وعدہ۔ تو چھتیس (۳۶) صورتیں ہوئیں۔ اور وعدہ میں پانچ صورتیں ہیں پہلی دو ثلاثی اور ان کے بعد تین سداسی اس لیے کہ دوسرے وقت میں بلا سوال وعدہ کو اس نماز سے کوئی تعلق نہیں تو یہ چوبیس صورتیں ہوئیں۔ پھر ہر وعدہ پر بدستور چار (۴) صورتیں ہیں۔ چھیانوے (۹۶) صورتیں ہیں اور مذکور چھتیس (۳۶) کے ساتھ مل کر ایک سو بتیس (۱۳۲) صورتیں بنتی ہیں پھر سوال کی (۲۹۴) صورتوں کے ساتھ مل کر کل چار سو چھبیس (۴۲۶) صورتیں ہو جاتی ہیں۔

اقول: معلوم رہے کہ ان حضرات (خدا ہمیں ان کے برکات سے نفع بخشے) کے کلمات سے ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے عطا وانکار پر نظر محدود رکھی ہے۔ عطا وابا سے ہی زیادات، جامع کرخی، بعدائع صدر الشریعۃ میں تعبیر آئی، جیسا کہ ان کی عبارتیں پیش

Marfat.com

ہوئیں۔ محقق حلبی نے غنیۃ کے اندر بیان صورت میں کبھی کہا اما ان یعطی اویمنع (یاان کودے گا یا منع کرے گا) اور کبھی کہا اماان یعطی اولا (یا تو دے گا یا نہ دے گا)۔ پھر جب بیان حکم پر آئے تو کہا ان سال فاعطی ان سال فمنع (اگر مانگا تو دے یا، اور نہ اگر مانگا تو مانع ہوا) اور کوئی واسطہ ذکر نہ کیا، جیسا کہ ان کی عبارت ان شاء اللہ تعالیٰ پیش ہوگی اسی طرح محقق بحر نے شقوں کو بتائے ہوئے کہا اعطاہ اولا (اسے دے گا یا نہ دے گا) اور بیان احکام میں اندرون نماز دیکھنے کی صورت میں دوبار نفی واثبات لائے اور دوبارہ ان اعطی وان ابی'' (اگر دیا، اگر انکار کیا) لائے۔ اور بیرون نماز دیکھنے کی صورت میں ایک بار بطرز اول اور ایک بار بطرز ثانی۔ ان کے برادر نے النہر الفائق میں ان ہی کے کلام کی تلخیص کی ہے تو دوجگہ ان کے قول ''وان ابی'' (اگر انکار کرے) کی تعبیر ''والا'' (ورنہ) سے کی ہے۔ اسی لیے ہم نے ان کا کوئی مستقل ضابطہ نہ شمار کیا۔ تو ظاہر ہوا یہاں نفی عطا سے ان حضرات کی مراد انکار ہے تو بحر عنینہ پر یہ اعتراض نہ وارد ہوگا کہ دونوں نے شقوں کے بیان میں عطاء، عدم عطا ذکر کیا اور بحر میں نصف احکام کے اندر عطا واباپر اختصار کیا۔ اور عنینہ نے عطا واباء کے سوا کچھ ذکر ہی نہ کیا۔

☆ نہ ہی یہ اعتراض ہوگا کہ دوبار بحر کا یہ کہنا'' ان اعطاہ توضا والافتیممہ باق'' (اگر دے دے وضو کرے ورنہ اس کا تیمم باقی ہے) اسی طرح نہر کا کہنا ان لم یعطہ بقی تیممہ (اگر نہ دے تو اس کا تیمم باقی ہے اس صورت میں بھی صادق ہے جب عطا نہ ہو بلکہ وعدہ ہو مثلا وعدہ ہو اور بعد وعدہ بھی نہ دے باوجودیکہ اس کا تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اس پر ہمارے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ جب یہ معلوم ہوگیا تو جو جانچ کرے گا اس پر منکشف ہوگا کہ بحر نے کتنی زیادہ صورتیں چھوڑ دی ہیں یہ بھی روشن ہوگیا کہ عدم سوال کو ہدایہ ومبسوط کے درمیان مطلقا خلافی ٹھہرانا چھیاسٹھ (۶۶) میں سے اکیاون (۵۱) صورتوں میں صحیح نہیں۔ اس لیے کہ تین اور چھ میں ضرب دینے سے پہلے عدم سوال کی قسمیں ستائیس (۲۷) ہوتی ہیں، ان میں سے چھ صورتوں دوثلاثی اور چار سداسی میں پانی دینا ہے تو یہ تیس (۳۰) صورتیں ہیں اور بارہ صورتوں میں قبل نماز یا دوران نماز وعدہ ہے ان میں سے آٹھ (۸) ثلاثی اور چار (۴) سداسی ہیں تو یہ اڑتالیس (۴۸) صورتیں ہوئیں تو کل اٹھتر (۷۸) صورتیں ایسی ہیں کہ کسی کو شک نہ ہوگا کہ ان میں نماز کا بطلان متفق علیہ ہے جس میں ہدایہ ومبسوط کا اختلاف جاری نہیں اس لیے کہ تکمیل نماز سے پہلے عطا اور وعدہ دونوں ہی تیمم سے مانع اس کے لیے ناقص اور نماز کے لیے مبطل ہیں جس میں کوئی اختلاف نہیں خواہ بعد وعدہ وقت میں دے یا بعد وقت یا وعدہ خلافی کرتے ہوئے یا بلا وعدہ خلافی کے نہ دے۔ ان ہی کی مثل وعدہ بعد نماز میں وقت کے اندر دینے کی دوصورتیں ہیں اس لیے کہ دنیا باطل کر دیتا ہے اگر چہ وعدہ نہ ہوا اور وعدہ بھی ہے تو اس کی قوت میں اور اضافہ ہی کرے گا۔ اسی طرح وقت کے اندر عدم عطا کی دوصورتیں۔ جبکہ وعدہ خلافی نہ ظاہر ہو اس لیے کہ وعدہ عطا کا ظن پیدا کر دیتا ہے اور اس کے خلاف ظاہر نہ ہوا اور حقیقت کا ادارک ہاتھ میں نہ رہا تو بنائے کار اس کے ظن پر ہوگی۔ تو یہ چار جن میں سب سے سداسی ہو کر چوبیس (۲۴) ہوئیں

Marfat.com

سابقہ کے ساتھ مل کر ایک سو دو (۱۰۲) ہوگئیں لیکن بحر نے خاص اس صورت پر کلام کیا ہے جب بیرون نماز دیکھا ہو تو آدھی رہ گئیں اور ستائیس (۲۷) میں سے صرف پانچ بچیں چار وعدہ بعد نماز میں جب کہ بعد وقت دیا، یا وعدہ خلافی کرتے ہوئے نہ دیا۔ اور بعد وقت دینا بھی وعدہ خلاف کرتے ہی ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا۔ اور پانچویں صورت وہ کہ نہ وعدہ ہو نہ عطا۔ یہ وہ صورتیں ہیں جن میں اختلاف جاری ہوگا اگر یہ مانیں کہ اختلاف باقی ہے۔ تو مبسوط کا قول ہے کہ ترک سوال کی وجہ سے نماز باطل ہے اور ہدایہ کا قول ہے کہ صحیح ہے اس لیے کہ سوال واجب نہیں، اور عطا نہ پائی گئی نہ ہی وعدہ ہوا یا ہوا تو ظن وعدہ، خلف کہ وجہ سے زائل ہوگیا۔ چونکہ ان پانچ میں سے ہر ایک سداسی ہے کل تیس (۳۰) صورتیں ہوئیں اور بحر کے آدھے بیان کی وجہ سے پندرہ (۱۵) ہوئیں۔ یہ سب اس بنیاد پر ہے کہ میں نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ بعد نماز وعدہ کے خلاف جب ظاہر ہو جائے تو وہ ادا شدہ نماز میں اثر انداز نہ ہوگا۔ اگر میرا خیال تسلیم نہ ہو تو ستائیس (۲۷) میں سے ایک صورت کے سوا کہیں اختلاف نہ رہ جائے گا۔ وہ صورت یہ ہے کہ نہ وعدہ ہو نہ عطا ہو۔ تو چھیاسٹھ (۶۶) میں سے تریسٹھ (۶۳) میں خطا ثابت ہوگی۔ اور اگر ان کی متروکات کو لے کر ہم کامل کریں جیسا کہ پہلے ہم نے کیا تو غلطی ایک سو بتیس (۱۳۲) میں سے ایک سو دو (۱۰۲) یا ایک سو چھبیس (۱۲۶) میں ہوگئی۔ ان صورتوں کا ایک نقشہ پیش کیا جاتا ہے تا کہ انہیں ذہن نشین کرنے میں سہولت ہو۔ اور خدا ہی سے توفیق ہے۔

سوم: قانون محقق ابراہیم حلبی:

محقق حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس کی چند صورتیں ہیں یا تو اسے عطا یا منع کا غلبہ ظن ہوگا یا دونوں میں برابری ہوگی بہر تقدیر یا تو مانگے گا یا بغیر مانگے تیمّم و نماز ادا کرے گا۔ بصورت سوال یا تو عطا ہوگی یا منع۔ اور منع قبل نماز ہو تو بعد نماز پھر سوال ہو گا یا نہ ہوگا۔ بہر دو تقدیر وہ دے گا یا نہ دے گا۔ اور جب تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی تو بعد نماز سوال کرے گا یا نہیں بہر دو تقدیر وہ دے گا یا نہیں تو ستائیس (۲۷) قسمیں ہوئیں۔ اگر مانگے بغیر تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی پھر مانگا اس نے دے دیا یا مانگے بغیر دے دیا تو بہر تقدیر اس پر اعادہ لازم ہے۔ ظن عطا کی صورت میں تو وجہ ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ میں اس لیے کہ شک زائل ہوگیا اور ظن کی خطا ظاہر ہوگئی۔ اگر مانگنے پر منع و انکار کیا تو اس کی نماز ہوگئی خواہ مانگنا قبل نماز ہو یا بعد نماز۔ اس لیے کہ عجز ابتدا سے ہی متحقق ہوگیا۔ اور نماز سے پہلے انکار کے بعد، نماز کے بعد دینے میں کوئی فائدہ نہیں۔ اور جب بغیر مانگے تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی۔ بعد میں بھی نہ مانگا کہ حال منکشف ہو تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر تمام صورتوں میں اس کی نماز صحیح ہے اور صاحبین نے فرمایا: یہ اسے کفایت نہیں کر سکتا ہے۔ اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ تفصیل کی جائے۔ تو ہونا یہ چاہیے کہ طلب واجب ہو اور اس کے بغیر نماز صحیح نہ ہو جبکہ اسے عطا کا گمان رہا ہو۔ اس صورت میں نہیں کہ جبکہ پانی کی کم یابی کی جگہ ہونے کی وجہ سے اس کو عدم عطا کا گمان رہا ہو۔ اور جب پانی کی کم یابی کی جگہ شک کی صورت ہو یا دوسری جگہ منع کا ظن ہو تو احتیاط صاحبین کے قول میں ہے اور وسعت امام

Marfat.com

صاحب کے قول میں ہے اس کی بحث مکمل طور پر مسئلہ ششم میں گزر چکی۔

اقول: پہلے جو شقیں ذکر کیں گئی سبھی کے احکام بیان کر دیے مگر اس صورت کا حکم چھوڑ دیا جب قبل نماز مانگنے پر اس نے دے دیا اس لیے کہ اس صورت کا حکم ظاہر ہے۔ کیونکہ اگر تیمّم ہے تو تیمّم سے مانع ہوگا اور اگر بعد تیمّم سے تو اسے توڑ دے گا اور اگر اندرون نماز ہے تو اسے باطل کر دے گا خواہ یہ دینا فوراً ہو یا دیر میں، وعدہ کے بعد ہو سکوت کے بعد انکار کے بعد جیسا کہ پہلے ہم نے بیان کیا۔ تو قبل نماز سے مراد قبل تکمیل نماز ہے اگر چہ دوران نماز ہو یا قبل نماز۔ تیمّم کے بعد ہو یا اس سے پہلے انھوں نے مطلقا سوال نہ کرنے کی صورت میں عدم عطا کی قید نہ لگائی اور اسے اختلافی قرار دیا مگر اس سے پہلے اپنی عبارت ''اواعطی بلاسوال'' (یا بغیر مانگے دے دیا) سے اس کا تدارک کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ یہاں کلام اس صورت میں ہے جب نہ مانگا ہو نہ دیا ہو۔ بالجملہ یہ سب سے عمدہ ضابطہ ہے جو میری نظر سے گزرا اگر اس میں یہ چند باتیں نہ ہوتیں۔

اولاً: وعدہ اور سکوت کی صورتیں ترک کر دیں جب کہ ان میں وہ کچھ ہے جس سے سکوت کام نہیں دے سکتا۔ اگر یہ حضرات ان صورتوں کو ذکر کرتے تو ہمیں مستفید فرماتے اور ان کے احکام میں تردد سے نجات دیتے اور مجھ جیسے کو ان میں نظر کی ضرورت نہ ہوتی۔

ثانیاً: ان صورتوں کو چھوڑ دینے کی وجہ سے عدم سوال کی صورت اسے بھی شامل ہے جب وعدہ کیا ہو اور نہ دیا ہو حالانکہ یہ صورت اختلافی نہیں جب کہ وعدہ تکمیل نماز سے پہلے ہو گیا ہو بلکہ یہ بالاتفاق مانع، ناقض اور مبطل ہے خواہ اس کے خلاف ظاہر ہو یا نہ ہو۔ یہ چھ (۶) صورتیں ہیں جن میں سے چار ثلاثی اور دو سداسی ہیں اس لیے کہ ان کا کلام، صاحب بحر کے کلام کی طرح خارج نماز سے خاص نہیں تو کل چوبیس (۲۴) صورتیں ہوئیں۔ اسی طرح جب بعد نماز وعدہ ہو اور اس کے خلاف نہ ظاہر ہو اور یہ دو صورتیں ہیں دونوں ہی سداسی ہیں تو چھتیس (۳۶) قسموں تک غلطی سرایت کر آئی۔ اور اگر میرا استظہار اور وعدہ کو اگر چہ بعد ہی میں ہو مطلقا مبطل قرار دینا تسلیم نہ ہو تو دو یعنی بارہ (۱۲) صورتوں کا اور اضافہ ہوگا اور غلطی اڑتالیس (۴۸) صورتوں میں شامل ہو جائے گی۔

ثالثاً: ان کا قول ''وان سال فمنع'' (اگر مانگنے پر اس نے انکار کیا) جیسا کہ انہوں نے تصریح کی قبل نماز اور بعد نماز دونوں وقت مانگنے کو شامل ہے تو قبل نماز اور بعد نماز انکار کو بھی شامل ہوگا تو اپنی عبارت ''ولا فائدة فی العطاء بعدها بعد المنع قبلها'' (بعد نماز دینے میں کوئی فائدہ نہیں اس کے بعد کہ نماز سے پہلے انکار کر دیا ہو) میں منع کو قبل نماز سے خاص کرنے میں کوئی فائدہ نہیں بلکہ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ اگر بعد نماز انکار کیا پھر دے دیا تو یہ حکم نہیں حالانکہ ایسا نہیں جیسا کہ قانون صدر الشریعۃ کی شرح اور مسئلہ وہم میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ تو مناسب یہی تھا کہ لفظ ''قبلها'' ساقط کر دیا جاتا ہے۔

رابعاً: اول امر سے ہی دونوں ظن اور شک کی شقیں نکالنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اس کی ضرورت تو اس وقت ہوتی ہے جب

Marfat.com

اس نے نہ مانگا اور اس نے نہ دیا نہ وعدہ کیا۔ اور یہی اختلافی صورت ہے اگر فرض کیا جائے کہ خلاف ہے۔

خامساً: جس کو خلافی قرار دیا ہے اس میں اپنا کلام اس پر اتارا کہ اگر اسے ظن عطا ہو تو مختار صاحبین کا مذہب ہے یعنی خواہ وہ جگہ پانی کی کم یابی کی ہو یا پانی دیے جانے کی جگہ ہو اس کی دلیل یہاں اس کو مطلق ذکر کرنا اور منع وشک میں تفصیل کرنا ہے اگر اسے ظن منع ہو اگر وہ جگہ پانی کی کمیابی کی ہو تو مختار امام صاحب کا مذہب ہے اور اگر جگہ پانی خرچ کیے جانے کی ہو یا اسے پانی کی کم یابی کی جگہ میں شک ہو تو صاحبین کے قول میں زیادہ احتیاط ہے اور امام صاحب کے قول میں زیادہ وسعت ہے پتا نہیں بذل کی جگہ شک ہونے کا ذکر کیوں چھوڑ دیا۔

اگر کہا جائے کہ پانی میں اصل اباحت ہے تو شک صرف اسی جگہ ہوگا جہاں پانی کم یاب ہو۔

اقول: (میں کہوں گا) پھر بذل (دے دیے جانے) کی جگہ ظن منع کا ذکر کیسے کیا؟ اگر خارجی امور کی بنا پر اس کے ذکر کا جواز تھا تو شک کا بدرجہ اولیٰ ہوگا۔

سادساً: قول صاحبین میں زیادہ احتیاط ظن منع کے وقت صرف کم یابی ہی کی جگہ کیوں ہے؟ ہم نے مسئلہ ششم میں تحقیق کی ہے کہ جگہ کا ذکر ایک جائے گمان کا ذکر ہے ورنہ مدار حقیقت ظن پر ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کبھی منع کی جگہ اسے عطا کا گمان ہو اور عطا کی جگہ منع کا، ایسا صحیح گمان جو کہ معتمد دلیل سے پیدا ہوا ہو تو اگر مدار کار اس کے گمان پر ہو جیسا کہ یہی تحقیق ہے تو حالت محل کا فرق ساقط ہو جائے گا۔ اور قول صاحبین میں مطلقاً زیادہ احتیاط ہوگی جبکہ کسی جگہ شک ہو نہ اس وقت جبکہ اسے منع کا ظن ہو اگرچہ بذل کی جگہ۔ اور اگر اس کے ظن سے قطع نظر کر کے مظنہ پر حکم ہے تو آپ نے صاحبین کا قول اس صورت میں مختار کیسے ٹھہرایا جبکہ اسے ظن عطا ہو اگرچہ وہ کم یابی کی جگہ ہو۔

سابعاً: اگر احوط سے مراد وہ ہو جس میں یقینی طور پر عہدہ برآ ہونا ہو تو صاحبین کا قول مطلقاً احوط ہوگا۔ اور اگر اس سے مراد وہ ہو جس کی دلیل زیادہ قوی ہے تو وہ شک کے وقت احوط کیسے ہوگا؟ ہم نے تو مسئلہ ششم کے آخر میں تحقیق کی ہے کہ شک ظن منع سے ملحق ہے۔ یہاں تک کہ قوانین علما مع شرح فوائد وذکر ایرادات تمام ہوئے۔ اب ہم وہ بیان کرتے ہیں جو فیض قدیر سے عاجز فقیر پر فائض ہوا۔

فاقول: (میں کہتا ہوں) اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔

چہار قانون رضوی وقت کے بعد دینا جو نافذ ہو چکا ہے اس میں موثر (اختصار کے ارادہ سے تشقیق کے طور پر اس کا ذکر نہ ہوا اس لیے کہ اس میں عبارت لمبی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یوں کہا جائے۔ اس سے خالی نہ ہوگا کہ یا تو دے یا وعدہ کرے یا انکار کرے

Marfat.com

یا خاموش رہے یا کچھ نہ ہو بر تقدیر اول یا تو وقت میں دے گا یا اس کے بعد اگر وقت میں دے تو یا تو ختم نماز کے بعد دے گا اس انکار حقیقی یا حکمی کے بعد جو نماز سے پہلے رہا ہو یا نماز کے بعد یا ایسا نہیں ہوگا۔ اور اگر وقت کے بعد ہو تو اس سے خالی نہیں کہ یا تو وقت کے اندر علم ہوا اور اس سے نہ مانگا۔ یا ایسا نہ ہوگا۔ اور بتقدیر ثانی یا تو بعد نماز وعدہ کرے گا اور اس کا خلف ظاہر ہوگا یا ایسا نہ ہو گا۔ اور بر تقدیر سوم انکار کسی فعل مثلاً تیمم و نماز سے پہلے ہوگا یا اس کے بعد اور بر تقدیر رابع یا تو عطا اسے وقت کے اندر تیمم و نماز کی ادائیگی سے پہلے لاحق ہوگی یا ایسا نہ ہوگا اور بر تقدیر خامس یا تو اسے ظن عطا ہوگا یا نہیں۔ یہ بارہ (۱۲) صورتیں ہیں زیادہ نہیں اور اس کی حاجت نہیں کیونکہ یہ تو شقوں کا بیان ہے۔ پھر احکام کا بیان چلے گا تو کلام اور دراز ہوگا اس لیے ہم نے اقسام کو بیان احکام ہی میں ملا دیا اور مکمل احاطہ کے باجود کلام مختصر رکھا۔ اور ساری حمد عزت و بزرگی کے مالک خدائے برتر ہی کے لیے ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم نے دو قسمیں وہیں کی ہیں جہاں ان دونوں کا حکم مختلف ہو اس طرح چار سو چھبیس (۴۲۶) کو ہم نے بارہ میں محصور کیا بلکہ تین (۳) میں بارہ (۱۲) کو بھی دس (۱۰) کی جانب پھیر دیا جیسا کہ پیش نظر ہے اور خدا تعالیٰ ہی کے لیے ساری تعریف ہے) نہیں مگر جبکہ علم ہو اور وقت کے اندر بالکل نہ مانگے اور وقت کے اندر دینا مطلقاً موثر ہے مگر جبکہ نماز کے بعد انکار سابق یا لاحق کے بعد ہو خواہ انکار حکمی ہی ہو۔ وعدہ بھی اسی (وقت میں دینے) کی طرح ہے مگر جب کہ نماز کے بعد ہو اور اس کے خلاف ظاہر ہو جائے۔ اور منع کسی چیز کو روکنے اور ختم کرنے والا نہیں۔ اور سکوت منع ہی ہے مگر جب کہ اس وقت کے اندر دینا لاحق ہو اس سے پہلے کہ اسے تیمم کرتے اور نماز پڑھتے دیکھے۔ اور اگر نہ دیا نہ وعدہ کیا نہ اس سے مانگا اگر دینے کا ظن رہا ہو تو نماز باطل ہوگئی ورنہ تام ہے۔ ان ہی الفاظ میں تمام چار سو چھبیس (۴۲۶) منضبط صورتوں کے لیے ضابطہ مکمل ہوگا۔

اس کا بیان یہ ہے کہ میں نے ساری قسموں کو دس صورتوں کی جانب پھیر دیا ہے۔ وہ اس لیے کہ یا تو وہ دے گا یا وعدہ کرے گا یا سکوت کرے گا یا منع کرے گا یا کچھ نہ کرے گا۔ اور تیسری صورت سوال کے بعد ہی ہوگی، اور پانچویں بلا سوال ہی ہوگی۔ اور پہلی دونوں، سوال و عدم سوال دونوں کو شامل ہیں تو وہ دو دو ہونے کی صلاحیت رکھتی ہیں اس طرح کہ ہر ایک بعد سوال ہوگی یا بلا سوال تو عطا ایک قسم ہے اور یہ عطائے آجل نہیں جو زمان میں سوال سے کچھ بعد میں ہوتی ہے تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے وعدہ یا خاموشی یا انکار ہو۔ اور تقسیم میں ان سب کے مقابل ہے تو ضروری ہے کہ عاجل ہو۔ یعنی سوال ہوتے ہی دینا ہو۔ یا نہ عاجل ہو نہ آجل بلکہ بغیر سوال ہو۔

وعدہ: اس سے مراد وعدہ رجائی جو بقائے آب کی حالت میں ہو جیسا کہ اطلاق سے یہی متبادر ہوتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں اس لیے کہ یا تو قبل تکمیل نماز ہوگا یا بعد تکمیل اور اس میں یا تو اس کا خلف ظاہر ہوگا یا ایسا نہ ہوگا۔

سکوت کی دو قسمیں ہیں۔ اس لیے کہ وہ بعد سکوت وقت کے اندر اس کے تیمم و نماز پر اطلاع سے پہلے پانی دے گا یا ایسا نہ ہوگا۔

Marfat.com

انکار کی بھی دو قسمیں ہیں یا تو قبل تکمیل نماز دے گا یا نہ دے گا۔

پانچویں کی بھی دو قسمیں ہیں اسے ظن عطائے تھا یا نہیں یہ دس (۱۰) صورتیں ہیں اور ہر صورت دوسری سے حکم میں جدا ہے کیونکہ حکم الگ ہونے ہی کی وجہ سے ان کو الگ الگ کیا گیا۔

اس کا بیان کہ صورتیں ساری قسموں کو محیط ہیں۔(۱) عطاء غیر آجل کے مواقع چھ ہیں (۶):(۱) قبل تیمّم (۲) بعد تیمّم قبل نماز (۳) یا اندرون نماز (۴) یا بعد نماز وقت کے اندر، اطلاع مذکور سے پہلے (۵) یا اطلاع مذکور کے بعد (۶) یا وقت کے بعد۔ پہلی دونوں صورتیں ظن عطا و منع اور شک کی وجہ سے ثلاثی ہیں اور نماز کے اندر دیکھنے یا اس سے قبل دیکھنے کے اضافہ کی وجہ سے باقی سب سداسی ہیں تو تیس (۳۰) ہوئیں اور عطا کے بعد سوال یا بلا سوال ہونے سے ہر ایک کو دو کر کے ساٹھ (۶۰) ہو جانا چاہیے تھا مگر آخری چھ صورتیں یعنی جو وقت کے بعد ہو۔ ڈبل نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے کہ نماز وقت کے لیے مانگنا وقت کے بعد نہ ہوگا تو چون (۵۴) صورتیں رہ جائیں گئیں۔ چوبیس (۲۴) سوال والی اور تیس (۳۰) بلا سوال۔

☆ اس عطا کا حکم یہ ہے کہ (بہر حال) موثر ہے یعنی (۱) اگر یہ دینا قبل تیمّم ہو تو تیمّم سے مانع ہوگا۔ (۲) اگر بعد تیمّم ہو تو اسے توڑ دے گا (۳) اگر دوران نماز ہو تو اسے قطع کر دے گا۔ (۴) بعد نماز ہو تو اسے باطل کر دے گا۔ مگر یہ کہ اندرون نماز مانگنے کی صورت میں ابطال کی نسبت مانگنے کی جانب ہے تو عطاء کی وجہ سے تیمّم ٹوٹتا رہے گا۔

(۲) وعدہ قبل تکمیل نماز سے اس کے موقع پر پہلے تینوں مواقع ہیں دو ثلاثی پھر ایک سداسی ہے، اور ہر ایک ایک میں چار صورتوں کا احتمال ہے۔ زیادہ نہیں جیسا کہ قانون بحر کے تحت ہم نے پہلے بیان کیا۔ (۱) وقت میں دے دے گا (۲) بعد وقت دے گا (۳) نہ دے گا تو اس کا خلف ظاہر ہوگا۔ (۴) یا نہ ظاہر ہوگا۔ تو پہلی دونوں میں یہ چوبیس (۲۴) ہو گئیں۔

☆ ان ہی کے مثل تیسری ہوں گی تو اڑتالیس (۴۸) ہوئیں ان کی چوتھائی یعنی بارہ (۱۲) میں عطا بعد وقت ہے۔ اور یہ دو گناہ ہوں گی جیسا کہ معلوم ہوا، اور باقی چھتیس (۳۶) دو دو ہوں گی تو کل چوراسی (۸۴) ہوئیں۔

☆ حکم وہی تینوں اثرات بطریق مذکور (۳) وعدہ بعد نماز جس کا خلف ظاہر ہوا۔ اس کی دو صورتیں ہیں یا تو بالکل نہ دے بغیر کسی عذر کے یا وقت کے بعد دے۔ اس لیے کہ ہم بتا کہ وقتی حاجت کے لیے وعدہ خاص وقت سے متعلق ہوتا ہے۔ اور بہر دو صورت یا تو بعد اطلاع مذکور ہوگا یا اس کے بغیر اور ہر صورت سداسی ہے تو چوبیس (۲۴) صورتیں ہوئیں ان میں سے سے نصف اول۔ یعنی وہ جن میں عطا نہیں ڈبل ہو کر چوبیس (۲۴) ہو جائیں گی۔ اور نصف دیگر یعنی عطا بعد وقت والی ڈبل ہوں گی۔ وجہ گزر چکی۔ تو کل چھتیس ہو جائیں گی۔ جن میں سے بارہ (۱۲) سوال والی ہیں۔

حکم۔ نماز تام ہے۔

Marfat.com

(۴) اس کا خلف ظاہر نہ ہوا۔ اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ وقت کے اندر دے دے گا یا نہ دے گا اور اسی قسم کی وجہوں کے باعث جو ہم نے مسئلہ ہشتم میں بیان کیں۔ مثلاً اس سے کہا تھا فلاں وقت آ تمھیں دوں گا۔ یہ نہ گیا۔ قسمیں یہاں اڑتالیس (۴۸) ہیں۔ اس لیے کہ تقسیم اس سے پہلے والی کی طرح ہے اور یہاں دونوں فریق ڈبل ہیں۔

حکم۔ اعادہ نماز ہے۔

(۵) خاموش رہا اور وقت کے اندر قبل اطلاع مذکور دے دیا۔ چونکہ سکوت سے پہلے سوال ہوگا، تو سوال کے چار مواقع ہیں (۱) قبل تیمم، (۲) قبل نماز (۳) دوران نماز (۴) بعد نماز۔ اور بر تقدیر اول عطا کی بھی ایسے ہی چار چار صورتیں ہیں، اور بر تقدیر دوم ثلاثی ہے۔ باسقاط اول۔ اور بر تقدیر سوم بھی ایسا ہی ہے۔ اس لیے کہ اس نے مانگ کر نماز توڑ دی اور اس کا تیمّم ابھی نہ ٹوٹا۔ تو دینا از سر نو پڑھی جانے والی نماز سے پہلے ہوگا یا اس کے اندر یا اس کے بعد۔ اور بر تقدیر چہارم اس کی صرف ایک صورت ہے اس لیے کہ سکوت کی وجہ سے اس کو نماز کا اعادہ نہیں کرنا ہے۔ پہلی دونوں ثلاثی ہیں تو ان کی ساتوں مل کر اکیس ہونگی۔ اور آخر والی دونوں سداسی ہیں تو ان کی چاروں چوبیس (۲۴) ہوں گی۔ اور کل پینتالیس ہوں گی۔

حکم۔ تینوں اثرات:

(۶) خاموش رہا اور وقت کے اندر اطلاع مذکور سے قبل نہ دیا۔ یا تو وقت کے اندر بعد اطلاع نہ دیا یا وقت کے بعد نہ دیا یا بالکل نہ دیا۔ اور ان میں سے ہر ایک میں سوال اپنے چاروں مواقع پر ہے۔ تو پہلی صورتوں دونوں کے ساتھ نو (۹) ہونگی۔ اور بعد والی دونوں سداسی میں سے ہر ایک اٹھارہ (۱۸) ہوگی۔ تو کل چون (۵۴) ہوں گی۔

حکم نماز تام ہے۔

(۷) انکار کیا پھر قبل تکمیل نماز دے دیا۔ اس کے سوال کے تین مواقع ہیں آخری چھوڑ کر۔ اسی پہلی صورت میں عطا کے مواقع۔ اور باقی دو میں دو ہیں اس لیے کہ نماز توڑ دینے کی وجہ سے اس کو از سر نو ادا کرے گا۔ تو یہ سات (۷) ہوئیں۔ اور اولین میں سے ہر ایک ثلاثی ہے تو ان کی پانچوں پندرہ (۱۵) ہونگی اور سوم کی دونوں قسمیں سداسی ہیں تو بارہ (۱۲) ہوں گی۔

کل ستائیس (۲۷) ہوں گی۔

حکم: تینوں اثرات، اس وجہ سے کہ عطا ہوئی، اس وجہ سے نہیں کہ انکار ہوا۔

(۸) انکار کیا اور قبل تکمیل نماز نہ دیا۔ یہ یا تو بعد نماز وقت کے اندر قبل اطلاع یا بعد اطلاع ہوگا، یا بعد وقت ہوگا۔ یا ایسا نہ ہوگا۔ اس میں سوال کے وہی چاروں مواقع ہیں۔ دو ثلاثی تو چار سے ضرب دینے سے چوبیس (۲۴) صورتیں ہوں گی۔ اور دو سداسی ہیں تو اڑتالیس (۴۸) ہوں گی۔ کل بہتر (۷۲) ہونگی۔

Marfat.com

حکم۔نماز تام ہے۔

(۹) کچھ نہ ہوا اور اسے عطا کا گمان تھا۔نماز کے اندر یا نماز سے قبل دیکھنے کی تقدیر کی وجہ سے اس کی دو صورتیں۔
حکم۔نماز کا اعادہ کرے۔ (۱۰) کچھ نہ ہوا اور سے ظن عطا بھی نہ تھا۔دونوں وجہوں کو ظن منع یا شک کے ساتھ ملا کر اس کی چار صورتیں ہوں گی۔حکم نماز تام ہے۔اسی سے احاطہ اقسام مع بیان احکام مکمل ہو گیا۔
(پانچ اقسام کی طرف تقسیم اول کے اعتبار سے یہ اجمالی نقشہ ہے۔)

قسم	تعداد	جو سوال سے ہے	جو بلا سوال ہے
عطا	۵۴	۲۴	۳۰
وعدہ	۱۶۸	۷۲	۹۶
سکوت	۹۹	۹۹	۰
منع	۹۹	۹۹	۰
خامس	۶	۰	۶
میزان	۴۲۶	۲۹۴	۱۳۲

بعینہ یہی قانون بحر کے تحت تقسیم اول سے حاصل ہوا تو طریق میں شدید مباینت کے باوجود دونوں کا باہم موافق ہو جانا صحت وتحقیق کی دلیل ہے۔۱۲ منہ غفرلہ)

اور دائمی حمد سے ولی انعام مالک عزت و بزرگی کیلئے اور افضل درود وسلام بہت انعام فرمانے والے آقا، اور ان کی کریم آل، عظیم اصحاب اور ان کی امت پر روز قیامت تک۔الٰہی قبول فرما!

چند اقسام دیگر پر تنبیہ:

درج ذیل قسموں کو ترک کرنے میں ہم نے بھی ان ہی حضرات کی پیروی کی۔(۱) پانی ختم ہونے کا اظہار کر کے وعدہ (۲) وعدہ ابائی (۳) منع بعد عطا۔جبکہ ان حضرات نے عطا بعد منع کو ذکر کیا ہے۔

اگر کہا جائے۔کہ اس کا کوئی اثر نہیں اس لیے کہ ختم ہونے کے بعد وعدہ کا اعتبار نہیں اور موجود وقت میں وعدہ ابائی کا کوئی اثر نہیں بلکہ وقت موعود میں ہے۔اور دینے کے بعد انکار اگر اثر کرے گا تو یہی کہ وہ تیمّم جو عطا سے ممنوع ہو گیا تھا اب مباح ہو جائے گا کچھ اور اثر نہ ہوگا جیسا کہ مسئلہ وہم میں بیان ہوا۔

Marfat.com

اقول: کیا یہ اثر نہیں۔اور وعدہ جیسا بھی ہو اگر قبل تکمیل نماز اسے عطا لاحق ہوئی تو تینوں اثرات حاصل ہوں گے اگر چہ یہ عطا سے حاصل ہوں گے جیسا کہ اس سے قبل، منع کے بعد دینے سے۔اگر عطا نہ لاحق ہو تو اس کا تیمّم جائز و باقی اور نماز تام ہے۔

علماء نے انکار کا ذکر کیا ہے۔اور اس کا سوائے اس کے کوئی اثر نہیں اور انکار کا ذکر کار آمد نہیں اس لیے کہ وہ وعدہ سے (انکار) ہے تو معاملہ اس میں مشتبہ ہو جائے گا۔پھر عطا بعد انکار کا ذکر کیا ہے۔اور اسے عطا بعد نماز سے خاص کیا ہے۔اس کا بھی کوئی اثر نہیں۔ اس کی بے اثری بتانے ہی کے لیے علماء نے اسے ذکر کیا ہے۔اگر ہم اسے بھی لانا چاہیں تو ضابطہ میں یہ اضافہ کر دیں گے کہ ختم ہونے کا اظہار کر کے وعدہ اور وعدہ ابائی دونوں بے اثر ہیں مگر جب کہ قبل تکمیل نماز انھیں عطا لاحق ہو۔اور منع بعد عطا مسموع نہیں مگر جب کہ پانی باقی ہو اور دینے والے کی ملک سے باہر نہ ہوا ہو تو تیمّم کو مباح کر دے گا اگر عطا اس سے مانع ہو۔اور اب وعدہ کی قسم سات ہو جائیں گی اس لیے کہ وعدہ پانی ختم ہونے کے اظہار کے ساتھ ہوگا یا اس کے بغیر ہوگا۔بر تقدیر اول ختم نماز سے پہلے۔مثلاً اپنے بھول جانے کا عذر کرتے ہوئے دے دے گا۔(۲) یا نہیں۔بر تقدیر ثانی۔(۳) یا تو ایسا وعدہ ابائی کرے گا جس کے بعد قبل تکمیل نماز دے اس لیے کہ وعدہ کو موجل کرنا اس کی تعجیل سے مانع نہیں (۴) یا ایسا نہ ہوگا۔(۵) یا وعدہ رجائی کریگا۔جو قبل تکمیل نماز واقع ہو (۶) یا اس کے بعد ہو اور اس میں اس کا خلف ظاہر ہو۔(۷) یا ایسا نہ ہو۔

اور منع کی تین قسمیں ہو جائیں گی اس کا اضافہ کر دینے کی وجہ سے جو منع بعد عطا پانی اور ملک باقی رہنے کے ساتھ ہو۔ لیکن اس کا خلاف۔وہ یہ کہ پانی ختم ہونے کے بعد یا مانع کی ملک سے نکل جانے کے بعد منع ہو تو اسے داخل اقسام کرنے کی ضرورت نہیں کہ ایسا منع وانکار مجنون کے سوا کسی کو متوقع نہیں۔اب کل اقسام پندرہ (۱۵) ہو جائیں گی۔

لیکن ان اضافہ شدہ پانچ کی **توعین فاقول** (تو میں کہتا ہوں)

(۱۱) ختم ہونا ظاہر کر کے وعدہ کیا اور تکمیل نماز سے پہلے دے دیا۔اس کی اڑتالیس (۴۸) صورتیں ہیں۔

اس کا حکم موثر ہے۔

(۱۲) اسی طرح وعدہ کیا اور قبل تکمیل نماز نہ دیا۔اس کی ۱۶۲ صورتیں ہیں۔

حکم: نماز تام ہے۔یہ اپنے بعد والی دونوں قسموں سے واضح ہوگی۔اس لیے کہ یہ وعدہ احکام، اقسام، اجمال، تفصیل کسی وعدہ ابائی کے برخلاف نہیں۔

(۱۳) وعدہ ابائی کیا اور قبل تکمیل نماز دے دیا۔اس کے تین (۳) مواقع ہیں:

(i) قبل تیمّم

(ii) قبل نماز

Marfat.com

(iii) اندرون نماز

تو اول ثلاثی میں عطا کے تینوں مواقع ہیں۔ اور دوم ثلاثی میں دو ہیں تو پانچ کو تین میں ضرب دینے سے پندرہ (۱۵) صورتیں ہوں گی اور پندرہ (۱۵) کو دو میں ضرب دینے سے تیس (۳۰) ہوں گی۔ تقدیر سوم پر دو صورتیں ہیں اس لیے کہ نماز میں وعدہ اگر اس کے مانگنے پر ہوا تو اس پر از سر نو نماز پڑھنا لازم ہے ورنہ نافذ و تام ہوگئی اس لیے کہ یہ وعدہ تیمّم نہیں توڑتا۔ تو دوسری صورت میں عطا کی صرف ایک شکل ہوگی وہ یہ کہ قبل تکمیل نماز دے دے اور پہلی صورت میں احتمال ہے کہ از سر نو پڑھی جانے والی نماز شروع کرنے سے پہلے دے یا اس نماز کے اندر ہی دے تو سوم جو سداسی ہے تین شکلوں پر ہو کر اٹھارہ (۱۸) ہوگئی۔ یہ تیس (۳۰) کے ساتھ مل کر کل اڑتالیس (۴۸) ہوئیں۔

حکم: تاثیر۔ وعدہ کی وجہ سے نہیں کیونکہ یہ تو بنظر دقت منع ہے بلکہ عطا کی وجہ سے۔

(۱۴) وعدہ ابائی کیا اور قبل تکمیل نماز نہ دیا۔ نماز کے بعد مطلع ہو کر یا غیر مطلع رہ کر نہ دینے کی صورت کا اضافہ کر کے اس کے پانچ مواقع ہوں گے۔ اگر تیمّم یا نماز سے پہلے ہو تو اس میں چار (۴) احتمال ہوں گے۔

(۱) نماز کے بعد وقت کے اندر اسے اطلاع دینا۔

(۲) بغیر اطلاع دینا۔

(۳) بعد وقت دینا۔

(۴) ایسا کچھ نہ ہو۔

اگر بعد نماز قبل اطلاع ہو تو احتمال اول خارج ہو جائے گا۔ اور اگر بعد اطلاع ہو تو احتمال دوم خارج ہو جائیگا۔ اس لیے کہ ان دونوں میں عطا خلاف وعدہ نہیں۔ کیونکہ مراد ہے اس وقت اطلاع جب تیمّم کیا اور اس سے نماز ادا کی تا کہ یہ وہم یا ثبوت ہو سکے کہ اس وقت سکوت دلیل منع ہے۔

اب پہلی دونوں ثلاثی میں سے ہر ایک بارہ، اور بعد والی دونوں سداسی میں سے ہر ایک اٹھارہ، تو یہ ساٹھ (۶۰) صورتیں ہوئیں اور دو میں ضرب دینے سے ایک سو بیس (۱۲۰) ہوئیں۔

تیسری درمیانی باقی رہ گئی وہ یہ کہ وعدہ نماز میں ہو، تو اگر اس کے سوال پر نہ ہو تو احتمال ہے کہ بنا کے بعد وقت کے اندر یا بعد وقت دے دے۔ یا نہ دے اور اگر اس کے سوال پر ہے تو استیناف نماز کی وجہ سے احتمال پیدا ہوا کہ از سر نو پڑھی جانے والی نماز کے وقت میں بحالت اطلاع یا بلا اطلاع دے دے، یا بعد وقت دے یا نہ دے۔ یہ سات احتمالات ہوئے سب سداسی ہیں تو بیالیس (۴۲) ہوئے اور کل ایک سو باسٹھ (۱۶۲) ہوئے۔

Marfat.com

حکم: نماز تام ہے اور تیمم اس وقت ٹوٹ جائیگا اگر دے دے۔

(۱۵) دیا پھر منع کیا اور اس کی ملک اور پانی باقی ہے اس عطا میں احتمال ہے کہ بلا سوال ہو یا بعد سوال فوراً ہو یا وعدہ یا خاموشی یا انکار بعد ہو۔ اور بہر تقدیر یا تو دینا قبل تیمم ہوگا یا قبل نماز یا اندرون نماز یا بعد نماز بحالت اطلاع یا بلا اطلاع یا بعد الوقت بالجملہ آنے والی عطا کی ساری صورتیں گزشتہ ساری اقسام میں ہیں۔ ان میں سے کچھ تینوں اثرات میں سے کوئی ایک اثر بھی رکھتی ہیں۔ اور قسم اول کی سبھی ہیں جن کی تعداد چون (۵۴) ہے اور ثانی کی چھتیس (۳۶) اس لیے کہ عطا تیمم سے پہلے ہوگی یا نماز سے پہلے یا نماز کے اندر، اور ہر ایک وقت کے اندر بعد سوال یا بلا سوال یا بعد وقت۔ تو ہر ایک میں یہ تین ہیں۔ اور پہلی دونوں ثلاثی ہیں تیسری سداسی ہے اور چہارم کی نصف چوبیس (۲۴) اور خامس کی سبھی پینتالیس (۴۵) اور سابع کی ستائیس (۲۷) اور بارھویں کی اڑتالیس (۴۸) کل دوسو چونتیس۔ (۲۳۴) ان میں سے کچھ غیر موثر ہیں کیونکہ بعد وقت ہیں، یہ سوم کی تہائی بارہ ہیں اور ششم کی تہائی اٹھارہ۔ اس لیے کہ اس میں عطائی دو شکلیں ہیں اور عدم عطا کی ایک شکل ہے اور نصف عطا بعد وقت تو کل کی تہائی ہوئیں۔ اور ہشتم کی چوتھائی اٹھارہ اس لیے کہ اس میں عدم عطا کی ایک صورت، اور عطا کی تین صورتیں ہیں۔ دو صورتیں اس کی ہیں جو وقت کے اندر ہو۔ تو عدم وقت کے لیے کل کی چوتھائی ہوئی اور تیرھویں سے اڑتالیس (۴۸) جن کا مجموعہ چھیانوے (۹۶) ہوگا۔ اور موثرات کے ساتھ تین سوتیس (۳۳۰)۔ انھیں جمع کرلیا جائے کہ ان کے اندر منع وعطا میں موقع کا اختلاف نہیں۔ فریق ثانی میں تو ظاہر ہے۔ اس لیے کہ عطا بعد وقت ہے تو منع بھی بعد وقت ہی ہوگا۔

اور فریق موثرات میں اس لیے کہ فرض کیا گیا ہے کہ استعمال سے پہلے منع کر دیا ہو تو اگر تیمم سے پہلے دے دیا اسے تیمم کرنا روا نہ ہوگا یہاں تک کہ تیمم کے بعد منع واقع ہو۔ اور اگر نماز سے پہلے دے کہ منع اندرون نماز واقع ہو اور اسی پر قیاس کرلیا جائے۔ اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو وقت میں ہوں اور موثر نہ ہوں۔ یہ ششم کی تہائی اٹھارہ (۱۸) ہیں اور ہشتم کی نصف چھتیس (۳۶)، اور تیرھویں سے اڑتالیس (۴۸)۔ کل ایک سو دو (۱۰۲) ہیں ان میں افتراق ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ وقت میں دے اور موثر نہ ہو تو اسے حق ہے کہ اس وقت پانی استعمال نہ کرے اور وقت آئندہ کے لیے ذخیرہ کر رکھے تو بعد وقت اس کے استعمال سے پہلے منع صحیح ہوگا۔ تو ان کی دو قسمیں ہوں گی منع اندرونی وقت منع بعد تو دوسو چار ہو جائیں گی۔ اور جمع شدہ کو ملا کر پانچ سو چونتیس (۵۳۴) ہونگی یہ اس پندرھویں قسم کی صورتیں ہیں۔

حکم: اس وقت تیمم مباح ہونا ہے اگر عطا اس سے مانع تھی۔ اور اگر گزشتہ تیمم یا نماز پر اس کا کوئی اثر نہیں۔ بلکہ اگر اثر ہوگا تو عطائے سابق کا ہوگا ان پانچوں اقسام کا مجموعہ نوسو چون (۹۵۴) ہو اور سابقہ قسموں کو ملا کر ایک ہزار تین سو اسی (۱۳۸۰) ہوا۔ اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔

Marfat.com

اضافہ دیگر:

اقول: یہاں کچھ اور صورتیں ہیں۔اس لیے کہ حالتیں چار (۴) ہیں۔

عطا، وعدہ، سکوت، منع علماء نے عطا بعد منع بھی ذکر کیا ہے اور ہم نے ان کے قوانین کی صورتوں کے اندر عطا بعد وعدہ و بعد سکوت بھی ذکر کیا ہے اور منع بعد عطا کا اضافہ کیا ہے۔تو اسی کے مقابلہ میں وعدہ پھر انکار، انکار پھر وعدہ سکوت پھر انکار، یا وعدہ بھی ہیں۔ تو چار دوسری ثنائی ترکیبیں ہوئیں۔لیکن ثنائی سے اوپر تو ان کا شمار ممکن نہیں۔ بزرگ ہے وہ جس نے ہر چیز کا شمار رکھا ہے۔اب ان چاروں تقسیموں کی توضیح میں چلیں تو اعتدال سے باہر ہو جائیں گے۔توضیح اقسام میں ہمارا تصرف جس نے سمجھ لیا اس کے لیے یہ مشکل نہ ہوگا۔تو ہم احکام کلیہ کے بیان پر اقتصار کریں، بنائے کلام ہمارا سابقہ استظہاروں پر ہوگی مگر جو ہماری ابحاث سے متعلق ہے اس میں ہم قطعی قول نہ کریں گے۔

فاقول: (۱) جب وعدہ کرے پھر انکار کر دے تو اگر وعدہ قبل تیمّم ہو۔اور اس صورت میں انکار بھی قبل تیمّم ہی ہوگا۔اس لیے کہ وعدہ تیمّم میں رکاوٹ ڈالتا ہے تو یہ انکار تیمّم مباح کر دے گا اور اگر وعدہ تیمّم کے بعد ہو تو اسے توڑ دے گا۔تو انکار اسے واپس نہ لائے گا بلکہ اس کی تجدید جائز کر دے گا اسی طرح اگر وعدہ نماز کے اندر ہو تو نماز کو توڑ دے گا تو اس کے بعد انکار اسے جوڑ نہ دے گا ۔اور اگر وعدہ بعد نماز ہو تو نماز تام ہے۔اور وہ زائل ہے جس کا وعدہ کی جانب سے خطرہ رہتا ہے کہ اس کے خلاف نہ ظاہر ہو۔

(۲) اور اگر انکار کرے پھر وعدہ کرے تو اگر وعدہ قبل تکمیل نماز واقع ہو انکار کو منسوخ کر دے گا اور مانع، ناقض اور قاطع ہوگا۔اور اگر بعد نماز ہوا تو موثر نہ ہوگا اس لیے کہ بعد نماز عطا مضر نہیں جبکہ بعد منع ہو۔تو وعدہ کا کیا حال ہوگا۔

(۳) اگر خاموش رہا پھر انکار کیا تو سکوت خود ہی دلیل انکار تھا اور اب صریح ہو گیا۔

(۴) اگر خاموش رہا پھر وعدہ کیا تو اگر سکوت میں یہ احتمال ہو کہ انکار کی وجہ سے نہ ہوگا جیسا کہ اس کی بحثوں میں ہم نے بتایا تو یہ وعدہ اس محتمل کو متعین کر دے گا۔تو اپنا کام کرے گا کہ تینوں اثرات ڈالے گا۔ورنہ نہیں تو تیمّم صحیح اور نماز تام ہوگی۔

اور خدائے پاک و برتر خوب جاننے والا ہے۔اس مجد بزرگ والے کا علم زیادہ تام اور محکم ہے، اور خدائے برتر کی طرف سے ہمارے آقا و مولیٰ محمد اور ان کی آل، اصحاب، فرزند اور گروہ پر ہمیشہ ہمیشہ، ہر لحہ اور ہر آن درود اور برکت و سلام ہو۔اور ساری تعریفیں سارے جہانوں کے مالک کے لیے ہیں۔(۱)

۱۔ العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، ج۴، ص۱۳۳۔۱۸۷

Marfat.com

۸۔خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

باب مذکور کی تینوں احادیث مبارکہ سے امام نسائی کا استدلال حسب ذیل ہے:

جو شخص تیمم کے ساتھ نماز پڑھے، اور نماز ادا کرنے کے بعد اسے وقت کے اندر پانی نہیں ملا، تو اس کی نماز ہوگئی

صورت مذکور میں علماء کا اجماع:

امام ابوبکر بن منذر فرماتے ہیں:

اس مسئلہ میں علماء کا اجماع ہے کہ اگر کسی شخص نے جنس زمین سے کسی چیز سے تیمم کیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اور نماز پڑھی، پھر نماز کا وقت نکلنے کے بعد پانی کو پایا، تو اس میں نماز کا اعادہ نہیں ہے۔(۱)

تیمم کو نماز کے وقت اندر پانی ملنے کی صورت میں علماء کا اختلاف

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے اگر کوئی شخص تیمم کر کے نماز پڑھے، پھر اسے نماز کے وقت میں پانی مل جائے، تو نماز کا اعادہ کرے گا، یا کہ نہیں اس بارے میں علماء کے چار قول ہیں:

۱۔ نماز کا لوٹانا واجب ہے:

حضرت عطاؤس حضرت علی، حضرت قاسم، حضرت مکحول، امام ابن سیرین، امام زہری اور حضرت ربیعہ کے نزدیک مذکورہ صورت میں وضو کر کے نماز لوٹانا واجب ہے۔

۲۔ نماز کا لوٹانا مستحب ہے امام اوزاعی کے نزدیک ایسی صورت میں وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

۳۔نمازی کو اختیار ہے:

حضرت حسن بصری سے ایسی صورت میں دو قول ہیں:

پہلا قول:

حضرت انس سے روایت ہے کہ جب تک وقت باقی ہے، ایسا شخص وضو کر کے نماز لوٹائے۔

دوسرا قول:

حضرت یزید تستری سے روایت ہے کہ ایسے شخص کو اختیار ہے، اگر چاہے تو وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھ لے، وگرنہ اس کی تیمم کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز ہوگئی ہے۔

۱۔ ذخیرۃ العقبیٰ، ج ۵، ص ۴۰۰

Marfat.com

۴۔آئمہ اربعہ اور اکثر فقہاء کا موقف:

امام شعبی، امام نخعی، حضرت ابوسلمہ، امام ابوسفیان، امام اسحاق، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک جس شخص نے تیمم کر کے نماز پڑھی، اور نماز پڑھنے کے بعد اسے پانی مل گیا، تو ایسے شخص پر نماز کا اعادہ نہیں ہے۔(۱)

نماز کے اعادہ کی قرآن وحدیث سے اصل نہ ہونے پر عقلی دلیل:

امام ابوبکر بن منذر لکھتے ہیں:

جس شخص نے تیمّم کر کے نماز پڑھی ہے، اس نے یہ کام شریعت کے حکم کے مطابق سرانجام دیا ہے، اس لیے جو شخص ایسی نماز کے نقض کا قول کرتا ہے، اور دوبارہ پڑھنے کو واجب قرار دیتا ہے، ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اس پر دلیل لائے ہمارے نزدیک نماز کے اعادہ کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ نماز کے اعادہ کے نہ ہونے پر حسب ذیل مشاہد ہیں۔

۱۔ جس شخص نے عذر کی بناء پر بیٹھ کر نماز پڑھی، پھر اسے بیماری سے افاقہ ہوگیا، اور قیام پر قدرت حاصل ہوگئی تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

۲۔ جس شخص نے کپڑوں پر قدرت نہ ہونے کی بناء پر ننگے نماز پڑھی، پھر وقت کے اندر کپڑے میسر ہوگئے تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

اسی طرح یہ مسئلہ بھی ہے کہ جو شخص پانی کی قدرت نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کر کے نماز پڑھے، پھر وقت کے اندر پانی پر قدرت حاصل کرے، تو اس پر بھی نماز کا اعادہ نہ ہوگا۔(۲)

نماز کا اعادہ واجب نہ ہونے پر حدیث الباب کی صریح دلالت:

حدیث نمبر ۴۳۱ اور حدیث نمبر ۴۳۲ میں صراحت ہے کہ:

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا اعادہ نہ کرنے والے صحابی سے فرمایا:

تو نے سنت کو پالیا ہے، تیرے لیے نماز کافی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک اس امر میں صریح ہے کہ ایسی صورت میں نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے لیے اصبت السنۃ اور دوسرے کے لیے: فلک مثل سھم جمع؛ کے الفاظ فرمائے ہیں، جس سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں صحابہ کرام کی حوصلہ افزائی فرمائی،

☆ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجتہاد کرتے تھے۔

۱۔ ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، ج ۵، ص ۴۰۰ ۲۔ ایضاً

Marfat.com

☆ اجتہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا، اگر مجتہد صاحب ہوا تو دو اجر ملیں گے اور اگر فاطی ہوا تو ایک اجر ملے گا۔

☆ مجتہد کو اجتہاد کے بارے میں طعن جائز نہیں ہے، کیونکہ اسے بہر حال کوشش کا ثواب ملے گا۔

☆ علماء کا اجتہاد کرنے کے بعد مزید تحقیق کی کوشش کرتے رہنا چاہیے، تاکہ حق واضح ہو سکے۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ باب ۲۸: مذی (آنے کے بعد) سے وضو کرنا

مذی سے مراد ایسا لیس دار مادہ جو شہوت کے وقت بغیر جوش کے شرمگاہ سے نکلتا ہے، اسی طرح مذی کا خروج اکثر اوقات پیشاب سے پہلے بھی ہوتا ہے، امام نسائی نے یہ باب کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۱۱۲) میں بھی قائم کیا ہے وہاں پر بھی اس باب کے تحت حضرت علی المرتضیٰ کی روایت کو چھ مختلف سندوں سے ذکر کیا ہے، اس باب میں بھی آپ نے روایت علی کو چھ مختلف اسناد سے ذکر کیا ہے، یہ تمام روایات مفہوم کے اعتبار سے تقریباً ایک ہی ہیں۔ اس باب سے امام صاحب دوبارہ وضو کے مسائل کو ذکر کر رہے ہیں، جب کہ اس سے پہلے دو ابواب میں تیمّم کے مسائل کو ذکر کیا ہے، تیمّم کے ذریعہ طہارت صغریٰ کا حصول بھی ہوتا ہے، اس لیے تیمّم میں بھی من وجہ وضو کا بیان تھا، اور یہ باب بھی وضو سے متعلق ہے، یہی دونوں ابواب میں مناسبت ہے۔

۴۳۴۔ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ :حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَذَاكَرَ عَلِيٌّ وَالْمِقْدَادُ وَعَمَّارٌ فَقَالَ :عَلِيٌّ :إِنِّي امْرُؤٌ مَذَّاءٌ وَإِنِّي أَسْتَحِي أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ مِنِّي ,فَيَسْأَلُهُ أَحَدُكُمَا -فَذَكَرَ لِي أَنَّ أَحَدَهُمَا ,وَنَسِيتُهُ ,سَأَلَهُ -فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ذَاكَ الْمَذْيُ إِذَا وَجَدَهُ أَحَدُكُمْ فَلْيَغْسِلْ ذَلِكَ مِنْهُ ,وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ أَوْ كَوُضُوءِ الصَّلَاةِ

حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان ہے:

حضرت علی المرتضیٰ، حضرت مقدار، اور حضرت عمار بن یاسر باہم گفتگو کر رہے تھے، حضرت علی المرتضیٰ نے کہا: مجھے مذی بہت آتی ہے۔ اور مجھے اس بارے میں آقا کریم ﷺ سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے، کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہیں، اس لیے تم دونوں میں سے کوئی یہ مسئلہ آقا کریم ﷺ سے پوچھے (راوی حضرت عطا کا بیان ہے) حضرت ابن عباس نے مجھے بیان کیا: ان میں سے ایک نے حضور ﷺ سے (یہ مسئلہ) پوچھا (مجھے یہ یاد نہیں کہ کس نے پوچھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مذی کو پائے، تو اسے دھو دے، پھر وہ نماز والا وضو کرے۔

Marfat.com

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے

۲۔اطراف:

تقدم:۴۳۵، ۴۳۷، ۴۳۸، مسلم ۵۸۴، احمد: ۶۱۸، تحفۃ الاشرف: ۱۰۱۹۵

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں پانچ راوی ہیں جن میں سے چار کا تعارف گزر چکا ہے، حضرت علی بن میمون کے حالات زندگی سپرد قلم کیے جارہے ہیں:

۱۔حضرت علی بن میمون:

آپ کا نام ابوالحسن علی بن میمون عطار رقی (م: ۲۴۵ھ) ہے، آپ رواۃ کے دسویں طبقہ سے راوی ہیں، آئمہ رجال آپ کی ثقاہت پر متفق ہیں، امام نسائی اور ابن ماجہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں سے آپ سے نو احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۲۔مخلد بن یزید: راجع: ۱۵۴ **۳۔ابن جریج:** راجع: ۳۲

۴۔عطاء: راجع: ۱۵۴ **۵۔حضرت عبداللہ بن عباس:** راجع: ۱۳۲

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے، امام مسلم نے اسے روایت کیا ہے،

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو چون (۱۵۴) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، البتہ حضرت مخلد صدوق ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی رقی، دوسرے مرانی اور باقی سارے مکی ہیں۔

☆ حضرت علی بن میمون سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس میں مفسر قرآن، خیر الامۃ، فقہاء عبادلہ اربعہ اور حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔

۱۔ i۔الجرح والتعدیل، ج۶، ص۲۰۶ ii۔الثقات، ج۸، ص۴۷۲

Marfat.com

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

٦۔لغات:

راجع: ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۷

اَلْاِخْتِلَافُ عَلَى سُلَيْمَانَ

باب ۲۹: حضرت سلیمان بن اعمش کی سند کا اختلاف

حضرت علی المرتضیٰ کی مذکور بالا روایت مختلف اسناد سے مروی ہے، اس باب کے قائم کرنے کا مقصد ان سندوں کا اختلاف بیان کرنا ہے، امام نسائی نے اس باب کے تحت دو سندیں ذکر کی ہیں، دونوں میں مدار سند حضرت امام اعمش ہیں، لیکن امام اعمش سے اوپر دونوں اسناد مختلف ہیں۔

۴۳۵۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا، فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: فِيهِ الْوُضُوءُ

حضرت علی المرتضیٰ کا بیان ہے: مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی، میں نے ایک شخص کو کہا، اس نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی وجہ سے وضو ہے۔

۱۔مطابقت:

راجع: ۴۳۴

۲۔اطراف:

ایضاً

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، ان میں سے پانچ کا تعارف گذر چکا ہے، باقی دو شیوخ حضرت محمد بن حاتم، اور حضرت سعید بن جبیر کے حالات زندگی لکھے جا رہے ہیں۔

۱۔محمد بن حاتم:

آپ کا نام ابو جعفر محمد بن حاتم بن سلیمان مودب مکتب زمی خراسانی بغدادی (م ۲۴۶ھ) ہے، بعض نے آپ کی کنیت ابو

Marfat.com

عبداللہ بھی ذکر کی ہے، آپ نے مقام عسکر میں سکونت اختیار کر لی تھی، آپ رواۃ کے دسویں طبقہ سے ثقہ راوی ہیں، امام ترمذی اور امام نسائی آپ سے روایت کرتے ہیں۔(۱)

محمد حاتم نام کے تین راوی ہیں:

علامہ ابوالحجاج جمال الدین یوسف بن عبدالرحمہ مزی لکھتے ہیں:

محمد بن حاتم نام کے راوی ہیں:

۱۔محمد بن حاتم بن سلیمان زمی ۲۔محمد بن حاتم بن میمون السمین۔(۲)

شیخ محمد بن علی اتیوبی لولوی لکھتے ہیں:

۳۔ محمد بن حاتم بن نعیم مروزی (۳)

وضاحت:

ان تینوں میں سے امام نسائی کے راوی حضرت محمد بن حاتم بن سلیمان زمی ہیں۔(۴)

۲۔عبیدہ: راجع:۱۳ ۳۔سلیمان اعمش: راجع:۱۱۸

۴۔حبیب بن ابی ثابت: راجع:۱۷۰

۵۔حضرت سعید بن جبیر:

نام ونسب:

سعید نام، ابوعبداللہ کنیت، بنی والبہ بن حارث اسدی کے غلام تھے، اس نسبت سے وہ والبی کہلاتے تھے، ان کا شمار ان تابعین میں ہے، جو علم وعمل کے مجمع البحرین تھے۔

فضل وکمال:

حضرت سعید کا آغاز اگرچہ غلام سے ہوا لیکن آگے چل کر وہ اقلیم علم کے تاجدار بنے حافظ ذہبی انہیں علماء اعلام میں لکھتے ہیں۔(۵)

امام نووی کا بیان ہے کہ سعید تابعین کے ائمہ کبار میں تھے، تفسیر، حدیث، فقہ، عبادت اور زہد ورع جملہ کمالات میں وہ کبار آئمہ اور سرگردہ تابعین میں تھے۔(۶)

۱۔ i۔تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۶۸ ii۔المعجم المشتمل، ص ۷۸۶ ۲۔ تہذیب الکمال، ج ۷، ص ۴۱۳

۳۔ ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، ج ۵، ص ۴۰۴ ۴۔ ایضاً ۵۔ تذکرہ الحفاظ، ج ۱، ص ۶۶۵، تہذیب الاسماء، ج ۱، ص ۲۱۶

Marfat.com

تعلیم:

سعید نے گواس زمانہ میں ہوش سنبھالا، جب اکابر صحابہ کی بڑی تعداد اٹھ چکی تھی، پھر بھی باقیات صالحات میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ علماء صحابہ موجود تھے، سعید بن جبیران کے فیضان علم سے پورے طور سے مستفید ہوئے۔(۱)

خیر الامۃ عبداللہ بن عباس کے خرمن کمال سے خصوصیت کے ساتھ زیادہ خوشہ چینی کی تھی۔(۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس اتنا وسیع اور جامع تھا کہ اس میں قرآن تفسیر، حدیث فقہ، فرائض ادب وانشاء اور شعری وشاعری جملہ وفنون کا دریا بہتا تھا۔(۳) سعید بن جبیر اس بحر بے کراں سے زیادہ سیراب ہوئے۔ وہ نہایت پابندی سے اس حلقہ میں شریک ہوتے تھے۔

ان کی تعلیم حاصل کرنے کا یہ طریقہ تھا کہ باہر کے سائلین جو سوالات کرتے تھے اور جو مسائل پوچھتے تھے اور ابن عباس ان کے جو جواب دیتے تھے، سعید خاموشی کے ساتھ ان کو سنا کرتے تھے اور کبھی کبھی خود بھی کچھ پوچھ لیتے تھے۔ ان سوالات میں حدیثیں بھی ہوتی تھیں اور فقہ کے مسائل بھی ہوتے تھے لیکن انہیں قلمبند کرنے کے بارہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ممانعت تھی، اس لیے کچھ دنوں تک ابن جبیر بغیر لکھے ہوئے زبانی یاد کرلیا کرتے تھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر لکھنے کی اجازت مل گئی تھی۔

چنانچہ انہوں نے لکھنا شروع کر دیا تھا۔ بعض دن اس کثرت سے مسائل پیش ہوتے تھے کہ لکھتے لکھتے ابن جبیر کی بیاض پر ہو جاتی تھی، اور انہیں کپڑوں اور ہتھیاروں پر لکھنے کی نوبت آجاتی تھی، کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا کہ سائل نہ آتا اس دن ایک حدیث بھی لکھنے کی نوبت نہ آتی تھی، اور یوں ہی لوٹ آتے تھے۔(۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بعد انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا تھا، ان سے استفادہ کا سلسلہ اب جبیر رضی اللہ عنہ کے قیام کوفہ تک جب کہ وہ خود صاحب افتاء ہو گئے تھے، قائم رہا۔ چنانچہ ان کا خود بیان ہے کہ جب کسی مسئلہ میں علماء کوفہ میں اختلاف ہوتا تھا تو میں اسے لکھ لیتا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھتا تھا۔(۵)

ان بزرگوں کے فیض نے انہیں قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ اور فرائض وغیرہ جملہ مذہبی علوم کا دریا بنا دیا تھا۔(۶)

قرات:

قرآن کے نہایت اچھے قاری تھے۔ قرات ترجیع کے ساتھ کرتے تھے، لیکن گا کر قرآن پڑھنا سخت ناپسند کرتے تھے۔(۷)

تمام مشہور قراتوں کے عالم تھے اسمٰعیل بن عبدالملک کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر رمضان میں ہماری امامت کرتے تھے۔ معمول

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۱۱ ۲۔ وفیات ابن خلکان، ج ۱، ص ۲۰۴ ۳۔ مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۵۳۸

۴۔ طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۱۷۹ ۵۔ ایضاً ۶۔ تہذیب الاسماء، ج ۱، ص ۲۱۶ ۷۔ طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۱۸۱

Marfat.com

تھا کہ شب کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات کے مطابق قرآن سناتے تھے، ایک شب کو زید بن ثابت کی قرات کے مطابق اسی طریقہ سے ہر شب کو باری باری سے تمام مشہور قاریوں کی قرات سناتے تھے۔(۱)

تفسیر:

قرات اور تفسیر دونوں فنون کی تعلیم انہوں نے اس فن کے امام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حاصل کی تھی۔(۲) آیات قرآنی کے شان نزول اور ان کی تفسیر و تاویل پر پوری نظر تھی، جب ان کے سامنے قرآن کی کوئی آیت پڑھی جاتی تھی تو وہ اس کا پورا ماله و ما علیه بتادیتے تھے، ابو یونس قزی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت

''المستضعفین من الرجال والنساء والولدان۔''

''مگر ناتواں مردوں، عورتوں اور لڑکوں میں سے۔''

پڑھی تو انہوں نے کہا، اس میں جن کا تذکرہ ہے وہ مکہ کے کچھ مظلوم تھے، میں نے کہا میں ایسے ہی لوگوں (یعنی حجاج کے ستم رسیدہ) کے پاس آیا ہوں، سعید نے کہا، بھتیجے ہم لوگوں نے اس کے خلاف بڑی کوشش کی لیکن کیا کیا جائے خدا کی مرضی یہی ہے۔(۳)

حضرت اعمش روایت کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر ان ارضی واسعة کی تفسیر میں بیان کرتے تھے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب اس میں گناہ کیا جائے تو اس سے نکل جاؤ۔(۴)

تفسیر درس:

حضرت ابن جبیر تفسیر کا درس بھی دیتے تھے، وقاء بن ایاس بیان کرتے ہیں کہ عرزہ تفسیر کی کتاب (غالباً کاپی اور بیاض) اور دوات لے کر ابن جبیر کے پاس آتے جاتے تھے۔(۵)

لیکن بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تفسیر کا قلمبند کرنا ناپسند کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنے لیے آپ سے تفسیر قلمبند کرنے کی درخواست کی، آپ نے فرمایا تفسیر قلمبند کرنے کے مقابلہ میں مجھے یہ پسند ہے کہ میرا ایک پہلو مفلوج ہو جائے۔(۶)

حدیث:

حدیث کے اکابر حفاظ میں تھے، صحابہ میں انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ، اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عدی بن حاتم وغیرہ سے سماع حدیث کیا تھا۔(۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس سے خصوصیت کے ساتھ زیادہ مستفید ہوئے تھے، ان کے علمی استعداد کی وجہ سے

۱۔ وفیات ابن خلکان، ج۱، ص۴۰۵ ۲۔ ایضاً، ص۲۰۴ ۳۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۱۸۳
۴۔ ایضاً ۵۔ ایضاً، ص۱۸۶ ۶۔ وفیات ابن خلکان، ج۱، ص۲۰۵ ۷۔ تہذیب التہذیب، ج۳، ص۱۱

Marfat.com

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ان پر بڑی شفقت کرتے تھے، اوران کی تعلیم میں خصوصیت برتتے تھے۔ان کی خامیوں کودور کرنے کے لیے کبھی کبھی وہ امتحاناً ان سے حدیثیں سنتے تھے۔مجاہد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حدیثیں سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا آپ کی موجودگی میں حدیث سناؤں۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بھی خدا کی نعمت ہے کہ میرے سامنے حدیث بیان ہو، اگر صحیح بیان کروگے تو فبہا اور اگر کہیں غلطی ہوئی تو میں اس کی تصحیح کردوں گا۔(۱)

بنی وداعہ کے موذن کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔وہ حریر کے گدے پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے، اور سعیدان کے پیروں کے پاس بیٹھے تھے۔فائدہ:(اس سے پتہ چلا کہ استاد یا بزرگ کے قدموں میں بیٹھنا اندازِ صحابہ ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہ ان سے کہہ رہے تھے کہ تم نے مجھ سے بہت سی حدیثیں حفظ کی ہیں، دیکھوان کو کیسے روایت کرتے ہو۔(۲)

ان کی توجہ نے ابن جبیر کو حفاظ حدیث کا امام اور سرگروہ بنادیا تھا ان کی مرویات کا بڑا حصہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی احادیث پر مشتمل ہے، اس سے حدیث میں ان کے درجہ کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

فقہ:

فقہاء کی جماعت میں بھی انہیں امتیازی درجہ حاصل تھا۔(۳) اس فن کی تعلیم بھی انہوں نے ابن عباس ہی سے حاصل کی تھی اور اس میں ان کو اتنا کمال حاصل تھا کہ مرکز فقہ کوفہ کے صاحب افتاء تابعین میں ہوگئے تھے۔(۴)

کوفہ کے عہدہ قضاء پر بھی کچھ دنوں تک ممتاز رہے۔پھر ابو ہریرہ ابن موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ قاضی کوفہ کے مشیر ہوگئے تھے۔(۵)

مرکز علم وافتاء مکہ میں جب آنا ہوتا تھا تو یہاں بھی افتا کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔(۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کے فتووں پر اتنا اعتماد تھا کہ اگر کوفہ کا کوئی آدمی آپ سے فتویٰ پوچھنے کے لیے آتا تو آپ اس سے فرماتے کیا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ تمہارے یہاں نہیں ہیں۔(۷)

مسائل طلاق کے خصوصیت کے ساتھ بڑے عالم تھے۔ کان اعلم التابعین بالطلاق سعید بن جبیر۔(۸)

فرائض:

ریاضی کے بڑے عالم تھے اس لیے فرائض میں خاص ملکہ تھا، اکابر صحابہ فرائض کے سائلین کو ان کے پاس بھیجتے تھے، ایک مرتبہ ابن عمر کے پاس فرائض کا ایک سائل آیا آپ نے اس سے کہا ابن جبیر کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ حساب جانتے ہیں، وہ تم کو وہی بتائیں گے جو فرض مقرر ہے۔(۹) جب انہیں مدینہ جانے کا اتفاق ہوتا تھا، تو علماء مدینہ ان سے فرائض سیکھتے تھے۔

۱۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۱۷۹ ۲۔ ایضاً ۳۔ تہذیب الاسماء، ج۱، ص۲۱

۴۔ ایضاً ۵۔ وفیات ابن خلکان، ج۱، ص۲۰۴ ۶۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۱۸۴

۷۔ تہذیب الاسماء۔ ج۱، ص۲۱۶ ۸۔ شذرات الذہب، ج۱، ص۱۰۸ ۹۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۸۰

Marfat.com

امام زین العابدین کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ جب ہمارے یہاں سے گزرتے تھے۔ تو ہم لوگ ان سے فرائض اور ان باتوں کو پوچھتے تھے جن سے خدا ہم کو فائدہ پہنچاتا تھا۔ (۱)

جامعیت:

غرض سعید بن جبیر کی ذات جملہ علوم وفنون کی جامع تھی، جو کمالات دوسرے علماء میں فرداً فرداً تھے، وہ ان کی ذات میں تنہا مجتمع تھے، خصیف کا بیان ہے کہ مسائل طلاق کے سب سے بڑے عالم سعید بن مسیّب تھے، حج کے عطاء تھے حلال وحرام کے طاؤس تھے۔ اور تفسیر کے مجاہد تھے اور ان سب کی جامع سعید بن جبیر کی ذات تھی۔ (۲)

وہ علم کا ایسا سرچشمہ تھے جس کی اس عہد کے تمام علماء کو احتیاج تھی، میمون بن مہران کا بیان ہے کہ سعید نے ایسے وقت میں انتقال کیا کہ روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہ تھا جو ان کے علم کا محتاج نہ رہا ہو۔ (۳)

اشاعت علم:

علم وفن کا یہ ذخیرہ انہوں نے اپنی ذات تک محدود نہ رکھا، بلکہ جہاں تک ہو سکا اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچایا، آپ کے بعض کوتاہ نظر اصحاب آپ کو حدیث بیان کرنے پر ملامت کرتے تھے، آپ انہیں جواب دیتے مجھے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے حدیث بیان کرنا زیادہ پسند ہے، بہ نسبت اس کے کہ اسے میں اپنی قبر میں ساتھ لے جاؤں۔ (۴)

تلامذہ:

آپ کے تلامذہ کا دائرہ نہایت وسیع تھا، بعضوں کے نام یہ ہیں، آپ کے صاحبزادگان عبدالملک اور عبداللہ یعلی بن حکیم، یعلی بن مسلم، ابواسحٰق سبیعی، ابوالزبیر مکی، آدم بن سلیمان اشعث بن ابی الشعثاء، ذر بن عبداللہ مرہبی، سالم الافطس سلمہ بن کہیل، طلحہ بن مصرف اور عطاء بن سائب وغیرہ۔ (۵)

ناقدروں سے بخل:

لیکن یہ علمی فیاضی انہی لوگوں کے لیے تھی، جو اس کے مرتبہ شناس اور قدردان ہوتے تھے ورنہ نااہلوں سے وہ اسے چھپاتے تھے، محمد بن حبیب کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر کے اصفہان کے قیام کے زمانہ میں جب لوگ ان سے حدیثیں پوچھتے تو وہ نہ بتاتے۔ لیکن جب کوفہ آئے تو فیض جاری کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا، ابومحمد کیا بات ہے، اصفہان میں تو آپ حدیثیں نہیں بیان کرتے تھے، اور کوفہ میں بیان کرتے تھے۔ جواب دیا اپنی متاع وہاں پیش کرو جہاں اس کے قدرشناس ہوں۔ (۶)

مذہبی کمالات:

مذہبی کمالات میں بھی تابعین میں ابن جبیر کا درجہ نہایت بلند تھا، وہ عبادت وریاضت اور زہد وورع کا مجسم پیکر تھے۔

۱۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۸۰ ۲۔ وفیات ابن خلکان، ج۱، ص۲۰۵ ۳۔ طبقات ابن سعد، ج۲، ص۱۸۶
۴۔ ایضاً ۵۔ تہذیب التہذیب، ج۴، ص۱۲ ۶۔ وفیات ابن خلکان، ج۱، ص۲۰۴

Marfat.com

سوز قلب وخشیت الٰہی:

ابن جبیر کا دل اتنا پرسوز تھا، اوران پر خشیت الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ ہروقت ان کی آنکھیں اشکبار رہتی تھیں۔ پردہ شب کی تاریکی میں جوان کی عبادت اور راز ونیاز کا خاص وقت تھا، زاروقطار روتے تھے۔ روتے روتے ان کی آنکھوں کی بینائی کم ہوگئی تھی، اوران سے پانی بہنے لگا تھا۔(۱)

نماز میں تاثر اور خشوع:

ان کی نماز تاثر اور خشوع وخضوع کی تصویر ہوتی تھی، کبھی کبھی ایک ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے، پر موعظت آیات کو بار بار دہراتے تھے سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ میں نے جبیر کو امامت کی حالت میں اس آیت:

''إِذِ الْأَغْلَالُ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ۔''(۲)

''جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں اور وہ کھولتا ہوا پانی پینے کے لیے گھسیٹے جاتے ہوں گے۔''

کو بار بار دھراتے سنا ہے۔(۳)

قسم بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کو یہ آیت:

''وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ۔(۴)

''اس دن سے ڈرو جس دن خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

بیس مرتبہ سے زیادہ دہراتے سنا ہے۔(۵)

ذکر وشغل:

صبح صادق سے لے کر نماز فجر تک ذکر وشغل میں مصروف رہتے تھے، اس وقت خدا کے ذکر کے علاوہ کسی سے نہ بولتے تھے۔(۶)

رمضان میں عبادت:

رمضان میں ان کی عبادت بہت بڑھ جاتی تھی۔ مغرب سے عشاء تک کا وقت عموماً روزہ داروں کے آرام وسکون کا وقت ہوتا ہے۔ مگر ان کا وقت تلاوت قرآن میں گزرتا تھا۔ رمضان کے زمانہ میں کبھی کبھی ایک نشست میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے،(۷) اپنے قبیلہ کی مسجد میں اعتکاف کرتے تھے۔(۸)

۱۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۱۸۱ ۲۔ مومن ۴۰:۷۱،۷۲ ۳۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۶۶

۴۔ بقرہ ۲:۲۸۱ ۵۔ مختصر صفوۃ الصفوۃ، ص۱۵۱ ۶۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۱۸۱

۷۔ وفیات ابن خلکان، ج۱، ص۲۰۵ ۸۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۱۸۲

Marfat.com

حج:

حجوں کی صحیح تعداد نہیں بتائی جاسکتی لیکن مختلف روایات سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر حج کرتے تھے، اور وفور شوق میں کوفہ ہی سے احرام باندھ کر نکلتے تھے۔(۱)

مکہ کے قیام کے زمانہ میں طواف کبھی ناغہ نہ ہوتا تھا، گرفتاری کے زمانہ میں جس کے حالات بعد میں آئیں گے پابجولاں طواف کرتے تھے۔(۲)

تلاوت قرآن:

تلاوت قرآن سے خاص شغف تھا۔عموماً دوات میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے، سفر اور بیماری کی حالت میں صرف اس معمول میں فرق آتا تھا۔(۳)

تحقیر نفس:

اپنے نفس کو اس قدر حقیر سمجھتے تھے کہ گنہگاروں کو بھی ان کے گناہوں پر ٹوکتے ہوئے شرماتے تھے کہ میں ایک شخص کو گناہ میں مبتلا دیکھتا ہوں، لیکن خود اپنا نفس اپنی نگاہ میں اتنا حقیر ہے کہ دوسرے کو ٹوکتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔(۴)

غیبت سے احتراز:

غیبت کرنا اور غیبت سننا دونوں باتیں سخت ناپسند تھیں، مسلم البطین کا بیان ہے، کہ سعید اپنے سامنے کسی کو کسی کی غیبت نہ کرنے دیتے تھے غیبت کرنے والے سے فرماتے تھے کہ جو کچھ تم کو کہنا ہے اس شخص کے منہ پر کہو۔(۵)

عبادت کے معنی:

عبادت آپ کے نزدیک محض روزہ، نماز اور تسبیح وتہلیل کا نام نہ تھا، بلکہ اس کے ایک خاص معنی اور اس کا ایک جامع مفہوم تھا، آپ کے نزدیک اطاعت سب سے اہم عبادت تھی، فرماتے تھے کہ جو شخص خدا کی اطاعت کرتا ہے، وہ ذاکر ہے، اور جو نافرمانی کرتا ہے وہ ذاکر نہیں ہے، خواہ وہ کتنی ہی تسبیح اور تلاوت قرآن کیوں نہ کرے۔

آپ سے کسی نے سوال کیا سب سے بڑا عبادت گزار کون ہے، فرمایا جو شخص گناہوں میں مبتلا ہو کر پھر اس سے تائب ہو گیا، اور جب اس نے اپنے گناہوں کو یاد کیا تو اس کے مقابلہ میں اپنے اعمال کو بے حقیقت سمجھا۔

علمائے سوء کا خطرہ:

امت مسلمہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ علماء کو سمجھتے تھے، ہلال بن خباب نے ایک مرتبہ آپ سے پوچھا، لوگوں کی ہلاکت کہاں سے ہوگی، فرمایا ان کے علماء کے ہاتھوں۔(۶)

۱۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۱۸۴ ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً

۴۔ مختصر صفوۃ الصفوۃ، ص۱۵۱ ۵۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۱۸۲ ۶۔ وفیات ابن خلکان، ج۱، ص۲۰۵

Marfat.com

سیر وسیاحت:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ایک زمانہ تک مدینہ میں رہے، پھر یہاں سے نکل کر عجم چلے گئے۔ کچھ دنوں عراق کے مختلف شہروں میں پھرتے رہے، پھر کوفہ میں سکونت اختیار کر لی۔(۱)

کوفہ کے زمانہ میں قیام میں کچھ دنوں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود قاضی کوفہ کے کاتب اور کچھ دنوں ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے کاتب رہے۔(۲)

حجاج کی مخالفت:

لیکن ابن جبیر حجاج کی اس توجہ کے باوجود اس سے مطلق متاثر نہ تھے۔ اور برابر دل میں اس کے مظالم کو برا سمجھتے رہے، چنانچہ جب ابن اشعث نے اس کے خلاف علم مخالفت بلند کیا تو ابن جبیر اس کے ساتھ ہو گئے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ عبدالملک کے زمانہ سیستان کے فرمان روا بُنیل کی روش باغیانہ ہو چلی تھی اور وہ کبھی کبھی خراج روک لیتا تھا۔ اس لئے حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو اس کی تنبیہ پر مامور کیا۔ انہوں نے ۷۹ھ میں سیستان پر فوج کشی کی اور بہت دور تک آگے بڑھتے چلے گئے۔ لیکن غلطی سے پیچھے کی حفاظت کا کوئی سامان نہ کیا۔ اس لئے رتبیل نے ہر طرف سے گھر کر بڑی سخت شکست دی، اور مسلمانوں کو بڑا مالی اور جانی نقصان اٹھا کر نا کام واپس آنا پڑا۔

حجاج کو اس شکست کا بڑا غم ہوا۔ اس نے دوبارہ محمد بن عبدالرحمٰن بن اشعث کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا، اور سعید بن جبیر کو فوج کی تنخواہ تقسیم کرنے کی خدمت سپرد کی۔ ابن شعث نے رتبیل کے حدود حکومت میں پہنچ کر بہت سے علاقوں کو فتح کر لیا، اور مزید پیش قدمی ایک سال کے لئے روک کر حجاج کو اس کی اطلاع دے دی۔ حجاج رتبیل سے بہت برافروختہ تھا، اس لئے اس نے لکھا کہ یہ آرام کا موقع نہیں ہے، میرا حکم پہنچتے ہی فوراً پیش قدمی شروع کر دو، اور اگر تم سے یہ کام نہیں ہو سکتا تو فوج کی کمان اپنے بھتیجے اسحاق کے سپرد کر دو۔ ابن اشعث نے مصلحتہً پیش قدمی روکی تھی، اس لیے وہ اس حکم پر بگڑ گیا، اور رتبیل سے مصالحت کر کے حجاج کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔

فوج تمام تر عراقی تھی جو حجاج کے مظالم سے پہلے برہم تھی، اس لیے اس نے ابن اشعث کا پورا ساتھ دیا اور رفتہ رفتہ حجاج کی مخالفت نے عبدالملک کی مخالفت کی شکل اختیار کر لی۔ ابن جبیر نے بھی ابن اشعث کا ساتھ دیا۔ ابن اشعث سیستان سے عراق پہنچا حجاج بھی مقابلہ کے لیے نکلا دونوں میں مہینوں جنگ جاری رہی، اور ابن اشعث نے عراق کے بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اس مخالفت میں کوفہ کے بہت سے علماء اور فراء بھی ابن اشعث کے ساتھ ہو گئے۔

حضرت ابن جبیر اس جماعت کے سرگردہ تھے، اور میدان جنگ میں لوگوں کو حجاج اور بنی امیہ کے خلاف یہ کہہ کر ابھارتے تھے کہ

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۱۳ ۲۔ وفیات ابن خلکان، ج ۱، ص ۲۰۵

Marfat.com

ان کی ظالمانہ حکومت ان کی بے دینی، خدا کے بندوں پر ان کے مظالم، نمازوں میں تاخیر اور مسلمانوں کی تذلیل وتحقیر پر ان کا مقابلہ کرو۔(۱)

لیکن اس جوش مخالفت میں بھی حق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا، ایک غلام زبیر قان اسدی کا آقا حجاج کے حامیوں میں تھا۔ غلام مذکور نے ابن جبیر سے پوچھا کہ ایسی حالت میں کہ میرا آقا حجاج کے ساتھ ہے، اگر میں ابن اشعث کے ساتھ ہو جاؤں اور لڑ کر جان دے دوں تو مجھ پر اس کا مواخذہ تو نہ ہوگا، ابن جبیر نے جواب دیا تم مت لڑو اگر تمہارا آقا یہاں موجود ہوتا تو تم کو لے کر حجاج کی طرف سے لڑتا۔(۲)

شکست اور گرفتاری:

اگر چہ ابتداء میں ابن اشعث کی قوت نہایت مضبوط تھی۔ اور اس نے عراق کا بڑا حصہ فتح کر لیا تھا۔ لیکن اس مخالفت میں اس نے حکومت کو بھی شامل کر لیا تھا۔ اس لیے زیادہ دنوں تک مقابلہ دشوار تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیر جماجم کے معرکہ میں اس کو نہایت فاش شکست ہوئی اس کی قوت بالکل پاش پاش ہوگئی، اور وہ شکست کھا کر سیستان بھاگ گیا۔

اس شکست کے بعد ابن جبیر مکہ چلے آئے۔ یہاں کے والی خالد بن عبداللہ قسری نے انہیں گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھجوایا۔ وہ ان سے خار کھائے ہوئے تھا، اس لئے انہیں دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اور دونوں میں حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

حجاج: تمہارا نام کیا ہے؟

ابن جبیر: سعید بن جبیر۔

حجاج: نہیں بلکہ اس کے برعکس شقی بن کسیر۔

ابن جبیر: میری ماں تم سے زیادہ میرے نام سے واقف تھی۔

حجاج: تمہاری ماں بھی بد بخت تھی اور تم بھی بد بخت ہو۔

ابن جبیر: غیب کا علم دوسری ذات کو ہے۔

حجاج: میں تمہاری دنیا کو دہکتی ہوئی آگ سے بدل دوں گا۔

ابن جبیر: اگر مجھ کو یقین ہوتا کہ یہ تمہارا اختیار ہے تو میں تم کو معبود بنا لیتا۔

حجاج: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

ابن جبیر: وہ امام ہدی اور نبی رحمت تھے۔

حجاج: علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا رائے ہے، وہ جنت میں ہیں یا دوزخ میں۔؟

۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۱۸۵ ۲۔ ایضاً، ص ۱۸۲

Marfat.com

ابن جبیر: اگر میں وہاں گیا ہوتا، اور وہاں کے رہنے والوں کو دیکھا ہوتا تو بتا سکتا تھا۔

(غیب کے سوال کا میں کیا جواب دے سکتا ہوں)

حجاج: خلفاء کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔

ابن جبیر: میں ان کا وکیل نہیں ہوں۔

حجاج: ان میں سے تم کس کو پسند کرتے ہو۔؟

ابن جبیر: جو میرے خالق کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھا۔

حجاج: خالق کے نزدیک کون سب سے زیادہ پسندیدہ تھا؟

ابن جبیر: اس کا علم اس ذات کو ہے جو بھیدوں اور ان کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔

حجاج: عبدالملک کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

ابن جبیر: تم ایسے شخص کے متعلق کیا پوچھتے ہو، جس کے گناہوں میں سے ایک گناہ تمہارا وجود ہے۔

حجاج: تم ہنستے کیوں نہیں؟

ابن جبیر: وہ کس طرح ہنس سکتا ہے۔ جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، اور مٹی کو آگ کھا جاتی ہے۔

حجاج: پھر ہم لوگ تفریحی مشاغل سے کیوں ہنستے ہیں؟

ابن جبیر: سب کے دل یکساں نہیں ہوتے۔

حجاج: تم نے کبھی تفریح کا سامان دیکھا بھی ہے۔

یہ پوچھ کر حجاج نے عود اور بانسری بجانے کا حکم دیا۔ اس کا نغمہ سن کر ابن جبیر رو دیئے۔ حجاج نے کہا یہ رونے کا کیا موقع ہے، موسیقی تو ایک تفریح کی چیز ہے۔ ابن جبیر نے جواب دیا نہیں، وہ نالہ غم ہے بانسری کی پھونک نے مجھے وہ آنے والا بڑا دن یاد دلایا، جس دن صور پھونکا جائے گا اور عود ایک کاٹے ہوئے درخت کی لکڑی ہے، جو ممکن ہے ناحق کاٹی گئی ہو، اور اس کے تار ان بکریوں کے پٹھوں کے ہیں، جو ان کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائی جائیں گی۔

یہ سن کر حجاج بولا، سعید تمہاری حالت بھی افسوس کے قابل ہے۔ انہوں نے جواب دیا، وہ شخص افسوس کے قابل نہیں ہے، جو آگ سے نجات دے کر جنت میں داخل کیا گیا۔ اس گفتگو کے بعد پھر مکالمہ شروع ہو گیا۔

حجاج: کیا میں نے تم کو کوفہ کا امام نہیں بنایا تھا؟

ابن جبیر: ہاں بنایا تھا۔

حجاج: کیا میں نے تم کو عہدہ قضاء نہیں ممتاز کیا۔ اور جب کوفہ والوں نے تمہاری مخالفت کی کہ قاضی عربی النسل ہونا چاہیے، تو

Marfat.com

میں نے ابو بردہ کو قاضی بنایا اور ان کو ہدایت کر دی کہ وہ بغیر تمہارے مشورہ کے کوئی کام نہ کریں۔

ابن جبیر: یہ بھی صحیح ہے۔

حجاج: کیا میں نے تم کو اپنا ندیم خاص نہیں بنایا حالانکہ وہ سب سرداران عرب تھے؟

ابن جبیر: ہاں یہ بھی درست ہے۔

حجاج: کیا میں نے تم کو ایک لاکھ کی خطیر رقم حاجت مندوں میں تقسیم کرنے کے لئے نہیں دی، اور پھر اس کا کوئی حساب کتاب نہیں مانگا۔

ابن جبیر: ہاں دی۔

حجاج: ان احسانات کے بعد پھر تم کو کس چیز نے میری مخالفت پر آمادہ کیا۔؟

ابن جبیر: میری گردن میں ابن اشعث کی بیعت کا طوق تھا۔

حجاج: ایک دشمن کی بیعت کا اتنا پاس تھا، اور امیر المومنین کی بیعت اور خدا کا کوئی پاس نہ تھا، خدا کی قسم میں تم کو قتل کر کے واصل جہنم کئے بغیر اس جگہ سے نہ ہٹوں گا۔ بتاؤ تم کس طرح قتل کیا جانا پسند کرتے ہو۔؟

ابن جبیر: خدا کی قسم تم دنیا میں جس طرح مجھے قتل کرو گے، خدا تم کو آخرت میں اسی طرح قتل کرے گا۔

حجاج: کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو معاف کر دوں۔

ابن جبیر: اگر تم معاف کرو گے تو وہ خدا کی جانب سے ہوگا۔ (تمہارا احسان نہ ہوگا۔)

حجاج: تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔

ابن جبیر: اللہ تعالیٰ نے میرا ایک وقت مقرر کر دیا ہے، اس وقت تک پہنچنا ضروری ہے، اس کے بعد اگر میرا وقت آ گیا ہے، تو پھر وہ ایک فیصل شدہ امر ہے، اس سے مفر نہیں ہے، اور اگر عافیت مقدر ہے، تو وہ بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔

قتل کا حکم اور استقلال اور استقامت:

اس گفتگو کے بعد حجاج نے جلاد کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم سن کر حاضرین میں سے ایک شخص رونے لگا، ابن جبیر نے اس سے پوچھا تم کیوں روتے ہو اس نے کہا آپ کے قتل پر، فرمایا، اس کے لئے رونے کی ضرورت نہیں، یہ واقعہ تو خدا کے علم میں پہلے سے موجود تھا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

''ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الافی کتاب من قبل ان نبراها''

''تم کو زمین اور اپنی جانوں میں جو مصیبتیں پہنچیں ان کو پیدا کرنے سے پہلے ہم نے لکھ رکھا ہے۔''

مقتل میں جانے سے پہلے اپنے صاحبزادے کو دیکھنے کے لیے بلایا، وہ بھی آ کر رونے لگے آپ نے ان سے فرمایا تم کیوں

Marfat.com

روتے ہو، ستاون سال کے بعد تمہارے باپ کی زندگی تھی ہی نہیں، پھر رونے کا کون سا مقام ہے۔

غرض نہایت صبر واستقلال کے ساتھ ہنستے ہوئے مقتل کی طرف چلے، حجاج کو اطلاع دی گئی کہ اس وقت بھی ابن جبیر کے لبوں پر ہنسی ہے، اس نے واپس بلا کر پوچھا کہ تم ہنس کس بات پر رہے تھے۔ فرمایا: خدا کے مقابلہ میں تمہاری جرؤتوں اور تمہارے مقابلہ میں اس کے حلم پر۔

آخری مشاغل:

یہ سن کر حجاج نے اپنے سامنے ہی قتل کا چمڑا بچھانے کا حکم دیا، اور قتل کا ارشاد دیا، ابن جبیر نے کہا اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لو۔ حجاج نے کہا اگر مشرق کی سمت رخ کر دیا تو اجازت مل سکتی ہے، فرمایا کچھ ہرج نہیں۔ اینما تو لو افثم وجه الله، پھر یہ آیت تلاوت کی: " انی وجهت و جهی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین۔"(۱)

"میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا ہے، جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا، اور میں مشرکوں میں نہیں ہوں۔

حجاج نے حکم دیا کے سر کے بل جھکا دو، یہ حکم سن کر ابن جبیر نے راہ تسلیم ورضا میں خود سر کو خم کر دیا۔ اور یہ آیت پڑھی۔

" منها خلقنکم وفیها نعید کم ومنها نخر جکم تارة اخری۔"(۲)

"اس زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے، پھر اسی میں سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔"

اور کلمہ شہادت پڑھ کر بارہ گاہ ایزدی میں دعا کی، خدایا میرے قتل کے بعد پھر اس کو (حجاج) کسی کے قتل پر قادر نہ کرنا

شہادت:

جلاد شمشیر برہنہ موجود تھا۔ حجاج کے حکم پر دفعۃ تلوار چمکی اور ایک کشتۂ حق کا سر زمین پر تڑپنے لگا۔ زمین پر گرنے کے بعد زبان سے آخری کلمہ لا الہ الا اللہ نکلا۔

ایک تعجب انگیز امر:

اس سلسلہ میں یہ واقعہ لائق ذکر ہے کہ ابن جبیر کے جسم سے عام قتل ہونے والوں سے بہت زیادہ خون نکلا تھا۔ حجاج نے اطبا کو بلا کر اس کا سبب دریافت کیا کہ دوسرے مقتولوں کے جسم سے خون بہت کم نکلتا ہے، اور ان کے جسم سے خون کے فوارے رواں تھے۔ اطباء نے جواب دیا کہ خون روح کے تابع ہے۔ جن لوگوں کو پہلے قتل کیا گیا۔ ان کی روح قتل سے پہلے ہی اس کے حکم ہی سے تحلیل ہو چکی تھی۔ اور ابن جبیر کی روح پر اس کا کوئی اثر نہ تھا۔ یہ واقعہ شعبان ۹۴ھ میں پیش آیا، اس وقت ابن جبیر کی عمر با اختلاف روایت ہے۔ ۵۰ یا ۴۹ سال کی تھی۔

۱۔ انعام ۶:۹ ۲۔ السجدہ ۴۱:۳

Marfat.com

حسن بصری پر اثر:

حضرت سعید بن جبیر کی شخصیت ایسی تھی کہ تمام اکابر تابعین اس واقعہ سے سخت متاثر ہوئے۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا: خدایا ثقیف کے فاسق (حجاج) سے اس کا انتقام لے۔ خدا کی قسم اگر سارے روئے زمین کے باشندے بھی ان کے قتل میں شریک ہوتے۔ تو خدا ان سب کو منہ کے بل دوزخ میں جھونک دیتا۔(۱)

حلیہ:

حلیہ یہ تھا، رنگ سیاہ، سر اور داڑھی دونوں سفید، خضاب لگانا پسند نہ کرتے تھے، کسی نے وسمہ کے خضاب کے بارے میں پوچھا، فرمایا خدا تو بندہ کے چہرے کو نور سے روشن کرتا تھا، اور بندہ اس کو سیاہی سے بجھا دیتا ہے۔(۲)

حجاج کا انجام:

حضرت سعید کی بد دعا بے اثر نہ رہی، ان کا خون ناحق رنگ لایا۔ چنانچہ ان کے مقتول ہونے کے بعد ہی حجاج سخت دماغی امراض اور توہم میں مبتلا ہو کر چند ہی دنوں کے بعد بستر مرگ پر لیٹ گیا۔ بیماری کی حالت میں اس کو بے ہوشی کے دورے ہوتے تھے ۔ بے ہوشی اور غنودگی کی حالت میں اسے نظر آتا تھا کہ ابن جبیر اپنے کپڑے سمیٹے ہوئے اس سے پوچھ رہے ہیں کہ دشمن خدا تو نے مجھے کس جرم میں قتل کیا؟ یہ خواب پریشان دیکھ کر وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھتا تھا، اور کہتا تھا، مجھے سعید سے کیا واسطہ۔ اسی مجنونانہ حالت میں ۹۵ھ میں مر گیا۔ اس طرح ابن جبیر کے قتل کے بعد اسے دوسرے آدمیوں کے قتل کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

حجاج کی موت کے بعد اس کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس نے کہا ہر ہر مقتول کے بدلہ میں مجھے ایک ایک مرتبہ قتل کیا گیا اور ابن جبیر کے انتقال میں ستر مرتبہ۔(۳)(۴)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس: راجع: ۱۳۲ **۷۔ حضرت علی المرتضیٰ:** راجع: ۱۱۵

۴۔ حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ دیگر تابعات وشواہد کی بناء پر صحیح ہے۔

امام مسلم نے اسے روایت کیا ہے۔

۵۔ خصوصیات:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی میں سے ہے،

☆ سباعیات کے اعتبار سے یہ چھہتر (۷۶) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

۱۔ وفیات ابن خلکان، ج۱، ص۲۰۶ ۲۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۱۸۶ ۳۔ ایضاً

۴۔ سیر الصحابہ، ج۵، ص۱۱۹۔۱۳۳

Marfat.com

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ البتہ حضرت عبیداللہ کو بعض نے صدوق قرار دیا ہے۔

☆ حضرت محمد حاتم اور حضرت سعید بن جبیر سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند کے پہلے راوی خراسانی، حضرت ابن عباس مکی اور باقی سارے کوفی ہیں

☆ سند میں دو صحابی راوی ہیں۔

☆ حضرت ابن عباس اور حضرت علی چچازاد بھائی ہیں۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ خلیفہ راشد چہارم، حضور نبی اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی آپ ﷺ کے داماد اور حضرت حسنین کریمین کے باپ ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، حدثنا دو دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

راجع: ۴۳۴

۴۳۶ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ :حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ :حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ :أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ :سَمِعْتُ مُنْذِرًا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ -مِنْ أَجْلِ فَاطِمَةَ -فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَهُ ,فَقَالَ :فِيهِ الْوُضُوءُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
مجھے رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں پوچھتے ہوئے شرم محسوس ہوتی تھی، کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے نکاح میں تھیں، میں نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہا، ان کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں وضو ہے۔

۱۔مطابقت:

راجع: ۴۳۴

۲۔اطراف:

راجع: ۱۵۷

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں۔ ان سب کا تعارف گذر چکا ہے۔

Marfat.com

۱۔محمد بن عبدالاعلیٰ: راجع:۵ ۲۔خالد بن حارث: راجع:۴۷

۳۔شعبہ: راجع:۱۱۰ ۴۔اعمش: راجع:۱۱۸

۵۔منذر: راجع:۱۵۷ ۶۔محمد بن حنفیہ: ایضاً

۷۔حضرت علی المرتضیٰ: راجع:۱۱۵

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سباعیات کے لحاظ سے ستتر (۷۷) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت صیغہ اخبار، حدثنا اور عنعنہ دو دو دفعہ جبکہ سمعت ایک دفعہ استعمال ہوا ہے۔

وضاحت: اس سند کی باقی خصوصیات فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج۲، ص۵۲۲ پر گذر چکی ہیں۔

لغات:

راجع:۱۵۷

حضرت سلیمان ان اعمش رضی اللہ عنہ کی دونوں سندوں کا فرق:

باب مذکور کی دونوں سندوں میں مدار سند حضرت سلیمان بن اعمش رضی اللہ عنہ ہیں، البتہ ان سے اوپر بھی دونوں اسناد میں اختلاف ہے، جو کہ حسب ذیل ہے۔

پہلی سند: حدیث نمبر۴۳۵ کی سند میں حضرت سلیمان اعمش رضی اللہ عنہ نے راویت کی۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت سے، انہوں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

دوسری سند: حدیث نمبر۴۳۶ میں حضرت سلیمان اعمش نے حضرت منذر سے، انہوں نے محمد بن حنفیہ سے اور انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

سند کا فرق: امام اعمش نے دونوں روایات دو مختلف شیوخ سے سماعت فرمائی ہیں، پہلی روایت حضرت حبیب بن ابی ثابت سے اور دوسری روایت حضرت منذر سے سماعت کی، پھر آگے دونوں شیوخ نے بھی مختلف شیوخ سے روایت کی ہے، اس طرح دونوں سندوں کا فرق واضح ہے۔

الِاخْتِلَافُ عَلَى بُكَيْرٍ

۴۳۷۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا :أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :أَرْسَلْتُ الْمِقْدَادَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ :تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ :مَخْرَمَةُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا

باب: حضرت بکیر بن اشج کی سند کا اختلاف

حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں:
میں نے حضرت مقداد کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مذی کے بارے میں پوچھنے کے لیے بھیجا، آپ نے فرمایا: وضو کرو اور شرمگاہ کو دھولو۔

حدیث کا منقطع ہونا:

امام نسائی فرماتے ہیں: حضرت مخرمہ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

۱۔ مطابقت:

راجع: ۴۳۴

۲۔ اطراف:

ایضاً

۳۔ تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، جن میں سے پانچ کا تعارف گزر چکا ہے، حضرت احمد بن عیسیٰ اور حضرت مخرمہ کے حالات زندگی لکھے جاتے ہیں۔

Marfat.com

۱۔احمد بن عیسیٰ:

آپ کا نام ابوعبداللہ احمد بن عیسیٰ بن حسان مصری عسکری (م:۲۴۳ھ) ہے، آپ تستری کے نصب سے مشہور ہیں، آپ رواۃ کے دسویں طبقہ سے صدوق، متکلم فیہ راوی ہیں، البتہ آپ پر جرح بعض شیوخ سے سماع کے کے حوالے سے ہے۔

موضوع یا منکر حدیث کے بارے میں نہیں ہے۔امام ابوحاتم فرماتے ہیں مجھے بتلایا گیا، کہ ابن تستری مصر میں تشریف لائے تو انہوں نے ابن وہب کی کتب اور حضرت المفضل بن فضالہ کی کتاب خریدی پھر یہ بغداد چلے گئے۔ان سے پوچھا گیا: کیا آپ نے حضرت مفضل سے حدیث سنی ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں اس لیے میں نے ان کی روایات نہیں لیتا۔اوران کی ابن وہب اور مفضل سے جو روایات ہیں وہ ثابت نہیں ہیں۔حضرت سعید بن عمرو برذعی فرماتے ہیں: امام مسلم نے اپنی صحیح میں جو روایت حضرت احمد بن عیسیٰ سے کی ہے، امام ابوزرعہ نے ان کا انکار کیا ہے۔اسی لیے مجھے یہ بھی بتلایا گیا ہے، کہ اہل مصران کے بارے میں شک کا اظہار کرتے ہیں۔اورزبان کی طرف اشارہ کرکے بتلاتے ہیں، گویا کہ احمد بن عیسیٰ جھوٹے ہیں، جبکہ امام نسائی، بغوی، ابن قانع اورابن عیسیٰ فرماتے ہیں:

ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام بخاری، مسلم، نسائی، اور ابن ماجہ آپ سے روایت کرتے ہیں سنن نسائی میں آپ سے دواحادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۲۔ابن وہب: راجع:۹

۳۔مخرمہ بن بکیر:

آپ کا نام ابوالمسور مخرمہ بن بکیر بن عبداللہ بن اشج قریشی مخزومی مدنی (م ۱۵۹ھ) ہے، آپ بنومخزوم کے غلام تھے، آپ رواۃ کے ساتویں طبقہ سے ثقہ، صدوق راوی ہیں، بعض نے آپ کوضعیف قرار دیا ہے، اکثریت آئمہ رجال کے نزدیک آپ کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں ہے، بلکہ جتنی روایات اپنے والد سے کرتے ہیں، وہ سب ان کی کتاب سے ہیں۔امام ابوداؤد فرماتے ہیں: حضرت مخرمہ نے اپنے والد سے صرف ایک حدیث حدیث وتر سے سماع کی ہے۔علامہ علی بن مدینی فرماتے ہیں: انہوں نے والد سے بہت تھوڑا سماع کیا ہے، امام بخاری (ادب المفرد)، مسلم، ابوداؤداورامام نسائی کی آپ سے روایت کرتے ہیں سنن نسائی میں آپ سے چودہ (۱۴) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۲)

۱۔ i۔تہذیب التہذیب، ج۱، ص۶۴۔۶۵ ii۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۲۶
iii۔الجرح والتعدیل، ج۱، ص۶۴ iv۔تاریخ بغداد، ج۴، ص۲۷۲
v۔الثقات، ج۸، ص۱۵

۲۔ i۔تہذیب الکمال، ج۲۷، ۳۲۶ ii۔تاریخ الدوری، ج۲، ص۵۵۳

Marfat.com

۴۔ بکیر: راجع: ۲۱۱ ۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس: راجع: ۱۳۲

۶۔ حضرت علی المرتضٰی: راجع: ۱۱۵

۴۔ حکم روایت:

یہ روایت اس سند سے دو وجہ سے ضعیف ہے، ایک تو احمد بن عیسیٰ نے حضرت عبداللہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور دوسری حضرت مخرمہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے، جبکہ دونوں کا سماع ثابت نہیں ہے، اس لیے کہ سند منقطع ہے۔ البتہ یہ حدیث مبارکہ دیگر شواہد و متابعات کی بناء پر صحیح ہے۔

۵۔ خصوصیات سند:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سباعیات کے اعتبار سے یہ اٹھہتر (۷۸) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ یہ مسلسل تیسری روایت سباعیات میں سے ہیں۔

☆ یہ مسلسل چوتھی روایت حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

☆ سند کے اکثر راوی ثقہ اور کچھ صدوق ہیں۔

☆ سند کے پہلے دو راوی مصری، اگلے تین مدنی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مکی اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ مدنی کوفی ہیں۔

☆ حضرت احمد بن عیسیٰ اور حضرت مخرمہ سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت صیغہ اخبار دو دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ اور قال ایک دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔ لغات:

توضاء: تو وضو کر

انضح: تو دھو

فرج شرمگاہ

۴۳۸۔ أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: أَرْسَلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْمِقْدَادَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْمَذْيَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَغْسِلُ ذَكَرَهُ ثُمَّ لِيَتَوَضَّأْ	حضرت سلیمان بن یسار کا بیان ہے: حضرت علی المرتضٰی بن ابی طالب نے حضرت مقداد کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا ہے، کہ وہ مذی والے شخص کے بارے میں پوچھیں؟ آپ نے فرمایا: وہ شرمگاہ کو دھوئے، پھر وضو کرے۔

Marfat.com

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

۲۔اطراف:

راجع:۴۳۴

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، ان میں سے چھ کا تعارف گزر چکا ہے، حضرت مقداد کے حالات زندگی سپرد قلم کیے جارہے ہیں:

۱۔سوید بن نصر: راجع:۵۵ ۲۔عبداللہ بن مبارک: راجع:۲۲۹

۲۔لیث بن سعد: راجع۱۲۴ ۳۔بکیر بن اشج: راجع:۲۱۱

۵۔سلیمان بن یسار: راجع:۱۵۶ ۶۔حضرت علی المرضیٰ: راجع:۱۱۵

۷۔حضرت مقداد بن عمرو: راجع:۱۵۳

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ اس سند سے مرسل اور باقی شواہد ومتابعات کی بناء پر صحیح ہے۔

حدیث کے متصل یا مرسل ہونے کا قاعدہ:

آئمہ حدیث کے نزدیک قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی حدیث بیان کرے، جس میں کسی قصہ یا واقعہ کو بیان کیا گیا ہے ،تو اس راوی نے مروی عنہ کا زمانہ پایا ہوتو وہ روایت متصل ہوتی ہے۔اور اگر زمانہ نہ پایا ہوتو وہ روایت مرسل یا منقطع ہوتی ہے، اس بارے میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وکل من ادرك ماله روی متصل وغیرہ قطعا حوی(۱)

جو راوی ایسی حدیث بیان کرے، جس میں کسی قصہ یا واقع کو بیان کیا گیا ہے، اگر اس نے اس کا زمانہ پایا ہے تو وہ حدیث متصل ہے، وگرنہ مقطوع ہے۔

حدیث مذکور کا مرسل ہونا:

حدیث مذکور کی سند مرسل ہے، کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت مقداد کو جو بھیجا ہے، یہ ایک واقعہ ہے، جبکہ حضرت

۱۔ ذخیرۃ العقبیٰ، ج ۵، ص ۴۱۱

Marfat.com

سلیمان بن یسار تابعی ہیں، اور وہ اس واقعہ کے وقت موجود نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔

یہ حدیث مبارکہ مرسل ہے۔

۵۔ خصوصیات سند:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سباعیات کے اعتبار سے یہ ایک سو اناسی (۱۷۹) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ یہ مسلسل چوتھی روایت سباعیات میں سے ہے۔

☆ سند کے پہلے دو راوی مروزی، تیسرے مصری باقی سارے مدنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدنی کوفی ہیں۔

☆ سند میں دو صحابی راوی ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، انبانا اور قال ایک ایک دفعہ، جبکہ عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

لغات:

راجع: ۴۳۴

۴۳۹۔ أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ :قُرِءَ عَلَى مَالِكٍ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنَ الْمَرْأَةِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ -فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ -فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ .فَقَالَ :إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کہ اس آدمی کے بارے میں، جو اپنی زوجہ کے قریب ہوتا ہے اور مذی نکلتی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ کیونکہ میرے نکاح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں، اس لئے مجھے پوچھتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ (حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو ایسی صورت حال پیش آئے، تو وہ اپنی شرمگاہ دھوئے، اور نماز جیسا وضو کرے۔

Marfat.com

۱۔مطابقت :

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

۲۔اطراف:

راجع:۱۵۶

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں،ان سب کا تعارف گزر چکا ہے۔

۱۔عتبہ بن عبداللہ: راجع:۹۸ ۲۔مالک: راجع:۱۱۷

۳۔ابونفر: راجع:۱۲۱ ۴۔سلیمان بن یسار: راجع:۱۵۶

۵۔حضرت مقداد بن اسود: راجع:۱۵۳ ۶۔حضرت علی المرتضٰی: راجع:۱۱۵

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

اسناد کا فرق:

درج ذیل روایات ایک ہی حدیث کی مختلف سندیں ہیں۔پہلی دو روایات میں بکیر سے اوپر والی سند مختلف ہے۔پہلی روایت میں بکیر کے استاد سلیمان بن یسار ہیں جو حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں۔دوسری روایت میں حضرت بکیر کے استاد تو سلیمان بن یسار ہیں پر وہ یہ روات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر بیان کرتے ہیں۔تیسری روایت میں سلیمان بن یسار حضت مقداد بن اسود سے حدیث بیان کرتے ہیں۔تیسری روایت میں بکیر کا ذکر نہیں ہے۔امام نسائی اسے صرف تائید کے لیے لائے ہیں۔ان روایات میں ایک اور اختلاف ہے،پہلی اور تیسری روایت میں (نضح) کا ذکر ہے جب کہ دوسری روایت میں (غسل) کا ذکر۔امام ابوعبدالرحمٰن نسائی فرماتے ہیں کہ مخرمہ بن بکیر نے اپنے والد بکیر سے کوئی حدیث نہیں سنی،گویا یہ روایت منقطع ہے،البتہ بہت سے محدثین اس روایت کو متصل سمجھتے ہیں۔ان کے نزدیک مخرمہ کا ان کے والد سے سماع صحیح ہے۔خیر جو بھی صورت ہو متن صحیح ہے کیونکہ وہ متصل اور صحیح سند سے بھی مروی ہے۔مقصود اسانید کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے۔اسے ضعف لازم نہیں آتا۔واللہ اعلم۔(۱)

۱۔ سنن نسائی (فوائد)،ج۱،ص۴۲۹

Marfat.com

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو تراسی (۱۸۳) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، البتہ حضرت عتبہ صدوق ہیں۔

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے یہ مسلسل چھٹی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا اسمع ایک ایک دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

وضاحت: اس سند کی باقی خصوصیات فیوض الراھی فی شرح سنن النسائی ج ۲، ص ۵۱۶ پر گزر چکی ہے۔

لغات:

راجع: ۱۵۶

۷۔مسائل ونصائح:

مذکور بالا حدیث کی شرح مفصل شرح فیوض الراھی فی شرح سنن النسائی، ج ۲، ص ۵۲۳۔۵۲۴ پر گزر چکی ہے، وہاں اس شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

مذی، ودی اور منی کی تعریفات اور حکم، مذی میں عدم وجوب غسل کے میعار کا بیان، حالت نماز میں انزال سالم نہ ہو تو حکم غسل خروج منی سے ہے نہ کہ خروج مذی میں، خروج مذی پر وضو کا وجوب اور بیوی کے والد کا احترام۔

۸۔خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال یہ ہے کہ مذی نکلنے سے وضو لازم ہوتا ہے، اور جس جگہ مذی لگی ہے، اس کا دھونا بھی ضروری ہے۔

☆ مذی، ودی اور منی کی تعریفات درج ذیل ہیں:

مذی کی تعریف:

وہ لیسدار مادہ جو شہوت کے وقت بغیر جوش کے شرمگاہ سے نکلتا ہے۔

ودی کی تعریف:

وہ تری جو پیشاب کے بعد شرمگاہ سے نکلے۔

Marfat.com

منی کی تعریف:

☆ وہ گاڑھا مادہ جو شدت شہوت کے وقت شرمگاہ سے اچھل کر نکلے۔

منی، مذی اور ودی کے مسائل:

۱۔ مذی اور ودی سے وضو واجب ہوتا ہے، جبکہ منی سے غسل واجب ہوتا ہے، البتہ ان تینوں قسم کے مادوں کو جسم اور کپڑے سے دھو کر یا کھرچ کر دور کرنا واجب ہوتا ہے۔

۲۔ مذی، ودی اور منی تینوں قسم کے مادے ناپاک ہیں۔

۳۔ ان احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ فتویٰ پوچھنے کے لئے حکایت جائز ہے۔

۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عمل سے ثابت ہوا کہ میاں بیوی کے باہمی معاملات کو سسرالیوں کے سامنے ذکر نہ کرنا چاہئے۔(۱)

بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ — باب ۲۹: نیند کی وجہ سے وضو کرنے کا حکم

ایسی نیند جو لیٹ کر ہو، یا سرین زمین سے اٹھ جائیں یا جو غفلت والی ہو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور دوبارہ کرنا لازمی ہوتا ہے، امام نسائی نے یہ باب کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۱۱۶) پر بھی قائم فرمایا ہے۔ وہاں پر ایک حدیث مبارکہ سے استدلال فرمایا تھا، اور یہاں پر تین احادیث مبارکہ سے استنباط کیا ہے۔ پچھلے باب میں مذی کی وجہ سے وضو کرنے کا بیان تھا، اور اس باب میں نیند کی وجہ سے وضو کرنے کا حکم بیان ہوا ہے۔

۴۴۰۔ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ :حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ :حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ :حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ :حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا؛ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی رات کو اٹھے، تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے، یہاں تک کہ وہ اس پر دو یا تین دفعہ پانی ڈال لے۔ کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا، کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت بطریق استدلال حسب ذیل ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند سے بیدار ہونے پر دو یا تین مرتبہ ہاتھ دھونے کا حکم فرمایا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ہاتھ حکماً

Marfat.com

ناپاک، جب ہاتھ ناپاک ہے، تو وضو ہی ختم ہو گیا، جس سے وضو کرنے کا حکم عبارۃ النص سے ثابت ہے۔(۱)

۲۔اطراف:

ترمذی:۲۴، ابن ماجہ:۳۹۳، احمد:۱۰۵۰۲، تحفۃ الاشراف:۱۳۱۸۹

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں چھ راوی ہیں، ان سب کا تعارف گزر چکا ہے۔

۱۔عمران بن یزید: راجع:۴۲۱

۲۔اسماعیل بن عبداللہ: راجع:۵۶

۳۔اوزاعی: راجع:۱۷۴

۴۔زہری: راجع:۱۱۶

۵۔سعید بن مسیب: راجع:۱۶۰

۶۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: راجع:۱۱۰

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو چوراسی (۱۸۴) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ اجل ہیں، البتہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کو اکثر نے صدوق قرار دیا ہے۔

☆ سند کے پہلے اور تیسرے راوی دمشقی، دوسرے، رملی اور باقی سارے مدنی ہیں۔

☆ امام اوزاعی، امام زہری، امام سعید، تینوں اجل آئمہ حدیث میں سے ہیں۔

☆ حضرت سعید بن مسیب فقہاء مدینہ منورہ اور تابعین کے سرخیل ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ اور صیغہ تحدیث پانچ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

☆ سند کے سارے الفاظ روایت معتبر ترین ہیں۔

لغات:

راجع:۱۶۱

Marfat.com

۴۴۱۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ :حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى، ثُمَّ اضْطَجَعَ وَرَقَدَ، فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ مُخْتَصَرٌ

حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان ہے:

ایک رات میں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، میں آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھے دائیں جانب کھڑا کر دیا، آپ نماز پڑھتے رہے، پھر آپ ﷺ پہلو کے بل سو گئے، موذن آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا امام نسائی فرماتے ہیں یہ روایت مختصر ہے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی عنوان کے ساتھ مطابقت حسب ذیل ہے:

حضور ﷺ سوئے، اور اٹھ کر نماز پڑھی، اور وضو نہ فرمایا۔

امام نسائی نے اس سے یہ واضح کیا ہے، کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی نیند ناقض وضو نہیں ہے، جبکہ ہماری نماز نیند ناقض وضو ہے، اس طرح بطریق استنباط حدیث کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت ہے۔

۲۔ اطراف:

تقدیم : ۱۶۱۹، بخاری : ۱۱۷، ۱۳۸۔ ۱۸۳۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۷۲۶۔ ۷۲۸۔ ۸۵۹۔ ۲۹۹۔ ۱۱۹۸۔ ۴۵۶۹۔ ۴۵۷۰۔ ۴۵۷۱۔ ۴۵۷۲۔ ۵۹۱۹۔ ۶۲۱۵۔ ۶۳۱۶۔ ۷۴۵۲، صحیح مسلم: ۷۶۳۔ سنن ابوداؤد: ۶۱۰، شمائل ترمذی: ۵، السنن الکبریٰ للنسائی: ۱۳۴۱۔ ۱۳۳۷، سنن ابن ماجہ: ۱۳۶۳، مسند احمد، ج ۱، ص ۳۴۱، طبع قدیم، مسند احمد: ۳۱۷۵، ج ۵، ص ۲۵۸

تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں پانچ راوی ہیں، جن میں سے چار کا تعارف گزر چکا ہے، حضرت داؤد عبدالرحمٰن کے حالات زندگی لکھے جا رہے ہیں۔

۱۔ قتیبہ: راجع: ۱۱۸

۲۔ داؤد:

آپ کا نام ابوسلیمان داؤد بن عبدالرحمان عطاری، عبدی مکی (م: ۱۷۴/۱۷۵ھ) ہے، آپ کی ولادت ۱۰۰ھ میں ہوئی، آپ رواۃ کے آٹھویں طبقہ سے ثقہ راوی ہیں۔ آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں، سنن نسائی میں آپ سے پانچ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ (۱)

۱۔ i۔ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۴۹۸ ii۔ الثقات، ج ۶، ص ۲۸۶

Marfat.com

۳۔عمرو: راجع:۱۵۴ ۴۔کریب: راجع:۲۵۶

۵۔حضرت عبداللہ بن عباس: راجع:۱۳۲

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح متفق علیہ ہے۔

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو پچپن (۱۵۵) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی بغدادی اور باقی سارے مکی ہیں۔

☆ یہ غلام (کریب) کی اپنے آقا (ابن عباس) سے روایت ہے۔

☆ حضرت داؤد بن عبدالرحمان سے سنن نسائی میں یہ پہلی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا اور حدثنا ایک ایک دفعہ، جبکہ عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

لغات:

صلیت :	میں نے نماز پڑھی
ذات لیلة :	ایک رات
قمت :	میں کھڑا ہوا۔
یسار :	بائیں۔
یمین:	دائیں۔
جعلنی :	آپ نے مجھے کھڑا کر دیا۔
اضطجع:	آپ پہلو کے بل لیٹے۔
رقد:	آپ سو گئے۔
جاء:	وہ ایک شخص آیا۔
الموذن :	اذان دینے والا

Marfat.com

لم یتوضنا : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو نہ کیا۔

۴۴۲۔ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطُّفَاوِيُّ قَالَ :حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَرْقُدْ

حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تم میں سے کسی شخص کو نماز میں اونگھ آئے ، اسے چاہیے کہ وہ نماز چھوڑ دے اور سو جائے۔

مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ بطریق استدلال حسب ذیل ہے:

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونگھ آنے والے کو نماز ختم کر کے سونے کا حکم دیا ہے، اونگھ بھی نیند کی ابتدائی حالت ہے۔

۲۔اطراف:

بخاری:۲۱۳، مسند ابو یعلی:۲۸۰۰۔۲۸۰۲، احمد:۱۱۹۷۱، تحفۃ الاشراف:۹۵۳

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں پانچ راوی ہیں جن میں سے چار کا تعارف گزر چکا ہے، حضرت محمد بن عبدالرحمان کے حالات زندگی لکھے جا رہے ہیں۔

۱۔یعقوب بن ابراہیم: راجع:۲۲ ۲۔ایوب: راجع:۱۶۲

۳۔ابو قلابہ: راجع:۳۲۱ ۴۔حضرت انس بن مالک: راجع:۱۳۱

۲۔محمد بن عبدالرحمان:

آپ کا نام ابو منذر محمد بن عبدالرحمان طفاوی بصری (م:۱۸۹ھ) ہے، آپ رواۃ کے آٹھویں طبقہ سے ثقہ صدوق ہیں، البتہ وہم کا شکار ہو گئے تھے، امام بخاری، ابو داؤد، ترمذی اور امام نسائی آپ سے روایت کرتے ہیں، آپ سے سنن نسائی میں دو احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے اور امام بخاری نے اسے روایت کیا ہے۔

۱۔ i۔تاریخ الدوری، ج۲، ص۵۲۷ ii۔تاریخ بغداد، ج۲، ص۳۰۸

Marfat.com

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو چھپن (۱۵۶) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی کوفی، اور باقی سارے بصری ہیں۔

☆ حضرت انس بن مالک خاص خادم رسول ہیں، آپ بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی رسول ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ، حدثنا اور عنعنہ دو دو دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

نعس: اس ایک آدمی کو اونگھ آئی۔

لینصرف: اسے چاہیے وہ چلا جائے، یعنی نماز ختم کردے۔

لیرقد: اسے چاہیے وہ سو جائے۔

۷۔مسائل ونصائح:

نیند کے ناقض وضو ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تفصیلی بحث فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، ج ۲، ص ۵۵۵۔ ۵۶۱ پر گذر چکی ہے۔، وہاں اس شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں

نیند کے ناقض وضو ہونے یا عدم ناقض ہونے کی مکمل تفصیل، نیند اونگھنے کے ضمنی مسائل، نیند کے ناقض وضو ہونے کا بیان ،نیند حکمی ناقض وضو ہے، بیٹھنے والے کی نیند وضو نہیں توڑتی، سجدہ میں نیند ناقض وضو نہیں، نیند کے بارے میں قاعدہ فقہیہ،

☆ اونگھ کے بارے میں احادیث کی شرح فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی ج ۲، ص ۵۶۷۔ ۵۷۱ پر گزر چکی ہے، وہاں پر اس شرح کے عنوانات حسب ذیل ہیں۔

☆ اونگھ کے بارے میں امام بخاری کی دو روایات، اونگھ سے وضو کا نہ ٹوٹنا، نیند سے وضو ٹوٹنے میں مذاہب اور ان کے دلائل۔

حدیث ابن عباس کی مکمل عبارت:

حدیث الباب کے بارے میں امام نسائی نے کہا ہے: یہ حدیث مختصر ہے، اس حدیث کو امام مسلم نے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے:

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہاں تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے۔ قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ منہ دھوئے پھر سو گئے پھر دوبارہ اٹھے اور مشکیزہ کے پاس آ کر اس کا منہ کھولا ، پھر دوبارہ وضو کیا، پانی زیادہ نہیں بہایا لیکن مکمل وضو فرمایا۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی، میں بھی اٹھا اور انگڑا ئی لی تا کہ حضور یہ گمان نہ کریں کہ میں آپ کے احوال کے تجسس کے لیے بیدار ہوا ہوں۔ میں وضو کرنے کے بعد آپ کی بائیں جانب نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھوما کے اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت پڑھنے کے بعد لیٹ کر سو گئے، حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے اور آپ جب بھی سوتے تھے خراٹے لیتے تھے، اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور آپ کی نماز (فجر) کی خبر دی۔ آپ نے کھڑے ہو کر بغیر وضو کیے نماز سنت فجر پڑھی اور یہ دعا مانگی: اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے میری آنکھوں میں نور پیدا کر دے، میرے کانوں میں نور پیدا کر دے، میرے دائیں نور کر دے میرے بائیں نور کر دے، میرے اوپر نور کر دے، میرے نیچے نور کر دے، میرے سامنے نور کر دے، اور میرے پس پشت نور کر دے۔ (راوی) کریب بیان کرتے ہیں کہ آپ نے سات کلمات اور فرمائے تھے جنہیں میں بھول گیا ہوں، پھر میری ملاقات حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ کی اولاد میں سے بعض لوگوں سے ہوئی تو انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ سات کلمات یہ تھے (اے اللہ!) میرے پٹھوں، میرے گوشت، میرے خون میرے بال، میری کھال، (کو نور کر دے) ان کلمات کے علاوہ دو کلموں کا اور ذکر کیا تھا۔ (۱)

حدیث مذکور سے شارح بخاری و مسلم، مفسر قرآن و مصنف تبیان القرآن و تبیان الفرقان علامہ غلام رسول سعیدی نے انہتر مسائل شرعیہ کا استخراج کیا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ کر نیند فرمائیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ آپ نے موذن کے جگانے پر بغیر وضو کیے سنت فجر پڑھیں۔ اور صحابہ کو جماعت کرائی، باقی انبیاء علیہم السلام کی نیند کا بھی یہی حکم ہے انبیاء علیہم السلام نیند کی حالت میں بیدار رہتے ہیں تا کہ حالتِ نیند میں حاصل ہونیوالی وحی کو محفوظ رکھ سکیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں ذبح اسماعیل کا صورۃ حکم ہوا اسی لیے کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ اگر یہ اعتراض مان لیا جائے کہ ان احادیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ نے نیند سے اٹھ کر وضو کیا اس لیے نیند سے وضو کا ٹوٹنا ثابت ہوگا۔ بلکہ جواب یہ ہے کہ وضو کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے حدث (وضو نہ ہونا) کی بھی پر وضو کیا، بعض اوقات فضلیت کے حصول کے لئے وضو کے باوجود وضو کیا جاتا ہے، دوسرا

۱۔ شرح صحیح مسلم، ج ۲، ص ۵۱۱۔۵۱۲

Marfat.com

جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے سونے سے پہلے ہی آپ بے وضو ہوا اس لیے نیند سے اٹھ کر وضو کیا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ سو کر اٹھنے کے بعد آپ نے وضو اس وقت کیا ہے جب اٹھ کر پہلے پیشاب کیا ہے چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ عینی نے فرمایا نیند کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں بعض احوال میں نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض میں نہیں ٹوٹتا۔ لیکن ہمارا نزدیک یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ نے مطلقاً بغیر کسی قید کے فرمایا ہے میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ نابالغ بچے کا اپنے محرم کے گھر رات گزارنا جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری۔ صحابہ کا علم دین کے حصول کا شوق۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کو دین قرار دینا کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے معمولات کے مشاہدے کے لیے وہاں رات گزاری تھی علم دین کی لگن میں رات جاگ کر گزارنا جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رات جاگ کر گزاری۔ نابالغ محرم کا زوجین کے ساتھ ایک بستر سو جانا یا لیٹ جانا۔ جیسا بستر کے عرض میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ لیٹ گئے تھے عشاء کی نماز کے بعد شوہر کا اپنی اہلیہ سے موانست کی خاطر یا امور دین میں گفتگو کرنے کا جواز کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے بعد کچھ دیر حضرت میمونہ سے باتیں کیں۔ البتہ فضول اور بے کار قصہ کہانیوں میں رات گزارنا مکروہ ہے۔ جس سے صبح کی نماز قضا ہو جانے کا خطرہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور حسن اخلاق کا اظہار کیونکہ آپ کے بغیر برا منائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیٹایا یہ صلہ رحمی کا ثبوت ہے کیونکہ صلہ رحمی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ رشتے داروں سے ملنے جلنے کو قائم رکھا جائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فضلیت کے انہوں نے محبت رسول میں رات جاگ کر گزاری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کرنا نوافل کی جماعت کا صحیح ہونا ، ہر چند یہاں صرف ایک ہی شخص کی اقتداء کا ذکر ہے۔ اور ترمذی شریف میں حضرت انس کے گھر ایک دعوت کے موقع پر حضرت انس ، یتیم اور ان کی دادی کی اقتداء کا ذکر ہے۔ اس سے فقہاء حنیفہ کے نوافل کی جماعت میں زیادہ سے زیادہ تین آدمیوں کے شمول کو بلا کراہت جائز قرار دیا ہے۔ اور چار آدمیوں کا نفل کی جماعت شامل ہونا بلا اتفاق مکروہ تنزیہی ہے، امام کا ایک مقتدی کے ساتھ نماز پڑھانا۔ صحت امانت اور جماعت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ امام کسی کو نماز پڑھانے کی نیت کرے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز پڑھ رہے تھے اور بعد میں بغیر کسی پیشگی منصوبہ کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ نابالغ شخص کی نماز اور اس کا مقتدی ہونا صحیح ہے۔ اگر مقتدی صرف ایک ہو تو وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بائیں جانب سے ہٹا کر دائیں جانب کھڑا کیا۔ مقتدی کسی حال میں امام پر مقدم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو اپنے پیچھے سے پکڑ کر دائیں جانب کھڑا کیا ورنہ آگے سے کھینچ کر دائیں جانب لانا آسان تھا۔ نماز میں عمل قلیل کا جائز ہونا، عالم کا فرض کہ اگر حالت نماز میں بھی کسی غلط کام کی اصلاح کرسکتا ہو تو کر دے جیسا کہ آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اونگھ آتی تو آپ ان کا کان مروڑ دیتے۔ بچوں کو ادب سکھانے اور گوشمالی کا ثبوت امام کا موذن کا نماز

Marfat.com

کے وقت پر مطلع کرنا جیسے حضرت بلال نماز فجر کے وقت آکر آپ کو جگاتے تھے۔ امام کا موذن اطلاع پر اٹھ جانا نفل فرض کو ایک وضو کے ساتھ پڑھنا تہجد پڑھنے کے بعد کروٹ کے بل لیٹنا، تہجد کی نماز پہلے آپ پر واجب تھی اور صحیح یہ ہے کہ بعد میں اس کا وجوب منسوح ہوگا۔ عالم کے ساتھ رات گزارنا تاکہ عالم اور استاذ کے احوال پر مطلع ہو کہ اپنے علم میں اضافہ کرے۔ استاذ عالم دین یا شیخ کے ساتھ رات اس لیے گزارنا کہ شاید اس کی کسی خدمت کا موقع نصیب ہو۔ علوم فی السند کا حاصل کرنا یا براہ راست بلاواسطہ حصول علم کا شوق کرنا ورنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت میمونہ سے پوچھ کر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات معلوم کر سکتے تھے۔ نفل میں بھی فرض کی طرح گفتگو کرنا حرام ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرب ابن عباس رضی اللہ عنہ کو زبانی بھی دائیں جانب کھڑے ہونے کا مسئلہ بتا سکتے تھے۔ طریق ادب یہ ہے کہ مقتدی امام کے، تلمیذ استاذ کے اور چھوٹے بڑے کے دائیں جانب بیٹھے۔ جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات بیدار ہونے کے بعد آل عمران کی آخری آیات تلاوت کیں۔ اور اس کے بعد وضو کیا۔ بخاری میں اس طرح ہے۔ بے وضو شخص قرآن کریم پڑھ سکتا ہے، البتہ جنبی شخص اور حائضہ عورت نہیں پڑھ سکتی۔ تہجد پڑھنے والا شخص وتر تہجد کے بعد پڑھے کیونکہ آپ نے ایسا ہی کیا تھا۔ نفل نمازیں رکوع اور سجدہ کے اندر دعا مانگنے کا جواز کیونکہ آپ نے رکوع اور سجدہ میں دعا کی دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا۔ دعاؤں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعضاء میں نورانیت کے حصول کی دعا کی حالانکہ آپ کے اعضاء میں نورانیت پہلے بھی موجود تھی اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کی جو نعمت حاصل ہو پھر بھی اس نعمت کے لیے دعا کرے تاکہ اس نعمت میں دوام اور ترقی حاصل ہو تہجد کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنا جس طرح ان حدیث میں ذکر کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز مختلف تعداد مثلاً چار سے لے کر بارہ رکعات تک پڑھی ہیں تاکہ امت کو عمل کرنے اور آپ کی اقتداء کرنے میں آسانی ہو۔ جو شخص جتنی رکعات سہولت کے ساتھ پڑھ سکے پڑھ لے اس کو آپ کی اقتداء حاصل ہو جائے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکعات تہجد مختلف اوقات مختلف تعداد میں پڑھی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تہجد آپ پر فرض نہ تھی کیونکہ اگر تہجد فرض ہوتی تو اس کی رکعات متعین ہوتی۔ جس طرح باقی فرائض متعین ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلیہ سے گفتگو بھی کی رات کو آرام بھی کیا نیند بھی کی اور نوافل بھی پڑھے اور یہی دین فطرت ہے کہ مخلوق اور خالق دونوں کے حقوق ادا کیے جائیں اور اپنے نفس کا حق بھی ادا کیا جائے۔ نیند سے بیدار ہو کر اواخر آل عمران کی تلاوت کرنا سنت ہے۔ صبح کی دو رکعت سنت کو اختصار کے ساتھ پڑھنا کیونکہ آپ ایسا ہی کرتے تھے۔ تہجد کی نماز میں پہلے دو رکعت کو اختصار کے ساتھ پڑھنا دوسری دوگانہ کو بہت لمبا قیام اور اس کے مناسب رکوع وسجود کے ساتھ پڑھنا پھر بتدریج طول کو کم کرنا یہ بات زیاد بن خالد جہنی کی روایت میں ہے۔ تہجد کی نماز کے لیے جو وضو کرے اس میں بھی دائما مسواک کرے کیونکہ آپ ایسا ہی کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ام

Marfat.com

المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے موجود ہونے کے باوجود وضو اور استنجاء کے لیے پانی خود فراہم کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی نجی ضروریات کے کام خود کرنے چاہیے۔ بلاضرورت عبادت ہیں غیر سے مدد نہیں لینی چاہیے اپنی اہلیہ یا خادم کو بلاضرورت نہیں اٹھانا چاہیے۔ وضو کرنے میں ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا اسراف اور ممنوع ہے۔ کیونکہ ان احادیث میں بار بار ذکر ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے وقت زیادہ پانی نہیں گرایا۔ حتیٰ الامکان لوگوں کو بدگمانی کے اسباب سے بچانا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیدار ہونے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے انگڑائی لی تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ سمجھیں کہ وہ تجسس کی خاطر جاگتے رہے تھے کیونکہ دوسروں کی ٹوہ میں رہنا ممنوع ہے۔ شب معلوم کرنا چاہتے تھے۔ نیند سے اٹھ کر آنکھیں ملنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کیونکہ آپ نے اس میں خراٹے لیتے تھے۔ نماز میں اونگھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اونگھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن عباس کو کان مروڑ دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں بھی مقتدیوں کے احوال سے باخبر رہتے تھے اور جو چیز لائق اصلاح ہوتی حالت نماز میں بھی اس کی اصلاح کر دیتے تھے۔ اگر سوتے ہیں تو پیشاب آئے تو پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ منہ دھو کر سونا چاہیے۔ کیونکہ آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے وقت برتن جھکا کر اس سے پانی لیا اس سے معلوم ہوا کہ نیند سے اٹھ کر ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا تھا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو مجھے اٹھا دیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس کو ان احوال کے مشاہدہ کے شدید اشتیاق تھا کیونکہ انہوں نے خود جاگنے کے ارادہ کے باوجود ام المومنین سے اٹھانے کے لیے کہا۔ بغیر سبب کے اپنے نفس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے نیکی کے کام میں دوسروں سے مدد لینا چاہیے۔ نماز سے تہجد کی خاطر اٹھنے کے لیے گھڑی کا الارم لگانے کا جواز بھی اس سے ثابت ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں سادگی کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ آپ نے ایک پرانے اور سالخوردہ مشکیزہ سے پانی لے کر وضو فرمایا۔ چاہتے تو گھر میں کیا کچھ نہیں رکھ سکتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا فکر اختیاری تھا۔ تہجد کے نماز شروع کرنے سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے۔ جن ضرورت دین پر ایمان لانا ضروری ہے مثلاً قیامت اور حشر ونشر وغیرہ ان کا ظہار کرے اپنی عبودیت اور احتیاج کا اعتراف کرے۔ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر ان کی معافی چاہے اور اللہ کی اطاعت کا اقرار کرے تا کہ ایمان اور اسلام کی تجدید اور توبہ کے ذریعے اپنے گناہوں کو دھونے کے بعد پاک صاف ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارہ گاہ میں کھڑا ہو۔ کیونکہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ کلمات فرماتے ہیں۔ اللھم لك الحمد انت نور السموٰت والارض (الحدیث) حدیث نمبر ۱۷۰۵ میں ان کلمات کا ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گناہوں کا اعتراف کرنا اور معافی چاہنا یا اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے کے لیے کیونکہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے واستغفرہ فرما کر آپ کو توبہ کا حکم دیا ہے یا تواضع اور انکساری کی وجہ سے یا تعلیم امت کے لیے اس بحث کی پوری تفصیل ہم ان شاءاللہ باب الدعوات میں ذکر کریں گے علامہ بدرالدین عینی نے اس حدیث سے چھبیس احکام شرعیہ مستنبط کیے ہیں جن میں اکیس فوائد ہم نے ذکر کر دیے ہیں اور تینتالیس فوائد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم خاص سے مجھ پر منکشف کیے ہیں وللہ الحمد علی ذلک، علامہ عینی کے ذکر کردہ جن پانچ فوائد کو ہم نے ذکر نہیں کیا ان میں سے ایک ہماری نظر میں صحیح نہیں اور چار بالکل ظاہر تھے۔ان کی تفصیل یہ ہے۔کسی شخص کی زوجہ کے ساتھ اس کے گھر میں قیام کرنا نابالغ کا بالغ کی اقتداء میں نماز پڑھنا کم از کم وضو بھی کافی ہونا جبکہ اعضاء کو پوری طرح دھولیا جائے اور یہ ایک ایک بار ہے امام کا موذن سے خبر سن کر اس کے ساتھ نماز کے جانا ۔معمولی نیند سے وضو کا نہ ٹوٹنا۔اس فائدہ سے علامہ عینی بھی مطمئن نہیں ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نیند میں خراٹے لے رہے تھے اور جس نیند میں خراٹے ہو وہ گہری نیند ہوتی ہے۔وہ معمولی اور خفیف نہیں ہوتی بہر حال اگر پانچ فوائد کو بھی ملا لیا جائے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے انہتر (۶۹) احکام شرعیہ مستنبط ہوئے اور یہ ہماری نظر میں ہیں ورنہ رسول اللہ ﷺ کے ایک ایک عمل میں جس قدر حکمتیں فوائد اور احکام شرعیہ ہوتے ہیں ان کو کما حقہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے۔(۱)

۸۔خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال:

باب مذکور کی احادیث سے امام نسائی کا استدلال حسب ذیل ہے:

اس حدیث مبارکہ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال یہ ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ نیند سے بیدار ہونے پر آپ ﷺ نے ہاتھ کو پانی والے برتن میں ڈالنے سے منع کیا ہے، جو کہ ناپاک ہونے کی وجہ سے ہے، جس سے وضو کا ختم ہونا معلوم ہوا۔

☆ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے استدلال اور حدیث مبارکہ سے مراد ایسی نیند ہے، جو لیٹ کر ہو۔یہ نیند بالاتفاق فقہاء کرام نواقض وضو میں سے ہے۔

☆ نماز کی حالت میں مسنون طریقہ پر رکوع، سجدہ یا قعدہ کی صورت میں نیند آنا ناقض وضو نہیں ہے۔

☆ اگر کوئی جان بوجھ کر نماز میں سوتا ہے، تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

☆ نماز کے علاوہ بغیر کسی سہارا کے زمین پر ٹکا ہوا ہونے کی صورت میں نیند، ناقض وضو نہیں ہے۔

☆ کسی دیوار، ستون، آدمی، اپنے ہاتھ یا دیگر اشیاء کے ساتھ ٹیک لگا کر سونے سے جب تک سیرین (پیٹھ) زمین پر ٹکی ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا، اگر سرین زمین سے اٹھ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔اسی طرح اگر سہارا کے ہٹانے سے وہ شخص گر جائے تو وضو ٹوٹ

۱۔ شرح صحیح مسلم، ج۲، ص۵۲۲۔۵۲۶

Marfat.com

جائے گا، اگر نہ گرے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

☆ نیند دو شرطوں کے ساتھ ناقض وضو ہے۔

۱۔ دونوں سرین زمین پر جمے ہوئے نہ ہوں۔

۲۔ ایسی پشت پر سوئے کہ غافل ہو کر نیند آنے کو مانع نہ ہو۔

☆ ہوائی جہاز، بحری جہاز، ریل گاڑی، بسیں، کوسٹرز، کاریں اور دیگر ذرائع آمدورفت میں سیٹوں پر بیٹھ کر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ محض اونگھ آنے پر وضو نہیں ٹوٹے گا۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی نیند ناقض وضو نہیں ہے۔

اونگھ ناقض وضو ہے یا کہ نہیں؟

احادیث مبارکہ میں نیند کی تین حالتوں کے لئے تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جن کا مفہوم حسب ذیل ہے:

۱۔ النعسة: اونگھ: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے حواس قائم ہوں، وہ اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کی بات سن رہا ہو، لیکن اس کا مفہوم نہ سمجھ رہا ہو۔

۲۔ الخفقة: نیند کا جھونکا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اونگھ والی صورت حال بھی ہو، مزید اس کا سر نیچے کی طرف ہل رہا ہو، اور ٹھوڑی سینے پر لگ رہی ہو۔

۳۔ النوم: نیند: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے حواس برقرار نہ رہیں، اس کو ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کی آواز سنائی نہ دے، اس کی علامت خواب دیکھنا ہے، حالتِ خواب چاہے بڑا ہو یا چھوٹا۔

☆ مذکورہ میں سے علماء کے نزدیک پہلی حالت میں بالاتفاق وضو نہیں ٹوٹتا۔

☆ دوسری حالت اگر زمین پر مقعد رکھے ہوئی پیش آئی تو بھی بالاتفاق وضو نہ ٹوٹے گا۔

☆ تیسری حالت یعنی نوم کی صورت میں احناف اور شوافع کے نزدیک اگر مقعد زمین پر نہ ہو، یا پہلو کے بل سونے، ٹیک لگا کر سونے، اور اوندھے منہ سونے کی صورت میں نماز ٹوٹ جائے گی۔

☆ احناف کے ہاں نیند کی مذکورہ بالا صورت اگر دوران نماز پیش آجائے، تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

☆ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک ہلکی نیند ناقض وضو نہیں اور گہری نیند ناقض وضو ہے۔ ان کے نزدیک گہری نیند تھوڑی بھی ناقض وضو ہے، اور ہلکی نیند طویل بھی ناقض وضو نہیں ہے۔

☆ گہری نیند سے مراد ایسی حالت جس میں سوئے ہوئے شخص کو آوازوں یا اپنے ہاتھ سے گرنے والی چیزوں، یا اپنے

Marfat.com

ناک وغیرہ کے بہنے کا ادراک نہ ہو۔ اگر ان کا ادراک ہو پھر وہ ہلکی نیند ہے۔

☆ اگر نماز میں اونگھ آجائے تو نماز کو مختصر کر دینا چاہئے، حدیث مبارکہ سے یہی مراد ہے، اور نماز توڑ دینا مراد نہیں ہے۔

☆ اونگھ سے وضو ٹوٹتا ہے اور نہ ہی نماز ٹوٹتی ہے۔

☆ اونگھ آنے کی صورت میں اگر نماز کے وقت میں وسعت ہے، تو پھر بہتر یہی ہے کہ نماز ختم کر کے پہلے کچھ دیر کے لئے آرام کیا جائے، پھر نماز پڑھی جائے۔

☆ نماز حضور قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنی چاہئے۔

☆ اس حدیث مبارکہ میں فلینصرف کا حکم استحبابی ہے، وجوبی نہیں ہے۔

☆ حدیث مبارکہ میں ''فلینصرف'' کی علت لعلہ یدعو علی نفسہ ہے، اس وضاحت سے وضو کا نہ ٹوٹنا ثابت ہوا۔)

انبیاء کرام علیہ السلام کی نیند کا ناقض وضو نہ ہونا:

باب مذکور کی حدیث نمبر ۴۴۱ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کی نیند ناقض وضو نہیں ہے، کیونکہ انبیاء علیہ السلام کا نیند کی حالت میں بھی دل جاگ رہا ہوتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

باب ۳۰: عضو تناسل کو چھونے سے وضو کا ٹوٹنا

امام نسائی نے یہ باب کتاب الطھارۃ (باب نمبر ۱۱۸) میں بھی قائم کیا ہے، اسی طرح کتاب الطھارۃ میں اس کے باب نمبر (۱۱۹) وضو کے علاوہ نقض پر قائم کیا ہے، جس سے آپ کا مقصود فقہاء کرام کے دونوں موقفوں کو بیان کرنا ہے، فقہاء احناف کے نزدیک عضو تناسل یا مرد وعورت کا اپنی شرمگاہوں کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ امام نسائی کا رجحان اس طرف ہے کہ عضو تناسل کو چھونا نقض وضو ہے، پچھلے باب میں آلہ تناسل کو چھونے کی بناء پر وضو ٹوٹنے کا بیان ہے، اس باب میں امام نسائی نے چار احادیث مبارکہ سے استدلال فرمایا ہے۔

۴۴۳۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ عَلَى أَثَرِهِ -قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَلَمْ أُتْقِنْهُ -عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ بُسْرَةَ قَالَتْ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ

حضرت بسرہ بنت صفوان کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے، اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔

۱۔ مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔

۲۔ اطراف:

راجع: ۱۶۳

۳۔ تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں چار راوی ہیں اور ایک راویہ ہیں، ان سب کا تعارف گزر چکا ہے۔

۱۔ قتیبہ: راجع: ۱۱۸ ۲۔ سفیان: راجع: ۱۲۵

۳۔ عبداللہ: راجع: ۱۶۳ ۴۔ عروہ: راجع: ۱۴۶

۵۔ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا راجع: ۱۶۳

۴۔ حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

Marfat.com

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سوستاون (۱۵۷) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی بغلانی، دوسرے مکی اور باقی تین مدنی ہیں۔

☆ سند کی آخری راویہ صحابیہ ہیں۔

☆ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فقہاء سبعہ مدینہ منورہ میں سے ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا ایک دفعہ اور عنعنہ چار دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

راجع:۱۶۳

۴۴۴۔أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى فَرْجِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ

حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کو ہتھیلی سے چھوئے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ سے باب کے عنوان کی مطابقت واضح ہے۔

۲۔اطراف:

راجع:۱۶۳

۳۔تعارف رجال

اس روایت کی سند میں سات راوی ہیں، جن میں سے چھ کا تعارف گزر چکا ہے، حضرت محمد بن سواء کے حالاتِ زندگی سپردِ قلم کیے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

۱۔عمران بن موسیٰ: راجع:٦

۲۔محمد بن سواء:

آپ کا نام بوالخطاب محمد بن سواء بن عنبر مکفوف سدوسی عنبری بصری (م:۱۸۷ھ) ہے،عنبری نسبت دادا کی وجہ سے ہے، آپ کے دادا کی کنیت ابوکردم تھی، آپ رواۃ کے نویں طبقہ سے صدوق راوی ہیں، آپ قدریہ عقائد کی طرف مائل تھے۔آئمہ صحاح ستہ آپ سے روایت کرتے ہیں۔البتہ امام ابوداؤد نے کتاب الناسخ میں روایت بیان کی ہے،سنن نسائی میں آپ سے سات (۷) احادیث مبارکہ مروی ہیں۔(۱)

۳۔شعبہ: راجع:۱۱۱ ۴۔معمر: راجع:۱٦۱

۵۔زہری: راجع:۱۱٦ ٦۔عروہ: راجع:۱۴٦

۷۔حضرت بسرہ: راجع:۱٦۳

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ حسن صحیح ہے۔

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت سباعیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سباعیات کے اعتبار سے یہ اسی (۸۰) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، البتہ حضرت محمد بن سواء صدوق ہیں

☆ سند کے پہلے چار راوی بصری اور آخری تین مدنی ہیں۔

☆ سند کی آخری راویہ صحابیہ ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا ایک ایک دفعہ اور عنعنہ پانچ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

٦۔لغات:

راجع:۱٦۳

۱۔ i۔الثقات، ج۹،ص۱۲۵۔ ii۔تقریب التہذیب، ج۲،ص۱۷۸

Marfat.com

۴۴۵۔أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ :حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ قَالَ: الْوُضُوءُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ .فَقَالَ مَرْوَانُ :أَخْبَرَتْنِيهِ بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ فَأَرْسَلَ عُرْوَةُ قَالَتْ :ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ؟ فَقَالَ :مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

حضرت مروان بن حکم نے کہا: عضو تناسل کو چھونے سے وضو لازم آتا ہے، اور مجھے یہ حدیث حضرت بسرہ بنت صفوان نے سنائی ہے۔ حضرت عروہ نے حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی طرف کسی کو بھیجا، تو انہوں نے فرمایا: آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کا ذکر فرمایا: جن سے وضو لازم آتا ہے اور یہ بھی فرمایا: آلہ تناسل کو چھونے سے وضو لازم آتا ہے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت اس آخری جملہ میں ہے: آلہ تناسل کو چھونے سے وضو لازم آتا ہے۔

۲۔اطراف:

راجع: ۱۶۳؛

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں پانچ راوی اور ایک راویہ ہیں، ان سب کا تعارف گزر چکا ہے۔

۱۔قتیبہ: راجع: ۱۱۸ ۲۔لیث بن سعد: راجع: ۱۲۴

۳۔ابن شہاب: راجع: ۱۱۶ ۴۔عروہ بن زبیر: راجع: ۱۴۶

۵۔مروان بن حکم: راجع: ۱۶۳ ۶۔حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا: ایضاً

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت سداسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ سداسیات کے اعتبار سے یہ ایک سو پچاسی (۱۸۵) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے تمام راوی بغلانی، دوسرے مصری اور باقی سارے مدنی ہیں۔

Marfat.com

☆ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں ان سے مسلسل یہ تیسری مروی روایت ہے۔

☆ سند میں الفاظ روایت اخبرنا، حدثنا، قالت ایک ایک دفعہ اور عنعنہ تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

راجع:۱۶۳

۴۴۶۔أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ :حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ :أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّي حَتَّى يَتَوَضَّأَ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ :هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ هَذَا الْحَدِيثَ، وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ

حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو اپنے عضو تناسل کو چھوئے، وہ وضو کیے بغیر نماز نہ پڑھے۔

۱۔مطابقت:

حدیث مبارکہ کی باب کے عنوان کے ساتھ مطابقت بطریق استدلال حسب ذیل ہے۔

عضو تناسل کو چھونے والے کے لیے وضو کو لازم قرار دیا، جس سے واضح ہوا کہ عضو تناسل کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے،

امام نسائی فرماتے ہیں:

حضرت ہشام نے یہ حدیث اپنے باپ سے سماعت نہیں کی۔

۲۔اطراف:

راجع:۱۶۳

۳۔تعارف رجال:

اس روایت کی سند میں چار راوی اور ایک راویہ ہیں، ان سب کا تعارف گزر چکا ہے۔

۱۔اسحاق بن منصور: راجع:۸۸

۲۔یحییٰ بن سعید: راجع:۱۳۳

۳۔ہشام بن عروہ: راجع:۱۴۶

۴۔عروہ بن زبیر: ایضاً

۵۔حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا: راجع:۱۶۳

Marfat.com

۴۔حکم روایت:

یہ حدیث مبارکہ دیگر شواہد ومتابعات کی بناء پر صحیح ہے۔

۵۔خصوصیات سند:

☆ یہ روایت خماسیات امام نسائی میں سے ہے۔

☆ خماسیات کے اعتبار سے یہ ایک سواٹھاون (۱۵۸) ویں حدیث مبارکہ ہے۔

☆ سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

☆ سند کے پہلے راوی مروزی، دوسرے بصری اور باقی سارے مدنی ہیں

☆ حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے یہ مسلسل چوتھی حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ حضرت ہشام اور حضرت عروہ فقہاء سبعہ مدینہ منورہ میں سے ہیں۔

☆ سند میں الفاظ روایت صیغہ اخبار اور عنعنہ دو دو دفعہ اور حدثنا ایک دفعہ استعمال ہوا ہے۔

۶۔لغات:

راجع:۱۶۳

۷۔مسائل ونصائح:

شرمگاہ کو چھونے سے وضو کے ٹوٹنے یا نا ٹوٹنے کا مسئلہ فقہاء کرام کے درمیان بڑا معرکۃ الاراء مسئلہ ہے، جس کی مکمل بحث فیوض الزاھی فی شرح سنن نسائی، ج ۲، ص ۵۸۲۔۵۹۱ میں گزر چکی ہے۔ وہاں بحث کے مندرجہ جات حسب ذیل ہے۔

شرمگاہ اگلی یا پچھلی کا چھونا، نقض وضو یا علام نقض وضو کے بارے میں فقہاء کرام کا موقف اور دلائل، فقہاء احناف شافعیہ مالکیہ اور حنابلہ کے دلائل، مسئلہ مذکورہ کی مختلف صورتیں اور ان کا حکم، حدیث بسرہ رضی اللہ عنہا کی فنی حیثیت اس کے منسوخ اور نا قابل عمل ہونے کے دلائل فقہاء احناف کی موید روایات پر اعتراضات کے جوابات، شرمگاہ کے چھونے سے عدم نقض وضو ہونے پر دلائل، مختلف مفہوم والی روایات کے درمیان تطبیق کی امکانی صورتیں۔

خلاصہ:

امام نسائی کا استدلال:

باب مذکور کی چاروں احادیث مبارکہ سے امام نسائی کا رجحان اس طرف ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، آپ نے مذکورہ بالا چار احادیث کے علاوہ کتاب الطھارۃ میں بھی دو احادیث مبارکہ (حدیث نمبر ۱۶۳۔۱۶۴) پر بھی نقل کی ہیں، جس

Marfat.com

سے آپ کے موقف کو سمجھنے میں تقویت ملتی ہے۔

شرمگاہ (اگلی یا پچھلی۔ مرد وعورت) کو چھونے سے وضو کے ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے بارے میں فقہاء کرام کے نقطہ ہائے نظر درج ذیل ہیں:

۱۔ احناف کے نزدیک شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۲۔ مالکیہ کے نزدیک بالغ شخص کا اپنی ہتھیلی یا انگلیوں کے اندرونی حصہ سے عضو تناسل کو بلا حائل چھونے سے وضو ٹوٹ جائے گا، البتہ مقعد (پچھلی شرمگاہ) کو چھونے سے وضو نہ ٹوٹے گا، اسی طرح بچے کا اپنے عضو تناسل یا بڑے کا دوسرے کے عضو تناسل کو چھونا ناقض وضو نہیں ہے، اسی طرح عورت کا اپنی شرمگاہ کو چھونا بھی ناقض وضو نہیں ہے۔

۳۔ شافعیہ اور حنبلیہ فقہاء کے نزدیک شرمگاہ کو چھونا ناقض وضو ہے، وہ عضو تناسل ہو یا مقعد، مرد کی ہو یا عورت کی، اپنا عضو ہو یا دوسرے کا، بچے کا ہو یا بڑے کا، زندہ کا ہو یا مردہ کا۔ تمام صورتوں میں وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ شافعیہ کے نزدیک شرط یہ ہے کہ مس ہاتھ کے اندرونی حصہ سے ہو، جب کہ حنبلیہ کے نزدیک ہاتھ کے اندرونی حصہ اور پشت دونوں سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح بلا حائل چھونا ناقض وضو ہے۔

☆ **ہمارے نزدیک فقہاء احناف کا مؤقف سترہ وجوہ سے راجح ہے:**

۱۔ اکابر صحابہ کرام کا عمل احناف کے مؤقف کے مطابق ہے، ان میں حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت زید بن ثابت، حضرت حذیفہ بن الیمان، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابودرداء، حضرت ابوھریرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت انس بن مالک، حضرت حسن رضی اللہ عنہم اور دیگر اجل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

ماابالی امسته ام انفی (۱)

میں عضو تناسل کو چھوؤں یا ناک کو چھوؤں، دونوں ناقض وضو نہیں ہیں۔

۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

ان کان شئی منك نجسا فاقطعه ولا بأ س به (۲)

اگر عضو تناسل ناپاک ہے، تو اسے کاٹ کیوں نہیں دیتے، اس کے چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح کے اقوال

۱۔ شرح معانی الآثار، ص ۴۵ ۲۔ ایضاً

Marfat.com

مروی ہیں۔(۳)

۵۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم کو ۴۱ھ میں مدینہ منورہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ اور مروان کا مکالمہ ۴۱ھ سے ۶۰ھ کے درمیان کا ہے، حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ جو کبار تابعین اور فقہاء سبعہ مدینہ میں سے ہیں، وہ اس روایت سے بے خبر تھے، اس کا مطلب ہے یہ روایت عام نہ تھی، بلکہ مکالمہ کے بعد پوچھنے کی نوبت آئی، حتیٰ کہ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اس کی تائید اور صحابہ نے نہ کی، جبکہ یہ ابتلائے عام والا مسئلہ ہے۔ اس کی مؤید احادیث کثیر ہونی چاہئے تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ والی روایت کے شواہد تقریباً سترہ (۱۷) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ غالباً کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ بعض نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

۶۔ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت واضح اور حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی روایت مبہم ہے کیونکہ اس میں یہ وضاحت نہیں کہ یہ حکم بلاشہوت ہے۔

بالشہوت ہے، بلا حائل ہے یا بحائل ہے۔ یہ بھی واضح نہیں کہ مس ذکر بنفسہ ناقض ہے یا غیرہ ہے۔

۷۔ یہ روایت حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے مروان کے زمانے میں پہلی دفعہ بیان کی اور اس وقت موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے قبول نہیں کیا۔

۸۔ یہ روایت ابتلائے عام ہونے کے باوجود خبر واحد ہے، جب کہ اسے درجۂ شہرت پر ہونا چاہئے تھا جب کہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ والی روایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مشہور و معروف اور معمول بہ تھی۔

۹۔ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے راوی قوی ہیں، جب کہ حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی روایت کے راوی اس درجہ کے نہیں ہیں۔

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بعد میں اسلام لانا نسخ کی دلیل نہیں، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مبارکہ براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کی وضاحت نہیں کی، ہوسکتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے کسی دوسرے صحابی سے سنی ہو، پھر حضرت طلق رضی اللہ عنہ کے آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے فوت ہونے یا دوبارہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر نہ ہونے کی صراحت نہیں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ عنہ کا سماع حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد بھی ہو، اس لئے راوی کا متاخر الاسلام ہونا مروی کے متاخر ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اس سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مراسل صحابہ میں سے ہوگی۔

۱۱۔ احناف کے طریقہ پر دونوں احادیث میں تطبیق ممکن ہے، یعنی حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا والی روایت استحباب پر محمول ہو، اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ممکن ہے، اور کوئی بھی دوسرے کے لئے ناسخ نہ ہوگی۔

۳۔ اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۵۶۱

Marfat.com

۱۲۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے براہ راست سماع متکلم فیہ ہے، اور مروان کے ساتھ بحث میں درمیان میں شرطی یا مروان راوی ہے، اگر شرطی راوی ہے تو وہ مجہول ہے، اور مروان مختلف فیہ ہے۔

۱۳۔ مس ذکر سے وضو نہ ٹوٹنے کے قائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، اور اس کے ناقض ہونے کے قائل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں، آئمہ رجال کے نزدیک ان دونوں میں اختلاف کے وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

۱۴۔ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی روایت منسوخ ہونے کا ایک قرینہ یہ ہے کہ اسلام میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں، جن میں کسی عمل سے وضو کا ثابت ہونا بعد میں منسوخ کر دیا گیا ہو، جیسے آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو کا حکم منسوخ ہو چکا ہے، لیکن اسلام میں ایسی کوئی نظیر نہیں کہ پہلے ترک وضو کا حکم ہو اور بعد میں وجوب وضو کا حکم ہو۔

۱۵۔ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر عمل کرنے کی صورت میں حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ والی روایت کو بالکل ہی چھوڑنا پڑتا ہے، جبکہ حضرت طلق رضی اللہ عنہ والی روایت پر عمل کرنے کی صورت میں حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا والی روایت پر بطور استحباب عمل کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح دونوں روایات پر عمل ہو جائے گا۔

۱۶۔ قیاس سے حضرات حنفیہ کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ دونوں شرمگاہوں سے نکلنے والے بول و براز بالاتفاق ناپاک ہیں، لیکن ان کا چھونا بالاتفاق ناقض وضو نہیں، بلکہ اعضاء مخصوصہ بالاتفاق پاک ہیں، اس لئے ان کا چھونا بدرجہ اولیٰ ناقض وضو نہیں ہونا چاہئے۔

۱۷۔ مس ذکر کے ناقض وضو نہ ہونے میں امت مسلمہ کے لئے آسانی ہے، اور اسلام کا مزاج آسانی والا ہے، اس لئے بطور استحسان بھی مس ذکر ناقض وضو نہ ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ جل جلالہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

سنن نسائی کی کتاب الغسل والتیمم اور فیوض الزاھی فی شرح سنن انسائی کی جلد چہارم کی تکمیل:

اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل وکرم حسانِ محض اور حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل سے آج مورخہ ۹ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ /۱۱ اکتوبر ۲۰۱۶ء ۱۲۸ سوج ۲۰۷۳ ب بروز منگل، بوقت صبح ۱۱:۳۰ بجے فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی کی چوتھی جلد (حدیث نمبر ۳۲۴۔۴۴۶) مکمل ہو گئی ہے۔اس جلد میں سنن نسائی کی تین کتابیں (کتاب المیاہ، کتاب الحیض والاستحاضۃ، کتاب الغسل والتیمم) شامل ہیں، پانچویں جلد کتاب الصلاۃ (حدیث نمبر: ۴۴۷) سے شروع ہوگی انشاء اللہ۔اللہ رب العزت جل جلالہ سے آقا کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا ہے !یارب العالمین! جس طرح تو نے محض اپنے فضل وکرم کے سہارے اس ناکارہ، گناہ گار، عاجز اور فقیر سے چار جلدیں تحریر کروائی ہیں ،اسی طرح اس شرح کی باقی جلدیں تحریر کرنے کی توفیق عطا فرما۔اس شرح کو مسلمانوں کے لیے نافع بنا۔میرے لیے توشۂ آخرت بنا اس کے ناشر اور ہمدردوں کو دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ برحمتک یاارحم الراحمین وصل اللہ تعالیٰ اعلیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد والہ اصحابہ اجمین

محمد کریم خان سندرانی لاہوری عفی عنہ

جامعہ علمیہ متصل جامع مسجد حنفیہ

انوار مدینہ، ونڈسر پارک، اچھرہ، لاہور

۹ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ ۱۱/ اکتوبر ۲۰۱۶ء بمطابق ۱۲۸ سوج ۲۰۷۳ ب

بروز منگل۔بوقت صبح ۱۱:۳۰ بجے

Marfat.com

جدول احادیث

Marfat.com

Marfat.com

جدول احادیث جلد چہارم

رباعیات	خماسیات	سداسیات	سباعیات	ثمانیات
۳۲۸	۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۴۱، ۳۴۳، ۳۴۴،	۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۳۰،	۳۲۹، ۳۳۷،	۳۲۶،
	۳۴۷، ۳۵۰، ۳۵۳، ۳۵۵، ۳۵۷، ۳۶۲،	۳۳۱، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۸،	۳۴۶، ۳۴۸،	۴۱۶
	۳۶۳، ۳۶۴، ۳۵۶، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۷۰	۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۲، ۳۴۵،	۳۵۱، ۳۵۴،	
	۳۷۱، ۳۷۳، ۳۷۵، ۳۷۹، ۳۸۱، ۳۸۴، ۳۸۴،	۳۴۹، ۳۵۲، ۳۵۸، ۳۵۹	۳۵۶، ۳۶۹،	
	۳۸۷، ۳۸۸، ۳۹۱، ۳۹۴، ۳۹۸،	۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۸، ۳۷۲،	۳۷۴، ۳۷۶،	
	۴۰۰، ۴۰۲، ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۸،	۳۷۷، ۳۷۸، ۳۸۰، ۳۸۴،	۳۸۵، ۳۸۹،	
	۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۷، ۴۳۰، ۴۳۳، ۴۳۴،	۳۸۶، ۳۹۰، ۳۹۴، ۳۹۵،	۴۰۵، ۴۰۶،	
	۴۳۱، ۴۳۴، ۴۴۴، ۴۴۶	۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۴۰۱،	۴۰۷، ۴۱۷،	
		۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۱،	۴۱۹، ۴۲۶،	
		۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۲۰،	۴۳۵، ۴۳۶،	
		۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۸،	۴۳۷، ۴۳۸،	
		۴۲۹، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۹،	۴۴۴	
		۴۴۰، ۴۴۵		

کل تعداد:

رباعیات: ۱

خماسیات: ۴۶

سداسیات: ۵۲

سباعیات: ۲۳

ثمانیات: ۲

کل احادیث: ۱۲۴

نوٹ: حدیث نمبر ۴۱۲ بیک وقت خماسی اور سداسی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

اطراف الحدیث

إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُم بِيَدِهِ إِلَى فَرْجِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ---	۱۰۰۰
إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ---	۳۲۷
إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ---	۱۱۰
إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدُ---	۴۳۳،۴۳۴
إِذَا قَامَ أَحَدُكُم مِنَ اللَّيْلِ---	۹۸۶
إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ---	۲۵۰
إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُم فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَرْقُدْ---	۹۹۰
أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي---	۸۹۰
اغْتَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ،---	۸۸۷
اكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا---	۸۶۴
اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ---۲	۱۲۳،۱۲
اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا	۷۸۱،۷۷۹
الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ---	۹۷،۹۴
الْوُضُوءُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ---	۱۰۰۳،۱۰۰۲
إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ---	۱۱۸
أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ---	۱۱۲،۱۱۱
إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ سِتِّيرٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُم---	۷۹۳
أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَاقُ الدَّمَ---	۳۴۶
انَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَتْ ---	۶۸
أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يُصَلِّ---	۹۳۳

Marfat.com

انَّ رَجُلَيْنِ تَيَمَّمَا وَصَلَّيَا، ثُمَّ وَجَدَا مَاءً فِي الْوَقْتِ ـــ	۹۲۷
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلاً يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ ـــ	۷۹۰
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ ـــ	۸۸۰
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ ـــ	۶۶۴
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِمُدٍّ وَيَغْتَسِلُ بِنَحْوٍ ـــ	۲۹۳،۲۹۱
انَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ وَأَنَا مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ ـــ	۸۰۹،۸۰۸
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ ـــ	۲۸۳
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ـــ	۷۵۷،۷۵۴
إِنَّ رَسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ـــ	۲۶۰،۲۵۹،۲۵۸،۲۵۴
انَّ عُمَرَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ ـــ	۸۴۸
إِنِّي امْرُؤٌ مَذَّاءٌ وَإِنِّي أَسْتَحِي ـــ	۹۸۱،۹۷۹،۹۷۷،۹۶۳،۹۶۱
إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ ـــ	۴۴۰،۴۳۸،۴۳۷،۴۳۶،۳۲۸،۳۲۱
أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ ـــ۶	۸۱۶
أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الإِنَاءِ الْوَاحِدِ ـــ	۲۸۸
إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ ـــ	۲۶۲
امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ـــ	۳۴۲
بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـــ	۴۶۴
بَيْنَمَا أَيُّوبُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا ـــ	۷۹۶
بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ـــ	۶۵۲
تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوءَهُ لِلصَّلاَةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ ـــ	۸۳۶
حُتِّيهِ وَاقْرُصِيهِ وَانْضَحِيهِ وَصَلِّي فِيهِ ـــ	۷۱۰
حُكِّيهِ بِضِلَعٍ وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ ـــ	۷۱۱
خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ نُرَى إِلاَّ الْحَجَّ ـــ	۳۱۲

Marfat.com

رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ۔۔	۷۸۵،۷۸۷
سَأَلَتِ امْرَأَةُ النَّبِيَّ ﷺ۔۔۔	۳۳۴
صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ،۔۔۔	۹۸۸
صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا۔۔۔	۷۰۲
طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَطَافَ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا۔۔۔	۸۲۳
فِي الرَّجُلِ يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ۔۔۔	۴۵۵
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ ۔۔۔	۸۴۵
كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُونَ۔۔۔	۲۸۱
كَانَتِ الْيَهُودُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهُنَّ۔۔۔	۴۵۲
كَانَتْ تُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ حَائِضٌ۔۔۔	۶۵۹،۶۷۶
كَانَ رَأْسُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔۔۔	۴۸۶
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوِ الْحِلَابِ۔۔۔	۸۵۵
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ۔۔۔	۸۴۰،۸۴۲،۸۵۳
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةٍ۔۔۔	۲۹۰
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حَجْرِي۔۔۔	۶۵۶
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ۔۔	۸۸۳
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ إِحْدَانَا۔۔۔	۴۶۹،۴۷۰،۴۷۳
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ۔۔۔	۶۶۳
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُونِي فَآكُلُ مَعَهُ۔۔۔	۴۷۹،۴۸۰
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْإِنَاءِ -وَهُوَ الْفَرَقُ-۔۔۔	۸۰۴
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُنَاوِلُنِي الْإِنَاءَ۔۔۔	۴۸۳
كُنَّا لَا نَعُدُّ الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ شَيْئًا۔۔۔	۴۴۶
كُنْتُ أَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ فَيَضَعُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔۔۔	۲۶۹

Marfat.com

كُنتُ أَشرَبُ مِنَ القَدَحِ ۔۔۔	۴۸۴
كُنتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ۔۔۔	۸۸۵
كُنتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَبِيتُ فِي الشِّعَارِ الوَاحِدِ ۔۔۔	۴۶۷
قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَاشِرُ المَرْأَةَ ۔۔۔	۴۷۵
قَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِندَ رَسُولِ اللّٰهِ ۔۔۔	۴۸۸
لَا يَبُولَنَّ الرَّجُلُ فِي المَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغتَسِلُ مِنهُ أَو يَتَوَضَّأُ ۔۔۔	۷۴۰، ۷۵۹
لَا يَغتَسِلُ أَحَدُكُم فِي المَاءِ الدَّائِمِ ۔۔۔	۱۱۶، ۷۳۹
لِتَخرُجِ العَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الخُدُورِ وَالحُيَّضُ ۔۔۔	۶۷۸
لَعَلَّهَا تَحبِسُنَا أَلَم تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالبَيتِ ؟ ۔۔۔	۶۸۸
لَقَد رَأَيتُنِي أَغتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِن هٰذَا ۔۔۔	۸۲۰
لَقَد رَأَيتُنِي أُنَازِعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ۔۔۔	۸۱۰، ۸۱۳
لَيسَتْ بِالحَيضَةِ وَلٰكِنَّهَا رَكضَةٌ ۔۔۔	۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۸۰، ۴۰۷، ۴۰۸
لَيسَتْ حَيضَتُكِ فِي يَدِكِ ۔۔۔	۶۵۳
مَا أَنَا فَأُفرِغُ عَلَى رَأسِي ثَلَاثًا لَفظُ سُوَيدٍ ۔۔۔	۸۶۳
مُرهَا أَن تَغتَسِلَ وَتُهِلَّ ۔۔۔	۶۹۹
مَن كَانَ يُؤمِنُ بِاللّٰهِ وَاليَومِ الآخِرِ فَلَا يَدخُلِ الحَمَّامَ إِلَّا بِمِئزَرٍ ۔۔۔	۷۶۲
مَن مَسَّ فَرجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ۔۔۔	۹۹۹
" وَضَعتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَاءً ۔۔۔	۷۹۴
يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيفَ أَغتَسِلُ عِندَ الطُّهُورِ ؟ ۔۔۔	۸۶۷

Marfat.com

اشاریہ اسماء رجال

Marfat.com

Marfat.com

اشاریہ اسماء رجال

ابن ابی سعید الخدری	۹۹
ابن بریدہ	۷۰۳
ابن عجیلان	۷۵۵
النفیلی	۹۷۱
ابوقتادہ	۲۶۳
ابوداؤد	۲۸۳
ابراھیم بن یزید	۷۸۲
ابوبکر بن اسحاق	۲۹۳
ابوحاجب سوادۃ بن عاصم	۲۸۴
احمد بن عیسیٰ	۹۲۳
احمد بن صالح البغدادی	۷۵۵
الحسن بن موسیٰ	۲۹۳
ام المومنین حضرت زینب بنت جحش	۴۰۹
ام المومنین حضرت صفیہ بنت حی	۶۸۹
حبان	۷۴۱
حضرت حسن بن محمد	۸۲۰
حضرت حفصہ بنت سیرین	۶۷۹
حضرت عفان بن مسلم	۸۲۰

Marfat.com

حضرت عمیرہ	۸۸۳
حضرت ضحاک بن مخلد	۸۰۸
حکم بن عمرو غفاری	۲۸۴
جزأۃ بن زاہر	۸۷۰
جمیع بن عمیر	۴۷۴
خیرۃ	۲۹۴
داؤد	۹۴۰
رقبہ	۷۸۲
سعید بن جبیر	۹۱۶
سماک	۶۹
سمرہ بن جندب	۷۰۳
سلیط	۹۹
سیلہ	۸۴۳
شیبان	۹۴
صدقہ بن سعید	۴۷۴
صفوان بن سلیم	۱۱۹
عبدالاعلی	۶۶۰
عبداللہ بن ابی اوفی	۸۷۰
عبداللہ بن ابی قیس	۷۸۶
عبدالعزیز بن مسلم	۹۸
عبدالملک بن عمرو	۹۶
عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر	۱۱۰

Marfat.com

عکرمہ مولیٰ ابن عباس	۶۹
علی بن مسہر	۲۵۱
علی بن میمون	۹۱۴
عطاء بن ابی رباح	۷۶۳
عمرو بن زرارہ	۴۴۶
عمرو بن سلمہ	۸۰۱
فاطمہ بنت قیس	۳۲۴
فضیل بن عیاض	۶۶۵
محمد بن حاتم	۷۴۱
محمد بن حاتم	۹۱۵
محمد بن عبدالرحمان	۹۴۲
محمد بن سواء	۹۵۳
محمد بن کعب	۹۵
محمد بن موسیٰ	۷۸۲
محمد بن یحییٰ بن محمد	۷۸۲
محمد بن یوسف	۷۸۹
مخرمہ بن بکیر	۹۳۲
مخوّل	۸۱۷
مطرف بن عبداللہ	۲۵۴
مطرف بن طریف	۹۸
مسلم بن عمرو	۸۸۰
نصر بن علی	۶۶۰

Marfat.com

ہارون بن عبداللہ	۲۹۲
ھمّام بن مُنبّہ	۷۴۱
یحییٰ بن سعید	۳۲۲
وہیب بن خالد	۸۲۵
یزید الفقیر	۸۴۳
یحییٰ بن محمد	۷۵۵

Marfat.com

مصادر و مراجع

Marfat.com

Marfat.com

مصادر ومراجع

قرآن حکیم

۱۔ ابراھیم بن عمر، ابوالحسن، بقاعی، علامۃ، نظم الدرر فی تناسب الایات والسور، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۲۔ ابراھیم بن محمد، ابواسحٰق، الزجاج، امام، معانی القرآن واعرابہ، عالم الکتب، بیروت، ط۱، ۱۴۰۵ھ

۳۔ ابن ابوحاتم، عبدالرحمٰن، ابومحمد رازی، الجرح والتعدیل، مطبوعہ مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، ط۱، ۱۹۵۲

۴۔ ایضاً، المراسیل، مطبوعہ موسسۃ الرسالہ، بیروت، ط۲، ۱۹۸۲

۵۔ ابن اثیر، عزالدین علی بن محمد، ابوالحسن الجزری، اسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ط۲، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

۶۔ ایضاً، الکامل فی التاریخ، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۰ھ

۷۔ ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد، ابوبکر، الاشراف علی مناقب الاشراف، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۲ھ

۸۔ ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد، ابی بکر، التواضع والخمول لابن ابی الدنیا، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۰۹ھ

۹۔ ابن ابی الدنیا، ضوء الشموع شرح کتاب الجوع، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۶ھ

۱۰۔ ابن ابی شامہ، عبدالرحمٰن، ابومحمد، شھاب الدین، تاب الباعث علی انکار البدع والحوادث، دارالرایۃ، الریاض، ط۱، ۱۴۱۰ھ

۱۱۔ ابن ابی شیبۃ، عبداللہ بن محمد، ابوبکر، امام، المصنف، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۶ھ

۱۲۔ ایضاً، المسند، دارالوطن، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۱۳۔ ایضاً، کتاب الایمان، المکتب الاسلامی، بیروت، ط۲، ۱۴۰۳ھ

۱۴۔ ابن بطال، علی بن خلف، ابوالحسہ قرطبی، شرح ابن بطال علی صحیح البخاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

۱۵۔ ابن اثیر جزری، علی بن محمد، ابوالحسن، اسدالغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۱۶۔ ایضاً، الکامل فی التاریخ، بیت الافکار الدولیۃ، الاردن۔

۱۷۔ ایضاً اللباب، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۱ء

۱۸۔ ایضاً، النھایۃ فی غریب الحدیث، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۱۹۔ ابن اسحاق، محمد، ابن یسار، کتاب المبدأ والمبعث والمغازی (سیرۃ)، (تحقیق، ڈاکٹر حمیداللہ)، دارلنفائس، لاہور، پاکستان، ط۱، ۱۴۲۶/۲۰۰۵ء

۲۰۔ ابن تیمیہ، احمد، عبدالحلیم، مقدمۃ فی اصول التفسیر، دارالقرآن الکریم، لاہور، ط۱، ۱۹۷۱ء

۲۱۔ ایضاً، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، المکتب الاسلامی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۲۲۔ ایضاً، الفرقان بین اولیاء الرحمان واولیاء الشیطان، مطبوعۃ دارابن حزم بیروت، ط۱، ۱۴۲۳ھ

۲۳۔ ایضاً، مجموعۃ الفتاوی: ، دارابن حزم، بیروت، الطبعۃ ط۲، ۱۴۲۲ھ

Marfat.com

۲۴۔ ابن جوزی، عبدالرحمان بن علی، المنتظم، دارالفکر، بیروت، لبنان ۱۴۱۵ھ

۲۵۔ ایضاً، کشف المشکل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۴ھ

۲۶۔ ایضاً، جامع المسانید، ایضاً

۲۷۔ ایضاً، ابوالفرج، احکام النساء، دارالفکر بیروت، ط۳، ۱۴۱۶ھ

۲۸۔ ایضاً، ابوالفرج ،، بحرالدموع، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۲۹۔ ایضاً، ابوالفرج، صفوۃ الصفوۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۹ھ

۳۰۔ ایضاً، مناقب امام احمد بن حنبل ،مکتبہ الخانجی، مصر، ط۱، ۱۳۹۹ھ

۳۱۔ ایضاً، تاریخ عمر بن الخطاب، دارالمعرفۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۳۲۔ ایضاً، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، دارالفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ

۳۳۔ ایضاً، اخبارالظراف والمتماجنین دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۲۷ھ

۳۴۔ ایضاً، کتاب الاذکیاء، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، الصنائع ط۱، ۱۴۰۸ھ

۳۵۔ ایضاً، تلقیح فھوم اھل الاثر فی عیون التاریخ والسیر ،شرکۃ دارارقم بن ابی الارقم، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۳۶۔ ایضاً، حنبلی، زادالمسیر فی علم التفسیر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۳۷۔ ایضاً، الوفاباً حوال المصطفیٰ ﷺ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۸ھ

۳۸۔ ابن حبان، محمد، ابوحاتم البستی، المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۹۹۲ء

۳۹۔ ایضاً، الثقات، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، ۱۹۷۳ء

۴۰۔ ابنِ حبان، محمد، ابوحاتم خراسانی، صحیح ابن حبان، مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، ط۱، ۲۰۰۴ء/ ۱۴۲۵ھ

۴۱۔ ابن حجر، احمد بن علی، عسقلانی تقریب التھذیب، مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء

۴۲۔ ایضاً، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۴۳۔ ایضاً، تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۴۴۔ ایضاً، تھذیب التھذیب، دارالفکر بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۴۵۔ ایضاً، القول المسدد فی الذب عن المسند للامام احمد، عالم الکتب، بیروت، ط۱، ۱۴۰۴ھ

۴۶۔ ایضاً، النکت ،، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۴۷۔ ایضاً، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳

۴۸۔ ایضاً، لسان المیزان، مطبوعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، ط۱، ۱۹۶۷ء

Marfat.com

۴۹۔ ایضاً، نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۵۰۔ ایضاً، الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۵۱۔ ایضاً، حافظ، مختصر زوائد مسند البزار، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، الصنائع، ط۳، ۱۴۱۴ھ

۵۲۔ ایضاً، المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ ، دارالباز، عباس احمد الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۰۷ھ

۵۳۔ ایضاً، موافقۃ الخبر الخبر فی تخریج احادیث المختصر، مکتبۃ الرشد، الریاض، ط۳، ۱۴۱۹ھ

۵۴۔ ابن حجر، احمد بن محمد علی ، مکی، الفتاویٰ الحدیثۃ، داراحیاء التراث العربی، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۵۵۔ ابن حجر مکی، احمد، علامہ، الصواعق المحرقۃ، مکتبۃ القاھرۃ، مصر، ۱۳۸۵ھ

۵۶۔ ابن حنبل، احمد، ابوعبداللہ، العلل ومعرفۃ الرجال، مطبوعہ الدارالسلفیہ بومبائی، الھند، ط۱، ۱۹۸۸ء

۵۷۔ ایضاً، المسند، بیت الافکار الدولیۃ، عمان، اردن، ط۱، ۲۰۰۴ء

۵۸۔ ایضاً، نشر السنہ، ملتان، س ن

۵۹۔ ابن حمزۃ الحسینی، ابراھیم بن محمد الشھیر، البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث الشریف ، دارالمعرفۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۴ھ

۶۰۔ ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق، ابوبکر، صحیح ابن خزیمہ، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، ط۳، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

۶۱۔ ایضاً، کتاب التوحید، مکتبۃ الرشد، الریاض، ط۶، ۱۴۱۸ھ

۶۲۔ ابن خلدون، عبدالرحمان بن محمد، مقدمۃ ابن خلدون، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، الصنائع، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۶۳۔ ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان وانباء انباء الزمان، بیروت، مصر، ۱۳۱۰ھ

۶۴۔ ابن خیاط، ابوعمرو، خلیفہ، الطبقات، مطبوعہ دارطیبۃ الریاض، السعودیۃ، ط۱، ۱۹۸۲ء

۶۵۔ ابن رجب، عبدالرحمان بن احمد، ابوالفرج، لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف، دارابن کثیر، دمشق، ط۴، ۱۴۱۹ھ

۶۶۔ ایضاً، شرح علل الترمذی ، عالم الکتب، بیروت، ط۲، ۱۴۰۵ھ

۶۷۔ ایضاً، جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثاً من جوامع الکلم، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت،، ۱۴۱۳ھ

۶۸۔ ابن رشد، محمد بن احمد، اندلسی مالکی، ہدایۃ المجتھد، دارالفکر، بیروت۔

۶۹۔ ابن زنجویہ، اسماعیل بن علی، مختصر کتاب الموفقۃ بین اھل البیت والصحابۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۰ھ

۷۰۔ ابن سعد، محمد، ابوعبداللہ، الطبقات الکبریٰ، مطبوعہ دارصادر، بیروت، لبنان، ۱۹۶۰ء

۷۱۔ ابن صلاح، عثمان بن عبدالرحمان، حافظ، رسالۃ فی وصل البلاغات الاربع فی الموطاء، دارالاحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۱۸ھ/۱۳۳۲ھ

۷۲۔ ایضاً، مقدمۃ ابن الصلاح ، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، ط۴، ۱۴۱۶ھ

۷۳۔ ابن عباس، عبداللہ، تنویر المقیاس، قدیمی کتب خانہ، کراچی، س ن

Marfat.com

۷۴۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، ابوعمر، التمھید لما فی الموطا من المعانی والاسانید، المکتبۃ التجاریۃ مصطفیٰ احمد الباز، مکۃ المکرمۃ، السعودیۃ العربیۃ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء

۷۵۔ ایضاً، الاستذکار، دارالوعی، القاہرہ، مصر، ط۱، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

۷۶۔ ایضاً، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۶ء

۷۷۔ ایضاً، حافظ، التمھید المافی المؤطا من المعانی والمسانید، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۷۸۔ ابن عدی، عبداللہ، ابواحمد الجرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال، مطبوعہ دارالفکر، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۹۸۴ء

۷۹۔ ابن عربی، محمد بن عبداللہ، ابوبکر قاضی اندلسی مالکی، القبس فی شرح موطا ابن انس، دارلکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

۸۰۔ ایضاً، عارضۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ۔۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء

۸۱۔ ایضاً، تفسیر ابن عربی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء

۸۲۔ ایضاً، احکام القرآن، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ ۱۴۱۶ھ

۸۳۔ ایضاً، عارضۃ الاحوذی بشرح صحیح الترمذی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۸۴۔ ابن عربی، ابوبکر، قاضی، العواصم من القواصم، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۳، ۱۴۲۵ھ

۸۵۔ ابن عربی، ابوعبداللہ محمد، الفتوحات المکیۃ، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ

۸۶۔ ابن عساکر، عبدالصمد بن عبدالوہاب، ابوالیمن، اتحاف الزائر واطراف المقیم السائر، دارارقم بن ابی الارقم، بیروت

۸۷۔ ابن عساکر، علی بن حسین، ابوالقاسم، تاریخ دمشق، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۰۷ھ

۸۸۔ ابن عماد، عبدالحئ، ابوالفلاح حنبلی، شذرات الذھب، مصر، ۱۳۵۰ھ

۸۹۔ ابن قانع، عبدالباقی، ابوالحسین، معجم الصحابہ، مکتبہ الغرباء الاثریہ، مدینہ منورہ، سعودی عرب، ۱۴۱۸ھ

۹۰۔ ابن قتیبۃ، عبداللہ بن مسلم، المعارف لابن قتیبۃ، دارالکتب العلمیہ بیروت، ط۲، ۱۴۲۴ھ

۹۱۔ ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، ابومحمد حنبلی، المغنی، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۵ھ

۹۲۔ ابن قیم، محمد، شمس الدین ابوعبداللہ جوزی، کتاب الروح، حیدآباد، دکن، ط۲، س ن

۹۳۔ ایضاً، اعلام الموقعین عن رب العالمین، ابوعبداللہ، دارالکتاب العربی، بیروت، ط۲، ۱۴۱۸ھ

۹۴۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر عمادالدین بوالفداء، تفسیر القرآن العظیم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۹۸۵ء

۹۵۔ ایضاً، اختصار علوم الحدیث، مکتبہ، دارالتراث، قاھرہ۔

۹۶۔ ایضاً، البدایۃ والنہایۃ، دارابن حزم، بیروت، لبنان، ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء

۹۷۔ ایضاً، السیرۃ النبویۃ، دارالکتاب العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۹۸۔ ایضاً، الفصول فی سیرۃ الرسول:، دارالتراث المدینۃ المنورۃ، ط۶، ۱۴۱۳ھ

Marfat.com

۹۹۔ ایضاً، مناقب الامام الشافعی، مکتبۃ الامام الشافعی، الریاض، ط۱، ۱۴۱۲ھ

۱۰۰۔ ابن کثیر، احمد بن ابراہیم، ابی عبداللہ، امام، دورقی، البغدادی، مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۷ھ

۱۰۱۔ ابن کثیر، صلابی، علی محمد، دکتور، اسمی المطالب فی سیرۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، دمشق، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۱۰۲۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابوعبداللہ قزوینی، السنن، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء

۱۰۳۔ ابن مدینی، علی بن عبداللہ بن جعفر، ابوالحسن السعدی، العلل، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، ط۲، ۱۹۸۰ء

۱۰۴۔ ابن معین، یحییٰ، ابوزکریا، معرفۃ الرجال، مطبوعہ مجمع اللغۃ العربیہ، دمشق، ط۱، ۱۹۸۵ء

۱۰۵۔ ابن منبہ، ہمام، الصحیفۃ الصحیحۃ، (تحقیق: ڈاکٹر محمد حمید اللہ)، کرمانوالہ بک شاپ، لاہور، ط۱، ۲۰۰۷ء

۱۰۶۔ ابن مندہ، عبدالوہاب بن محمد، العبدی، حافظ، الفوائد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۳ھ

۱۰۷۔ ابن مندۃ، محمد بن اسحاق، حافظ، کتاب الایمان، دار الفضیلۃ، الریاض، ط۴، ۱۴۲۱ھ

۱۰۸۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، داراحیاء التراث العربی بیروت، ط۱، ۱۴۱۶ھ

۱۰۹۔ ایضاً، مختصر تاریخ دمشق، دار الفکر، دمشق، ط۱، ۱۴۰۹ھ

۱۱۰۔ ابن ناصر الدین، محمد بن ابی بکر، دمشقی، مجالس فی تفسیر قولہ تعالیٰ "لقد من اللہ علی المؤمنین الخ، مؤسسۃ الریان، بیروت، ط۱، ۱۴۲۱ھ

۱۱۱۔ ابن نجیم، زین الدین، حنفی، البحر الرائق، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، س ن

۱۱۲۔ ابن المبارک، عبداللہ، امام، الزھد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۱۱۳۔ ابن السنی، احمد بن محمد، ابوبکر، عمل الیوم واللیلۃ، مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، الصنائع، ط۱، ۱۴۰۸ھ

۱۱۴۔ ابن معین، یحییٰ، ابوزکریا، تاریخ، الھیئۃ المصریۃ العامۃ، قاھرہ، ۱۹۷۸ھ

۱۱۵۔ ابن الملقن، عمر بن علی، ابی حفص، امام، غایۃ السول فی خصائص الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۱۱۶۔ ابن ندیم، محمد بن اسحاق، ابوالفرج وراق، الفہرست، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ط۲، ۱۹۹۰ء

۱۱۷۔ ابن النجار، محمد بن محمود، ابوعبداللہ، الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ، مکتبہ دار الزمان المدینۃ المنورۃ، ط۱، ۱۴۲۴ھ

۱۱۸۔ ابن ھشام، عبدالملک، ابومحمد، السیرۃ النبویۃ، وحیدی کتب خانہ، پشاور، ط۲، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

۱۱۹۔ ابن ہمام، کمال الدین، فتح القدیر، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، س ن

۱۲۰۔ ابوبکر، احمد بن عمرو، امام، الآحاد والمثانی، دار الرایۃ، الریاض، ط۱، ۱۴۱۱ھ۔

۱۲۱۔ ابوحیان، اندلسی، محمد بن یوسف، النھر الماد من البحر المحیط:، دار الجنان، بیروت، ط۱، ۱۴۰۷ھ

۱۲۲۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، حافظ سجستانی، سنن ابوداؤد، دار الفکر، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۵-۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

۱۲۳۔ ابوزرعۃ، عبدالرحمن بن عمرو، الدمشقی، تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی، مطبوعۃ جامعہ بغداد، عراق، ۱۹۷۳ء

Marfat.com

۱۲۴۔ ابوشھبۃ، محمد بن محمد، اسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر، مکتبۃ السنۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۲ھ

۱۲۵۔ ابوعوانہ، یعقوب بن اسحاق، اسفرائنی، المسند، دارالباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ

۱۲۶۔ ابوغدۃ، عبدالفتاح، شیخ، الاسناد من الدین، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ بحلب، ط۱، ۱۴۱۲ھ

۱۲۷۔ ابوغدۃ، عبدالفتاح، لمحات من تاریخ السنۃ وعلوم الحدیث، مطبوعۃ دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۴ھ

۱۲۸۔ ابوالشیخ، عبداللہ بن محمد، ابومحمد، ذکر الأقران وروایاتھم عن بعضھم بعضاً، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۱۲۹۔ ابوالشیخ، عبداللہ بن محمد جعفر، امام، کتاب العظمۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۱۳۰۔ ابوالفداء، اسماعیل بن کثیر، شافعی، حافظ، جامع المسانید والسنن، دارالفکر، بیروت، ط۱، ۱۴۲۰ھ

۱۳۱۔ ابونعیم، احمد بن عبداللہ، اصفہانی، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۲، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

۱۳۲۔ ابویعلیٰ، احمد بن علی، تمیمی، المسند، دارالمامون تراث، بیروت، ۱۴۰۴ھ

۱۳۳۔ ابویوسف، یعقوب بن ابراھیم، امام، کتاب الخراج، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان

۱۳۴۔ اتیوبی، علی بن آدم، لولوی، ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، دارابن جوزی للنشر والتوزیع، قاھرہ، ط۳، ۱۴۳۲ھ

۱۳۵۔ اثری، ابن الدبیع، عبدالرحمان بن علی، تمیز الطیب من الخبیث، دارالکتاب العربی، بیروت ۱۴۲۴ھ

۱۳۶۔ احمد بن ادریس، مصری، شھاب الدین، الاحکام فی تمییز الفتاویٰ عن الاحکام، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ بحلب، ط۲، ۱۴۱۶ھ

۱۳۷۔ احمد بن اسماعیل، ابوجعفر، نحاس، امام، اعراب القرآن:، عالم الکتب، بیروت، ط۲، ۱۴۰۵ھ

۱۳۸۔ احمد بن حنبل، امام، الزھد، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۲، ۱۴۱۴ھ

۱۳۹۔ ایضاً، السنۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۲، ۱۴۱۴ھ

۱۴۰۔ ایضاً، زوائد مسند احمد، دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۰ھ

۱۴۱۔ ایضاً، المسند، عالم الکتب، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۱۴۲۔ احمد بن ستیوی، الدکتور، دیوان الامام علی رضی اللہ عنہ: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ: جمع وتعلیق، دارالغد الجدید، مصر، ط۱، ۱۵۲۴ھ

۱۴۳۔ احمد بن عمر، قرطبی، ابوالعباس، امام، مفھم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، دارابن کثیر، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۱۴۴۔ احمد بن عمرو، ابوبکر، امام، کتاب الاوائل، دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۱۴۵۔ احمد بن فارس، ابوالحسین، معجم المقاییس فی اللغۃ، دارالفکر، بیروت، ط۲، ۱۴۱۸ھ

۱۴۶۔ احمد رضا، امام، حدائق بخشش، پروگریسو بکس، لاہور

۱۴۷۔ ایضاً، فتاویٰ رضویۃ، مطبوعۃ مکتبہ رضویۃ آرام باغ کراچی، رضا فاؤنڈیشن جامعیۃ نظامیۃ رضویۃ، لاہور۔

۱۴۸۔ احمد رضا، معجم متن اللغۃ، مطبوعہ دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۵۸ء

Marfat.com

۱۴۹۔ احمد شہاب الدین، مصری، خفاجی، حنفی، علامۃ، عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۱۵۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ط۱، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

۱۵۱۔ الازہری، کرم شاہ، محمد پیر، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۰۵ھ

۱۵۲۔ ایضاً، سنت خیر الانام، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء

۱۵۳۔ اسفرائینی، عبدالقاہر بن طاہر، الفرق بین الفرق ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۵۴۔ اسماعیل بن عمر، عمادالدین، حافظ، شافعی، تفسیر القرآن العظیم، دارالمعرفۃ، بیروت، الطبعۃ ۱۴۰۶ھ

۱۵۵۔ اشعری، علی بن اسماعیل، ابوالحسن، الابانۃ عن اصول الدیانۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۵۶۔ ایضاً، مقالات الاسلامیین واصلاح المصلین، تحقیق محی الدین عبدالحمید، مکتبۃ النھضۃ المصریۃ۔

۱۵۷۔ اصبھانی، احمد بن موسیٰ، ابوبکر، جزء فیہ ما انتقاء ابوبکر بن مردویہ من حدیث الطبرانی لاھل البصرۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۱۵۸۔ اصبھانی، اسماعیل بن محمد، ابوالقاسم، دلائل النبوۃ، دارالعاصمۃ، الریاض، ط۱، ۱۴۱۲ھ

۱۵۹۔ اصفھانی، ابونعیم، مسند الامام ابوحنیفۃ، مکتبۃ الکوثر، الریاض، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۱۶۰۔ اصفھانی، احمد بن عبداللہ، ابونعیم، دلائل النبوۃ، دارالنفائس، بیروت، ط۳، ۱۴۰۶ھ

۱۶۱۔ ایضاً، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ

۱۶۲۔ اصلاحی، امین احسن، مبادی تدبر حدیث، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ط۳، ۲۰۰۸ء

۱۶۳۔ ایضاً، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ط۱۱، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۵ء

۱۶۴۔ اعظمی، امجد علی، بہار شریعت، مکتبۃ المدینۃ، کراچی، ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء

۱۶۵۔ اکرم ورک، محمد، ڈاکٹر، متون حدیث پر جدید ذہن کے اشکالات (ایک تحقیقی مطالعہ)، الشریعہ اکیڈمی، گوجرانوالہ، ط۱، ۲۰۱۲ء

۱۶۶۔ امجدی، شریف الحق، محمد، نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری، فرید بک سٹال، لاہور، ط۱، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء

۱۶۷۔ امین، محمد، حافظ، سنن نسائی (فوائد ومسائل)، دارالسلام، لاہور، ۱۴۳۲ھ

۱۶۸۔ امین، محمد ترقی، المعجم الوسیط، مطبوعہ اشرف علی الطبع حسن علی عطیہ دارالفکر، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۵ء

۱۶۹۔ آمدی، علی بن ابی علی، سیف الدین، الاحکام فی اصول الاحکام، مطبع محمد علی واولادہ، مصر، ۱۳۴۷ھ

۱۷۰۔ اندلسی، ابوحیان بن محمد، علامہ، البحر المحیط ، دارالفکر، بیروت، ط۱، ۱۴۱۲ھ

۱۷۱۔ اندلسی، عبدالحق بن غالب، ابوبکر، قاضی، علامۃ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۳ھ

۱۷۲۔ اندلسی، علی بن احمد، ابی محمد، جمھرۃ انساب العرب:، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۴ھ

۱۷۳۔ اندلسی، یوسف بن عبدالبر، ابی عمر، الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقھاء، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ بحلب بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

Marfat.com

۱۷۴۔ آجری، محمد بن حسین، ابوبکر، الشریعۃ، دارالکتب العربی، بیروت، ط۲، ۱۴۲۰ھ

۱۷۵۔ آلوسی، محمود احمد، ابوالفضل، روح المعانی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ط۴، ۱۴۱۸ھ

۱۷۶۔ الیاس، انطون، الیاس، قاموس الیاس، المصر، بیروت، لبنان، ۱۹۷۲ء

۱۷۷۔ انصاری، عبداللہ، خواجہ، کشف الاسرار وعدۃ الابرار، مطبوعہ شہر، طہران، ط۵، ۱۳۷۱ھ

۱۷۸۔ بابرتی، محمد بن محمود، عنایۃ شرح ھدایۃ، نوریہ رضویہ، سکھر

۱۷۹۔ باجوری، محمد بن عفیفی، اتمام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء، دارابن حزم، ط۱، ۱۴۲۳ھ

۱۸۰۔ الباجی، سلیمان بن خلف، ابوالید قاضی اندلسی، کتاب المنتقی شرح موطاء، دارالکتب العربی، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۳۳۲ھ

۱۸۱۔ ایضاً، سنن الصالحین وسنن العابدین، دارابن حزم بیروت ط۱، ۱۴۲۴ھ

۱۸۲۔ باقلانی، ابوبکر، محمد بن طیب، امام، اعجاز القرآن، مطبوعہ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، الصنائع، ط۴، ۔

۱۸۳۔ البانی، ناصرالدین، محمد، حجیت حدیث، مکتبہ محمدیہ، لاہور، ط۱، ۲۰۰۸ء

۱۸۴۔ البستانی، بطرس، المعلم، قطر المحیط، ساحۃ ریاض الصلح، بیروت، لبنان، ۱۸۶۹ء

۱۸۵۔ بجنوری، احمد رضا، سید، انوار الباری شرح صحیح البخاری، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ۱۴۲۵ھ

۱۸۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، دارالسلام، الریاض، ط۲، ۱۴۱۹ھ

۱۸۷۔ ایضاً، خلق افعال العباد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۳، ۱۴۱۱ھ

۱۸۸۔ ایضاً، الادب المفرد، مکتبۃ المعارف، الریاض، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۱۸۹۔ ایضاً، الضعفاء الصغیر، مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت، ط۱، ۱۹۸۶ء

۱۹۰۔ ایضاً، کتاب التاریخ الکبیر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء

۱۹۱۔ برق، غلام جیلانی، ڈاکٹر، دواسلام، اتحاد پریس، لاہور، ۱۹۵۰ء

۱۹۲۔ برقانی، احمد بن محمد، ابوبکر، سؤالات البرقانی للدارقطنی، مطبوعہ نشرۃ احمد میاں تھانوی، لاہور، پاکستان، ط۱، ۱۹۸۴ء

۱۹۳۔ برھان الدین، شیخ، الشذ الفیاح من علوم ابن الصلاح، مکتبۃ الرشد، الریاض ط۱، ۱۴۱۸ھ

۱۹۴۔ برھانپوری، علی متقی بن حسام الدین، علامۃ، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۵ھ

۱۹۵۔ بریلوی، احمد رضا، اعلیٰ حضرت، فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ط۱، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء

۱۹۶۔ بزار، احمد بن عمرو، ابوبکر الدخار، مسند البزار، مکتبۃ العلوم والحکم، مدینۃ المنورۃ، ط۱، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

۱۹۷۔ ایضاً، البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ط۱، ۱۴۰۹ھ

۱۹۸۔ بزرنجی، سید محمد حسینی، الاشاعۃ لاشراط الساعۃ: ، دارالکتاب العربی، بیروت، الطبعۃ ۱۴۲۵ھ

Marfat.com

۱۹۹۔ بستی، محمد بن حبان، ابوحاتم، ابوحاتم، السیرۃ النبویۃ واخبار الخلفاء، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، الصنائع، ط۲، ۱۴۱۱ھ

۲۰۰۔ بعطنونی، علی بن یوسف، ابوالحسن، بھجۃ الاسرار ومعدن الانوار، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۳ھ

۲۰۱۔ بصری، علی بن محمد، ادب الدنیا والدین، دارابن کثیر ط۳، ۱۴۲۳ھ

۲۰۲۔ بغدادی، ابی الحسین بن قانع، قاضی، معجم الصحابۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۲۶ھ

۲۰۳۔ بغدادی، احمد بن علی، ابی بکر، حافظ، امام، الکفایۃ فی علم الروایۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۲۷ھ

۲۰۴۔ ایضاً، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، مکتبۃ المعارف، الریاض، ط۱، ۱۴۰۳ھ

۲۰۵۔ ایضاً، اشرف اصحاب الحدیث، عالم الکتب بیروت، ط۱، ۱۴۲۳ھ

۲۰۶۔ ایضاً، الرحلۃ فی طلب الحدیث، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۳۹۵ھ

۲۰۷۔ بغوی، حسین بن مسعود، امام، معالم التنزیل، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ

۲۰۸۔ ایضاً، مصابیح السنۃ، دارالمعرفۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۷ھ

۲۰۹۔ ایضاً، امام، شرح السنۃ، دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ

۲۱۰۔ ایضاً، الانوار فی شمائل النبی المختار، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۶ھ

۲۱۱۔ بغوی، عبداللہ بن محمد، ابوالقاسم، مسند ابن الجعد، مؤسسۃ النادر، بیروت، ط۱، ۱۴۱۰ھ

۲۱۲۔ بلاذری، احمد بن یحییٰ، ابوجعفر، کتاب البلدان دارالکتب العلمیۃ، بیروت

۲۱۳۔ بلیاوی، عبدالحفیظ، ابوالفضل، مصباح اللغات، مدینۃ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ط۱، ۱۹۸۲ء

۲۱۴۔ بیسونی، حامد بن احمد، ابوانس طاہر، مقدمۃ، مؤطا امام مالک، دارالفجر للتراث، قاہرہ، مصر، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء

۲۱۵۔ بیضاوی، عبداللہ بن عمر، ناصرالدین قاضی، انوارالتنزیل واسرارالتاویل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ

۲۱۶۔ بوصیری، احمد بن ابی بکر، اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، دارالوطن، الریاض، ط۱، ۱۴۲۰ھ

۲۱۷۔ ایضاً، زوائد ابن ماجۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۲۱۸۔ بیھقی، احمد بن حسین، الحافظ ابوبکر، السنن الکبریٰ، دارالمعرفہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء

۲۱۹۔ ایضاً، شعب الایمان، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء

۲۲۰۔ ایضاً، الآداب، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۶ھ

۲۲۱۔ ایضاً، السنن الصغریٰ، دارالجیل، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۲۲۲۔ ایضاً، السنن الکبریٰ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۲۲۳۔ ایضاً، کتاب الاسماء والصفات، دارالکتاب العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

Marfat.com

۲۲۴۔ ایضاً، معرفۃ السنن والآ ثار، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

۲۲۵۔ ایضاً، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۰۵ھ

۲۲۶۔ ایضاً، الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد، الیمامۃ، دمشق، ط۱، ۱۴۲۰ھ

۲۲۷۔ پانی پتی، ثناءاللہ، قاضی، التفسیر المظھری، داراحیاءالتراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۲۲۸۔ پٹنی، محمد طاھر، علامۃ، تذکرۃ الموضوعات، داراحیاءالتراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۲۲۹۔ تاذفی، محمد بن یحییٰ، قلائدالجواھر فی مناقب عبدالقادر، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ط۳، ۱۴۳۷ھ

۲۳۰۔ تبریزی، عبداللہ محمد بن عبداللہ، خطیب، امام، مشکاۃ المصابیح، دارالارقم، بیروت، لبنان۔

۲۳۱۔ تحقیقات اسلامی، ادارہ تحقیق وتصنیف، علی گڑھ، بھارت، جنوری، ۲۰۰۹ء

۲۳۲۔ ترمذی، محمد بن عیسی، ابوعیسی، امام، الجامع المختصر من السنن عن رسول اللہ ﷺ ومعرفۃ الصحیح والمعلول وماعلیہ العمل، دارالسلام، الریاض، ط۱، ۱۴۲۰ھ

۲۳۳۔ ایضاً، علل الترمذی، مطبوعہ عالم الکتب، بیروت، ط۱، ۱۹۸۹ء

۲۳۴۔ ایضاً، الشمائل المحمدیۃ، المکتبۃ التجاریۃ، مکۃ المکرمۃ، ط۴، ۱۴۱۶ھ

۲۳۵۔ ترمذی، محمد، ابوعبداللہ، امام، نوادرالاصول فی احادیث الرسول، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۳ھ

۲۳۶۔ تفتازانی، سعدالدین، شرح عقائد نسفی، نورمحمد اصح المطابع، کراچی، س ن

۲۳۷۔ ایضاً، التوضیح والتلویح، منشی نولکشور، لکھنو

۲۳۸۔ ایضاً، درس ترمذی (مرتب: رشید اشرف)، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء

۲۳۹۔ تقی عثمانی، محمد، حجیت حدیث، ادارہ اسلامیات، لاہور، ط۱، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء

۲۴۰۔ ایضاً، تکملۃ فتح الملھم بشرح صحیح الامام مسلم، مکتبہ دارالعلوم کراچی، کراچی، ط۱، ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء

۲۴۱۔ ایضاً، علوم القرآن، مکتبہ دارالعلوم کراچی، کراچی، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء

۲۴۲۔ تلمسانی، احمد بن محمد، ابوالعباس، شھاب الدین، فتح المتعال فیٔ مدح النعال، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۷ھ

۲۴۳۔ تلیدی، عبداللہ، شیخ، تھذیب الخصائص النبویۃ الکبریٰ، دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۲، ۱۴۱۰ھ

۲۴۴۔ ایضاً، الانوارالباھرۃ بفضائل اھل البیت النبوی والذریۃ الطاھرۃ، مکتبۃ الامام الشافعی، الریاض، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۲۴۵۔ تمیمی، احمد بن علی، المثنی، امام، مسند ابی یعلی الموصلی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۲۴۶۔ تمیمی، عبدالکریم بن محمد، ابی سعد، امام، ادب الاملاء والاستملاء، دارومکتبۃ الھلال، ط۱، ۱۴۰۹ھ

۲۴۷۔ تونجی، ابوطالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، دیوان ابی طالب علم النبی ﷺ، سنۃ نبوت، تحقیق وتشریح: الدکتور محمد، دارالکتب العربی ط۴، ۱۴۲۳ھ

۲۴۸۔ تھانوی، شیخ محمد، التقریرات الرائعۃ علی النسائی، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، س ن

Marfat.com

۲۴۹۔ تھانوی، اشرف علی، جمال الاولیاء، مکتبۃ اسلامیۃ، بلال گنج، لاہور

۲۵۰۔ ایضاً، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ، تاج کمپنی، کراچی

۲۵۱۔ ایضاً، بیان القرآن، تاج کمپنی لاہور، الطبعۃ ۲۰۰۱ء

۲۵۲۔ ثعالبی، عبدالرحمٰن محمد بن مخلوف، شافعی، الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن:، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۲۵۳۔ ایضاً، الانوار فی آیات النبی المختار ﷺ، دارابن حزم، بیروت، ط۱، ۱۴۲۶ھ

۲۵۴۔ ثعلبی، احمد بن ابراہیم، ابواسحاق، الکشف والبیان، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ

۲۵۵۔ ایضاً، عرائس المجالس فی قصص الانبیاء، مطبع الحیدری، بمبئی، ہند، ۱۲۹۵ھ

۲۵۶۔ جادر، سالم العبد، مساعد، معالی الرتب لمن جمع بین شرفی الصحبۃ والنسب، دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۲۵۷۔ جرجانی، عبداللہ بن عدی، ابی احمد، الکامل فی ضعفاء الرجال، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۲۵۸۔ جرجانی، علی بن محمد، میر سید شریف، کتاب التعریفات، دارالفکر، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۲۵۹۔ جزری، عبدالرحمان، کتاب الفقہ المذاھب الاربعۃ، علماء اکیڈیمی، لاہور، ط۷، ۲۰۰۶ء

۲۶۰۔ جعفر مصطفیٰ، سید، سبیہ، دکتور، (المعاصر)، موسوعۃ سیرۃ سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام: المکتبۃ المکیۃ، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۲۲ھ

۲۶۱۔ جمال رجب، سیدبی، الدکتور، رسائل الجنید، داراقرا، دمشق، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۲۶۲۔ جمعۃ، احمد خلیل، نساء اھل البیت فی ضوء القرآن والحدیث، دارالیمامۃ، دمشق، ط۵، ۱۴۲۳ھ

۲۶۳۔ جمل، سلیمان بن عمیر، عجیلی، الفتوحات الالٰھیۃ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۶ھ

۲۶۴۔ جوزجانی، ابراھیم، ابواسحاق، احوال الرجال، مطبوعہ موسسۃ الرسالہ، بیروت، ط۱، ۱۹۸۵

۲۶۵۔ جوزقانی، ابوعبداللہ بن ابراھیم، الاباطیل والمناکیر والصاح والمشاھیر، دارالفکر، بیروت، ط۱، ۱۴۱۶ھ۔

۲۶۶۔ جوزی، ابن قیم، محمد بن ابی بکر، حادی الارواح الی بلادالافراح، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۲۶۷۔ ایضاً، اعلام الموقعین عن رب العالمین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۲، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

۲۶۸۔ ایضاً، روضۃ المحبین ونزھۃ المشتاقین، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۲۶۹۔ ایضاً، الوابل الصیب من الکلم الطیب، المکتب الاسلامی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۲۷۰۔ ایضاً، بدائع الفوائد، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۶ھ

۲۷۱۔ ایضاً، الفوائد مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۲۷۲۔ ایضاً، زادالمعاد فی ھدی خیر العباد، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۳، ۱۴۱۹ھ

۲۷۳۔ ایضاً، الطرق الحکمیۃ فی السیاسیۃ الشرعیۃ، المکتبۃ التجاریۃ مصطفیٰ احمد الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۶ھ

Marfat.com

۲۷۴۔ ایضاً، جلاء الافھام فی الصلاۃ والسلام علی خیرا لأنام، دارالکتاب العربی، بیروت ۱۴۱۷ھ

۲۷۵۔ ایضاً، الروح، دارالفکر بیروت، ط۱، ۱۴۱۰ھ ودار احیاء العلوم، بیروت، ط۲، ۱۴۱۴ھ

۲۷۶۔ ایضاً، فضائل الصحابۃ، الدمام، ط۳، ۱۴۲۶ھ

۲۷۷۔ ایضاً الفقہ الاسلامی وادلتہ (مترجم)، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۱۲ء

۲۷۸۔ جولیس ولہاوزن الخوارج (مترجم: علی محسن صدیقی) ارادہ قرطاس، کراچی، ط۲، ۲۰۰۹ء

۲۷۹۔ جوھری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، مطبوعہ دارالعلم للملایین، بیروت، لبنان، ط۲، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

۲۸۰۔ جوینی، عبدالملک بن عبداللہ، کتاب الارشاد الی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۱۶ھ

۲۱۸۔ جیلانی، عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ، فتوح الغیب، مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، بمصر ط۲، ۱۳۹۲ھ

۲۸۲۔ الجزائری، طاہر بن صالح، توجیہ النظر الی اصول الاثر، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، ۱۳۲۸ھ

۲۸۳۔ حازمی، محمد بن موسیٰ، ابوبکر، شروط الآئمۃ الخمسۃ، رحیم اکیڈمی، کراچی

۲۸۴۔ حاکم، محمد بن عبداللہ، ابوعبداللہ نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، دارالمعرفہ، بیروت، لبنان، ط۲، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

۲۸۵۔ ایضاً، سوالات الحاکم النیسابوری للدارقطنی، مطبوعہ مکتبۃ المعارف، الریاض، ط۱، ۱۹۸۴ء

۲۸۶۔ ایضاً، المدخل الی کتاب الاکلیل، المکتبۃ التجاریۃ، مکۃ المکرمۃ

۲۸۷۔ ایضاً، المدخل فی اصول الحدیث، دارابن حزم، ط۱، ۱۴۲۸ھ

۲۸۸۔ ایضاً، معرفۃ علوم الحدیث، المکتبۃ العلمیۃ، المدینۃ المنورۃ، ط۲، ۱۳۹۷ھ

۲۸۹۔ حسین بن محمد، شرف الدین، طیبی، الکاشف عن حقائق السنن، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۲۹۰۔ حصکفی، محمد بن علی، علامہ حنفی، الدرالمختار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۰۷ھ

۲۹۱۔ حصری، روضۃ الجمال، دکتورۃ، حیاۃ الحسن البصری، دارالکلم الطیب، بیروت، ط۱، ۱۴۲۲ھ

۲۹۲۔ حصنی، محمد بن عبدالمومن، تقی الدین، قمع النفوس ورقیۃ المایوس، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۴ھ

۲۹۳۔ حضرمی، محمد بن عمر، حدائق الأنوار ومطالع الانوار ومطالع الاسرار فی سیرۃ النبی المختار، مطبوعۃ دارالحاوی، بیروت ط۱، ۱۴۱۹ھ

۲۹۴۔ ایضاً، رشفۃ الصادی من بحر فضائل بنی النبی الھادی صلی اللہ علیہ وسلم، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۲۹۵۔ حکیم ترمذی، محمد بن علی، ابوعبداللہ، نوادر الاصول، دارالجیل، بیروت، لبنان، ۱۹۹۲ء

۲۹۶۔ حلبی، علی بن برھان الدین، انسان العیون فی سیرۃ الامین المآمون (السیرۃ الحلبیۃ)، دارالمعرفۃ، بیروت۔

۲۹۷۔ حماد، عبدالستار، ابومحمد، حجیت حدیث، دارالسلام، الریاض، السعودیہ، س ن

۲۹۸۔ حمیداللہ، محمد، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ط۹، ۲۰۰۳ء

Marfat.com

۲۹۹۔ حمیدی، محمد بن فتوح، الجمع بین الصحیحین، دار ابن حزم، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۳۰۰۔ حمیدی، عبداللہ بن الزبیر، امام، المسند، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۹ھ

۳۰۱۔ حنیف، سراج الاسلام، ڈاکٹر ابوسلیمان، معرفت علوم الحدیث، دار النوادر، لاہور، ط۴، ۲۰۱۱ء

۳۰۰۔ حنیف، علماء اللہ، محمد، التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی، المکتبۃ السفیۃ، لاہور، س ن

۳۰۲۔ خازن، علی بن محمد، بغدادی، لباب التاویل فی معانی التنزیل، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۳۰۳۔ خالد علوی، ڈاکٹر، حفاظت حدیث، الفیصل ناشران، لاہور، ۲۰۰۸ء

۳۰۴۔ ایضاً، اصول الحدیث، ایضاً، ط۲، ۲۰۰۱ء

۳۰۵۔ ختلی، ابراہیم بن عبداللہ، ابواسحاق، سؤالات ابن جنید، مطبوعہ مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ، السعودیۃ، ۱۹۸۸ء

۳۰۶۔ خرکوشی، عبدالملک بن ابی عثمان محمد، حافظ، ابوسعد، امام، اشرف المصطفیٰ ﷺ، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۴ھ

۳۰۷۔ خزرمی، احمد بن عبداللہ، صفی الدین، خلاصۃ التذہیب، دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۱ء

۳۰۸۔ خضری بک، محمد، اصول الفقہ، مکتبہ التجاریہ الکبری، بیروت، لبنان، ۱۹۲۹ء

۳۰۷۔ خطابی، حمد بن محمد، ابوسلیمان بستی، معالم السنن شرح سنن ابی داؤد، مکتبۃ العارف للنشر والتوضیع، الریاض، ط۱، ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء

۳۰۸۔ خطیب بغدادی، احمد بن علی، ابوبکر، الکفایۃ فی علم الروایۃ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، ۱۳۵۷ھ

۳۰۹۔ ایضاً، تاریخ بغداد، مطبوعہ مکتبۃ الخانجی، القاہرۃ، ط۱، ۱۹۳۰ء

۳۱۰۔ خفاجی، حمد شہاب الدین، علامۃ، نسیم الریاض فی شرح الشفاء القاضی عیاض: ، المطبعۃ الازہریۃ المصریۃ، ط۱، ۱۳۲۷ھ

۳۱۱۔ خلف بن عبدالمالک، ابوالقاسم، امام، کتاب الغوامض والمبہمات: ، دار لاندلس الخضراء، جدۃ، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۳۱۲۔ خوارزمی، محمد بن اسحاق، اثارۃ الترغیب والتشویق الی المساجد الثلاثۃ والبیت العتیق، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۳۱۳۔ ایضاً، مناقب الامام ابی حنیفۃ، دائرۃ المعارف النظامیۃ، حیدرآباد دکن ۱۳۳۲ھ

۳۱۴۔ خوارزمی، محمد بن محمود، ابوالمؤید، امام، جامع المسانید، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۳۱۵۔ خوارزمی، جلال الدین، کفایہ، نوریہ رضویہ، سکھر

۳۱۶۔ خیضری، قطب الدین، حافظ، اللفظ المکرم بخصائص النبی المعظم ﷺ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۳۱۷۔ داراشکوہ، شہزادہ، سفینۃ الاولیاء، نفیس اکیڈمی، کراچی، طبع ہفتم ۱۹۸۶ء

۳۱۸۔ دارقطنی، علی بن عمر، ابوالحسن، السنن، دار المحاسن، قاہرۃ، ۱۹۶۶ء

۳۱۹۔ ایضاً، الضعفاء والمتروکین، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۴ء

۳۲۰۔ دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، حافظ، سنن الدارمی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، س ن

Marfat.com

۳۲۱۔ دارمی، عثمان بن سعید، تاریخ عثمان بن سعید الدارمی عن ابن معین، مطبوعہ مرکز البحث العلمی، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۹۸۰ء

۳۲۲۔ دلان، احمد بن زینی، سید، السیرۃ النبویۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۶ھ

۳۲۳۔ ایضاً، الفتح المبین فی فضائل الخلفاء الراشدین واھل البیت الطاھرین، دارالفکر، بیروت، ط۱، ۱۴۲۳ھ

۳۲۴۔ دشتانی، محمد بن خلفہ، ابوعبداللہ، اکمال اکمال المعلم، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ھ

۳۲۵۔ دمیری، محمد بن موسی، کمال الدین، حیات الحیوان الکبریٰ، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر۔

۳۲۶۔ دمشقی، علی بن ابراھیم، علاؤالدین، فتاویٰ امام نووی، دارالفکر، دمشق، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۳۲۷۔ دولابی، محمد بن احمد، ابوبشر، الذریۃ الطاھرۃ النبویۃ، الدارالسلفیۃ الکویت، ط۱، ۱۴۰۷ھ

۳۲۸۔ دیاربکری، حسین بن محمد، شیخ، امام، تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ علیہ وسلم، دارصادر، بیروت

۳۲۹۔ دینوری، احمد بن مروان، ابوبکر، المجالسۃ وجواھر العلم، دارابن حزم، بیروت، ط۱، ۱۴۲۳ھ

۳۳۰۔ دینوری، احمد بن داود، ابوحنیفہ، الاخبار الطوال، دارالمسیرہ، بیروت

۳۳۱۔ دینوری، عبداللہ بن مسلم، امام، تاویل مختلف الحدیث، دارالفکر بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۳۳۳۔ ایضاً، التفسیر المنیر، دارالفکر، دمشق، ط۱، ۱۴۱۲ھ

۳۳۴۔ ذہبی، احمد بن عثمان، ابوعبداللہ، تذکرۃ الحفاظ، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء

۳۳۵۔ ایضاً، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، مکتبۃ عیسیٰ البابی الحلبی، القاھرہ، ط۱، ۱۹۶۳ء

۳۳۶۔ ایضاً، سیر اعلام النبلاء، مطبوعہ دارالفکر، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء

۳۳۷۔ ایضاً، الموقظۃ فی علم مصطلح الحدیث، دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۲، ۱۴۱۲ھ

۳۳۸۔ ایضاً، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۳۳۹۔ ایضاً، تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۲۶ھ

۳۴۰۔ ایضاً، معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۲، ۱۴۰۸ھ

۳۴۱۔ ذھبی، محمد حسین، دکتور، التفسیر والمفسرون، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۲، ۱۹۹۶ھ

۳۴۲۔ رازی، عبدالرحمٰن بن محمد ادریس، امام، تفسیر القرآن العزیز، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۲، ۱۴۱۹ھ

۳۴۳۔ رازی، فخرالدین، محمد بن عمر، بکری، مفاتیح الغیب، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۱ھ

۳۴۴۔ راغب، حسین بن محمد، اصفھانی، المفردات فی غریب القرآن، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۳۴۵۔ رزمانی، محمد بن عبدالباقی، ابوعبداللہ، شرح موطا الامام مالک، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ط۱، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

۳۴۶۔ رسالہ ''تدبر'' لاہور، نومبر ۱۹۹۱ء

Marfat.com

۳۴۷۔ رضوی، لیاقت علی، محمد، فیوضات الرضویۃ فی تشریحات الھدایۃ، شبیر برادر، لاہور، ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء

۳۴۸۔ رضوی، محمود احمد، سید، فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری، مکتبہ رضوان، لاہور، س ن

۳۴۹۔ رودانی، ابوعبداللہ، جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲ء

۳۵۰۔ زبیدی، مرتضیٰ حسینی، سید، حافظ، امام، بلغۃ الاریب فی مصطلح آثار الحبیب، دارالبشائر الاسلامیۃ بیروت، ط۲، ۱۴۰۸ھ

۳۵۱۔ زبیر علی زئی، حافظ، انوار الصحیفۃ فی الاحادیث الضعیفۃ من السنن الاربعہ، المکتبۃ الاسلامیۃ، لاہور، ط۱، ۱۴۳۳ھ

۳۵۲۔ ایضاً، تاج العروس من جواھر القاموس، دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ

۳۵۳۔ ایضاً، اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۹ھ

۳۵۴۔ زرقانی، محمد عبدالباقی، اشراق مصابیح السیرۃ المحمدیۃ بمزج اسرار المواھب اللدنیۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۳۵۵۔ زرکشی، محمد بن عبداللہ، امام، التذکرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ، المکتب الاسلامی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۳۵۶۔ ایضاً، البرھان فی علوم القرآن، درالمعرفۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۳۵۷۔ زرکلی، خیرالدین، الاعلام قاموس تراجم لاشھر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمتشرقین، بیروت، ط۲

۳۵۸۔ زمخشری، محمود بن عمر، علامۃ، الکشاف عن حقائق التاویل، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۳۵۹۔ ایضاً، الفائق فی غریب الحدیث، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۳۶۰۔ زحیلی، وھبۃ، دکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دارالفکر، دمشق، ط۳، ۱۴۰۹ھ

۳۶۱۔ زیلعی، عبداللہ بن یوسف، جمال الدین، حافظ، نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ، دارالکتب العلمیۃ، ط۱، ۱۴۱۶ھ

۳۶۲۔ زین الدین، عبدالرحیم بن حسین، عراقی، امام، التقیید والایضاح لما اطلق واغلق من مقدمۃ ابن الصلاح، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، ط۴، ۱۴۱۶ھ

۳۶۳۔ ایضاً، المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ط۱، ۱۴۱۹ھ

۳۶۴۔ ایضاً، الفیۃ السیرۃ النبویۃ، درالمنھاج، بیروت، ط۱، ۱۴۲۶ھ

۳۶۵۔ سبط ابن جوزی، علی بن عبداللہ، تذکرۃ الخواص، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۶ھ

۳۶۶۔ سبکی، محمد خطاب، محمود، المنھل العذب المورود شرح سنن الامام ابی داؤد، مطبوعہ مؤسسۃ التاریخ العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۰۲ھ

۳۶۷۔ سبکی، علی بن کافی، تقی الدین، السیف المسلول علی من سب الرسول ﷺ، دارابن حزم، بیروت، ط۱، ۱۴۲۶ھ

۳۶۸۔ ایضاً، شفاء السقام فی زیارۃ خیرالانام، مطبوعۃ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۳۶۹۔ سبکی، عبدالوھاب بن علی، طبقات الشافعیۃ الکبری، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۰ھ

۳۷۰۔ ستانی، محمد بن عبدالکریم، ابی الفتح، الملل والنحل، مطبوعۃ دارالمعرفۃ، بیروت، ط۹، ۱۴۲۹ھ

۳۷۱۔ سجاد ظہیر، نگار، ڈاکٹر، خوارج ایک مطالعہ، قرطاس، پبلشرز، کراچی، ط۱، ۲۰۱۲ء

Marfat.com

۳۷۲۔ سجستانی، عبداللہ بن ابی داؤد، ابوبکر، کتاب المصاحف، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۵ھ

۳۷۳۔ سخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن، شمس الدین، فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۳۷۴۔ ایضاً، الأجوبۃ المرضیۃ من الاحادیث النبویۃ، دارالریۃ، الریاض، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۳۷۵۔ ایضاً منحۃ الکرام بشرح بلوغ المرام، دارالامام الطبری، بیروت، ۱۴۱۲ھ

۳۷۶۔ ایضاً، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ، دارالکتاب العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۰۵ھ ومؤسسۃ الریان، بیروت، ط۱، ۱۴۲۲ھ

۳۷۷۔ سراج الدین، محمد بن عبدالرشید، سجاوندی حنفی، السراجی فی المیراث، المیزان، لاہور ۲۰۰۴ء

۳۷۸۔ سرخسی، محمد بن احمد، ابوبکر، المبسوط، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۱ھ

۳۷۹۔ سرھندی، وارث، علمی اردو لغات جامع، علمی کتاب خانہ، لاہور، ۱۹۹۰ء

۳۸۰۔ سعید بن منصور، مکی، خراسانی، امام، سنن سعید بن منصور، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۵ھ

۳۸۱۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور، ط۳، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

۳۸۲۔ ایضاً، شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال، لاہور، ط۱۰، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

۳۸۳۔ ایضاً، نعمۃ الباری فی شرح صحیح بخاری، فرید بک سٹال، لاہور، ط۲، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء

۳۸۴۔ سلیمان جسیم، فرھنگ بزرگ، فرھنگ معاصر، تہران، ط۵، ۱۳۷۹ھ

۳۸۵۔ سمرقندی، ابواللیث، نصر بن محمد، امام، بحرالعدوم (تفسیر سمرقندی)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۳ھ

۳۸۶۔ سمعانی، عبدالکریم بن محمد، ابوسعد، الانساب، مجلس دارالمعارفۃ، ھند، ۱۳۸۲ھ،

۳۸۷۔ سمھودی، علی بن عبداللہ، نورالدین، جواھر العقدین فی فضل الشرفین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۳۸۸۔ ایضاً، خلاصۃ الوفا، داراحیاء الکتاب العربی، بیروت

۳۸۹۔ ایضاً، وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ ﷺ، داراحیاء التراث العربی، بیروت

۳۹۰۔ سندھی، محمد بن عبدالھادی، ابوالحسن، حاشیۃ السندھی علی النسائی، دارالمعرفۃ، بیروت، ط۳، ۱۴۱۴ھ

۳۹۱۔ ایضاً، کفایۃ الحاجۃ فی شرح سنن ابن ماجہ، دارالمعرفۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۳۹۲۔ سنکی، زکریا بن محمد، شیخ، حافظ، انصاری، التبصرۃ والتذکرۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت

۳۹۳۔ سہارنپوری، خلیل احمد، علامہ محدث، بذل المجہود فی حل ابی داؤد، قدیمی کتب خانہ کراچی، س ن

۳۹۴۔ سہروردی، شھاب الدین، عوارف المعارف، پروگریسو بکس، لاہور، ط۲، ۲۰۱۰ء

۳۹۵۔ سھیلی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ، ابوالقاسم، علامۃ، الروض الانف، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۳۵۹۔ سیالوی، عبدالعلیم، مفتی محمد، فتاوی دارالعلوم نعیمیہ لاہوری، ادارہ منشوراتِ نعیمیہ، لاہور، ط۱، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء

Marfat.com

۳۹۷۔ سیوہاروی، حفظ الرحمان، محمد، قصص القرآن، مکتبہ رحمانیہ لاہور، معلوم ندارد

۳۹۸۔ سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان، ط ۸، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء

۳۹۹۔ ایضاً، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، کراچی، ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

۴۰۰۔ ایضاً، زہر الربی علی ھامش سنن النسائی، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، معلوم ندارد

۴۰۱۔ ایضاً، الاکیل فی استنباط التنزیل، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۲۸ھ

۴۰۲۔ ایضاً، الباھر فی حکم النبی ﷺ فی الباطن والظاھر، دارالسلام، القاھرۃ، ط ۱، ۱۴۰۷ھ

۴۰۳۔ ایضاً، البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۱۶ھ

۴۰۴۔ ایضاً، تاریخ الخلفاء، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۱۹ھ

۴۰۵۔ ایضاً، التعظیم والمنۃ فی ان ابوی رسول اللہ ﷺ فی الجنۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۰۹ھ

۴۰۶۔ ایضاً، جامع الاحادیث الکبیر، دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ

۴۰۷۔ ایضاً، جمع الجوامع، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۲۱ھ

۴۰۸۔ ایضاً، الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ﷺ، مکتبہ نزار المصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط ۱، ۱۴۱۸ھ

۴۰۹۔ ایضاً، الحاوی لفتاوی ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۰۲ھ وطبع دارالکتاب العربی، بیروت الطبعۃ ۱۴۲۵ھ

۴۱۰۔ ایضاً، الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ، دارالفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ

۴۱۱۔ ایضاً، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، دارالفکر، بیروت، الطبعۃ ۱۴۱۴ھ

۴۱۲۔ ایضاً، ذیل اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ، مطبع علوی لمحمد علی بخش خاں لکھنوی، ۱۳۰۳ھ

۴۱۳۔ ایضاً، زھر الربی علی المجتبیٰ (شرح سنن النسائی): ، دارالمعرفۃ، بیروت، ط ۳، ۱۴۱۴ھ

۴۱۴۔ ایضاً، شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، دارالمعرفۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۱۷ھ

۴۱۵۔ ایضاً، طبقات الحفاظ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۰۳ھ

۴۱۶۔ ایضاً، قطف الازھار المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترۃ، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ

۴۱۷۔ ایضاً، کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب ﷺ (الخصائص الکبریٰ)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۰۵ھ

۴۱۸۔ ایضاً، الکنز المدفون والفلک المشحون، اوالکشکول، مؤسسۃ النعمان، بیروت الطبعۃ ۱۴۱۲ھ

۴۱۹۔ ایضاً، لباب النقول فی اسباب النزول، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

۴۲۰۔ ایضاً، مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ، مکتبہ الصحابۃ جدۃ، ط ۲، ۱۴۱۳ھ

۴۲۱۔ ایضاً، مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ ﷺ من مجموعۃ الرسائل العشر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۰۹ھ

Marfat.com

۴۲۲۔ ایضاً،نشر العلمین المنیفین فی احیاء الابوین الشریفین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۹ھ

۴۲۳۔ شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، ابواسحاق، الموافقات فی اصول الشریعۃ، المطبعۃ الرحمانیۃ، القاھرۃ، مصر، ۱۴۰۲ھ

۴۲۴۔ شافعی، محمد بن ادریس، امام، الرسالۃ، مصطفیٰ البابی الحلبی، القاھرہ، المصر، ط۳، ۱۹۸۳ء

۴۲۵۔ ایضاً، المسند، دارالاثقافۃ، العربیۃ، دمشق، ۱۴۲۳ھ

۴۲۶۔ شامی، محمد امین، ابن عابدین، ردالمحتار علی درالمختار، دارالاحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۴۲۷۔ شاہ عبدالحق، محدث دھلوی، ماثبت بالسنۃ عن اعمال السنۃ عربی واردو، دارالاشاعت، کراچی ۱۴۰۳ھ

۴۲۸۔ ایضاً، اشعۃ اللمعات، فرید بک سٹال، لاہور، ط۲، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

۴۲۹۔ شاہ عبدالعزیز، دھلوی، محدث، فتاویٰ عزیزی، کتاب فروشی حاجی محمد علیم وپسران، بازار کتاب فروشی کابل افغانستان

۴۳۰۔ ایضاً، بستان المحدثین، قدیمی کتب خانہ، کراچی

۴۳۱۔ ایضاً، تحفہ اثناعشر، حضرت میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

۴۳۲۔ شاہ، ولی اللہ، محدث، دہلوی، المنتقی شرح الموطا، دارلکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۲، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء

۴۳۳۔ ایضاً، حجۃ اللہ البالغۃ، داراحیاء العلوم، بیروت، ط۱، ۱۴۱۰ھ

۴۳۴۔ ایضاً، المصفی شرح موطا، محمد علی کارخانہ، کراچی، س ن

۴۳۵۔ ایضاً، المسوی شرح موطا، ایضاً

۴۳۶۔ ایضاً، ازالۃ الخفاء فی تاریخ الخلفاء، قدیمی کتب خانہ، کراچی

۴۳۷۔ ایضاً، الانتباء فی سلاسل اولیاء، ایضاً

۴۳۸۔ ایضاً، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، سندھ ساگر اکادمی، لاہور

۴۳۹۔ شبلنجی، مومن بن حسن، نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار ﷺ، شرکۃ مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر الطبعۃ الاخیرۃ ۱۳۲۷ھ

۴۴۰۔ شبیر احمد، ڈاکٹر، اسلام کے مجرم، گلیکسی پبلیکشنز، فلوریڈا، امریکہ، ۲۰۰۱ء

۴۴۱۔ شبیر احمد، عثمانی، تفسیر عثمانی، مجمع الملک فھد الطباعۃ المصحف الشریف، مدینۃ منورۃ، الطبعۃ ۱۴۰۹ھ

۴۴۲۔ شعرانی، عبدالوہاب، میزان الشریعۃ الکبری، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ط۱، ۱۳۵۹ھ

۴۴۳۔ شعرانی، عبدالوہاب، امام، البدرالمنیر فی احادیث البشیر النذیر ﷺ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۰ھ

۴۴۴۔ ایضاً، کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ، دارالفکر بیروت، الطبعۃ ۱۴۰۸ھ

۴۴۵۔ ایضاً، الکبریت الاحمر، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ودار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ ۱۴۱۸ھ

۴۴۶۔ ایضاً، لواقع الانوار وطبقات الاخیار (الطبقات الکبریٰ)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

Marfat.com

۴۴۷۔ ایضاً، المعن الکبریٰ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۲۰ھ

۴۴۸۔ ایضاً، الیواقیت والجواھر، مطبعۃ مصطفیٰ البانی الحلبی، مصر، ودار احیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۴۴۹۔ شمس الحق، محمد، ابوطیب عظیم آبادی، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، قدیمی کتب خانہ، کراچی، س ن

۴۵۰۔ شنقیطی، تجانی، مختار بن احمد، رسالۃ البیان والتبیان فی ان الصوفیۃ مذھبھا السنۃ والقرآن، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۲۳ھ

۴۵۱۔ شوکانی، محمد بن علی، قاضی، فتح القدیر، دار ابن کثیر، دمشق، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۴۵۲۔ ایضاً، الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، دارالکتاب العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۰۶ھ

۴۵۳۔ ایضاً، قطر الولی علی حدیث الولی: العلامۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۳۲۲ھ

۴۵۴۔ ایضاً، تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین، دارالجیل، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۴۵۵۔ ایضاً، نیل الاوطار شرح منتقی الاخیار، دارالمعرفۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۴۵۵۔ شیبانی، محمد بن الحسن، موطا الامام مالک (موطا محمد)، دارالقلم دمشق، ط۱، ۱۴۱۳ھ

۴۵۷۔ شیبانی، احمد بن عمرو، امام، الزھد، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۲، ۱۴۰۸ھ

۴۵۸۔ ایضاً، السنۃ، المکتب الاسلامی، بیروت، ط۳، ۱۴۱۳ھ

۴۵۹۔ شیخ نظام، مولانا، الفتاویٰ العالمگیریۃ، المکتبۃ الرشید، کوئٹہ، س ن

۴۶۰۔ شیرویہ بن شھر، حافظ، فردوس الاخبار، دار ابن شیرویہ الدیلمی، دارالریان، القاھرۃ، ط۱، ۱۴۰۸ھ

۴۶۱۔ صاغرجی، محمد سعید، اسعد، الفقہ الحنفی وادلتہ، وحیدی کتب خانہ، پشاور

۴۶۲۔ صالحی، محمد بن طولون، الشذرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۳ھ

۴۶۳۔ صالحی، محمد بن یوسف، امام، سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۴۶۴۔ صاوی، احمد بن محمد، حاشیۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین، دارالفکر، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۴۶۵۔ صدیق حسن خان، نواب، بھوپالی، فتح البیان فی مقاصد القرآن، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، الطبعۃ ۱۴۱۲ھ

۴۶۶۔ ایضاً، مسک الختام، مکتبہ عثمانیہ، حیدرآباد، دکن، س ن

۴۶۷۔ صدیقی، محمد سعد، ڈاکٹر، علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت، شعبہ تحقیق قائداعظم لائبریری، لاہور، ط۱، ۱۹۸۸ء

۴۶۸۔ صلابی، علی محمد، الدکتور، خامس الخلفاء الراشدین امیر المؤمنین الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، دار ابن کثیر دمشق، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۴۶۹۔ صلاح الدین، ڈاکٹر، العمر فی خبر من غبر، کویت

۴۷۰۔ صنعانی، عبدالرزاق بن ھمام، امام، تفسیر عبدالرزاق، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۴۷۱۔ صنعانی، محمد بن اسماعیل، سبل السلام شرح بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام، مطبعۃ الاستقامۃ، مصر، ۱۳۵۷ھ

Marfat.com

۴۷۲۔ ایضاً، المصنف ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۱ھ

۴۷۳۔ طاہر القادری، محمد، ڈاکٹر، تحفظ ناموس رسالت، منہاج القرآن پبلیکشنز، لاہور، ط۴، ۲۰۰۴ء

۴۷۴۔ ایضاً، الدرۃ البیضاء فی مناقب فاطمۃ الزہراء، ایضاً، ط۲، ۲۰۰۳ء

۴۷۵۔ ایضاً، فتنہ خوارج اور دہشت گردی، ایضاً، ط۱، ۲۰۱۲ء

۴۷۶۔ ایضاً معارج السنن للنجاۃ من الضلال والفتن، ایضاً، ط۱، ۲۰۱۴ء

۴۷۷۔ ایضاً المفاج السوی من الحدیث النبوی، ایضاً، ط۴، ۲۰۰۵ء

۴۷۸۔ ایضاً الامۃ علی منہاج القران والسنۃ، ایضاً، ط۶، ۲۰۱۳ء

۴۷۹۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، ابوالقاسم، امام، جزء فیہ طرق حدیث من کذب علی متعمدا، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۴۸۰۔ ایضاً، کتاب الدعا، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۳ھ

۴۸۱۔ ایضاً، معجم الاوسط، مکتبۃ المعارف، الریاض ۱۴۰۵ھ

۴۸۲۔ ایضاً، معجم الکبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ودار الکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۲۸ھ

۴۸۳۔ ایضاً، المعجم الصغیر (الروض الدانی)، مکتب الاسلامی، بیروت، ط۱، ۱۴۰۵ھ

۴۸۴۔ طبری، ابن جریر، ابوجعفر، تاریخ الامم والملوک، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۲۴ھ

۴۸۵۔ ایضاً، جامع البیان، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۹ھ

۴۸۶۔ ایضاً، تہذیب الآثار تفصیل الثابت عن رسول اللہ ﷺ من الاخیار، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۹ھ

۴۸۷۔ ایضاً، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، دار الفکر، بیروت الطبعۃ ۱۴۱۵ھ

۴۸۸۔ ایضاً، خلاصۂ سیر سید البشر، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۴۸۹۔ طبری، احمد بن عبداللہ، محب الدین، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ط۱، ۱۹۹۶ء

۴۹۰۔ ایضاً، السمط الثمین فی مناقب امہات المؤمنین، المکتبۃ التجاریۃ، مکۃ المکرمۃ

۴۹۱۔ طحاوی، احمد بن محمد، ابوجعفر، امام، شرح معانی الآثار، عالم الکتب، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۴۹۲۔ ایضاً، تحفۃ الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار، دار بلنسیۃ، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۲۰ھ

۴۹۳۔ الطحان، محمود، الدکتور، تیسیر مصطلح الحدیث، دار القرآن الکریم، بیروت، لبنان، ۱۹۷۹ء

۴۹۴۔ طرابلسی، القاوقجی، محمد بن خلیل، اللولوٴ المرصوع فیما لا اصل لہ او باصلہ موضوع، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۴۹۵۔ طوسی، عبداللہ بن علی، ابونصر، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۱ھ

۴۹۶۔ طہ محمد، الساکت، شیخ، علامہ، من ذخائر السنۃ النبویۃ، دار نور المکتبات، ط۱، ۱۴۱۴ھ

Marfat.com

۴۹۷۔ طیالسی، سلیمان بن داؤد، امام، المسند ، دارالکتب العلمیۃ، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۴۹۸۔ ظھری، محمد بن سعد، امام، الطبقات الکبریٰ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۴۹۹۔ عامری، یحییٰ بن ابی بکر، ابوزکریا، عمادالدین ، بھجۃ المحافل وبغیۃ الامائل ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۵۰۰۔ عبدالباقی، محمد فواد، مناقب علی والحسنین واھما فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہم، دارالحدیث، القاھرۃ، سنۃ الطبع ۱۴۲۳ھ

۵۰۱۔ عبدالمنعم، قضاء علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، مکتبۃ الرشد، السعودیۃ، ط۱، ۱۴۲۷ھ

۵۰۲۔ عبدالمجید، خواجہ، جامع اللغات، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ط۱، ۱۹۸۹ء

۵۰۳۔ عتر، نورالدین، منہج النقد فی علوم الحدیث، دارلفکر، دمشق، شام، ۱۹۸۱ء

۵۰۴۔ عثمانی، شبیر احمد، علامہ، فتح الملھم بشرح صحیح مسلم، مکتبہ دارالعلوم کراچی، کراچی، ۱۴۲۳ھ

۵۰۵۔ ایضاً، تفسیر عثمانی، پاک کمپنی، لاہور، س ن

۵۰۶۔ عثمانی، ظفر احمد، تھانوی، شیخ، اعلاء السنن، دارالفکر، بیروت، ط۱، ۱۴۲۱ھ

۵۰۷۔ عجاج، محمد، الخطیب، السنۃ قبل التدوین، مکتبہ وھبہ، القاھرہ، مصر، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

۵۰۸۔ عجلونی، اسمٰعیل بن محمد، علامۃ، کشف الخفاء ومزیل الالباس، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۵۰۹۔ عجلی، احمد بن عبداللہ، ابوالحسن، تاریخ الثقات، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت، ط۱، ۱۹۸۴ء

۵۱۰۔ عصفری، خلیفۃ بن خیاط، ابی عمرو، تاریخ خلیفہ بن خیاط، تحقیق اکرم ضیاء العمری، دارطیبۃ الریاض، ط۲، ۱۴۰۵ھ

۵۱۱۔ العطار، صدقی جمیل، حاشیہ سنن ابی داؤد، دارالفکر، بیروت، لبنان، ط۱، ۲۶۔۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۵ء

۵۱۲۔ عطار، فریدالدین، شیخ، تذکرۃ الاولیاء، لاہور

۵۱۳۔ عقاد، عباس محمود، العبقریات الاسلامیۃ، المکتبۃ، العصریۃ، بیروت

۵۱۴۔ عقیلی، محمد بن عمرو، ابوجعفر، الضعفاء الکبیر، مکتبہ علمیہ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۹۸۴ء

۵۱۵۔ عکبری، عبیداللہ بن محمد، ابوعبداللہ، الابانۃ عن شریعۃ الفرق الناجیۃ ومجانبۃ الفرق المذمومۃ، دارالربۃ، الریاض، ط۱، ۱۴۰۹ھ

۵۱۶۔ عکری، احمد بن محمد، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، دارابن کثیر، دمشق، ط۱، ۱۴۰۶ھ

۵۱۷۔ علائی، خلیل بن کیکلدی، کتاب تحقیق منیف الرتبۃ لمن ثبت لہ شرف الصحبۃ، دارالعاصمۃ، الریاض، ط۱، ۱۴۱۰ھ

۵۱۸۔ علوی، محمد ابن السید ، مالکی مکی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم الانسان الکامل، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۹ھ

۵۱۹۔ عمر بن علی، ابوحفص، حنبلی، اللباب فی علوم الکتاب، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۵۲۰۔ عیاض مالکی، قاضی، ابوالفضل بن موسیٰ، اکمال المعلم بفوائد مسلم، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

۵۲۱۔ ایضاً، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، دارالکتب العربی، بیروت، لبنان

Marfat.com

۵۲۲۔ عینی، محمود بن احمد، بدرالدین، ابومحمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دارالحدیث، ملتان، ط۱، س ن

۵۲۳۔ ایضاً، العلم الھیب من الکلم الطیب، مکتبۃ الرشد، الریاض، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۵۲۴۔ غامدی، جاوید احمد، میزان، المورد، لاہور، ط۳، ۲۰۰۹ء

۵۲۵۔ غربان محمد شفیق، الموسوعۃ العربیۃ المسیر ۃ، قاھرہ، مصر، ۱۹۶۵ء

۵۲۶۔ غزالی، محمد بن محمد، امام، احیاء علوم الدین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۵۲۷۔ ایضاً، المستصفی من علم الاصول، امیریہ کبری، بولاق، مصر، ۱۲۹۴ھ

۵۲۸۔ غیاث الدین، محمد، غیاث اللغات، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، معلوم ندارد

۵۲۹۔ فاسی، محمد مھدی، امام، مطالع المسر ات بجلاء دلائل الخیرات ، المکتبۃ المکرمۃ الرضویۃ، لائلپور (فیصل آباد)

۵۳۰۔ فزاری، ابراھیم بن محمد، ابواسحاق، کتاب السیر ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۸ھ

۵۳۱۔ فتنی، محمد طاھر، مجمع بحار الانوار ، مکتبۃ دارالایمان المدنیۃ المنو رۃ، ط۳، ۱۴۱۵ھ

۵۳۲۔ الفلاح، محمد عبدہ، تفسیر الحدیث المسمیٰ اشرف الحواشی، شیخ محمد اشرف ناشران، لاہور، س ن

۵۳۳۔ فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، مجدالدین، القاموس المحیط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۳، ۱۴۱۳ھ

۵۳۴۔ فیروزالدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز، لاہور، س ن

۵۳۵۔ قاسمی، وحیدالزمان، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، کراچی، ط۱، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء

۵۳۶۔ قاسمی، جمال الدین، قواعد التحدیث، مکتبہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن، ۱۳۵۸ھ

۵۳۷۔ ایضاً، محاسن التاویل (التفسیر القاسمی) ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۵۳۸۔ قاضی، زین العابدین، قاموس القرآن، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۷۸ء

۵۳۹۔ قرطبی، احمد بن عمر، ابوعباس ابراہیم مالکی، المفھم، دارابن کثیر، بیروت، لبنان، ۱۴۱۷ھ

۵۴۰۔ قرطبی، محمد بن احمد، ابوعبداللہ مالکی، الجامع لاحکام القرآن، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ

۵۴۱۔ ایضاً، التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۵۴۲۔ قرطبی، یوسف بن عبداللہ، ابوعمرو، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۵۴۳۔ ایضاً، جامع بیان العلم وفضلہ ، دارابن الجوزی، الدمام، ط۴، ۱۴۱۹ھ

۵۴۴۔ قسطلانی، احمد بن محمد، ابوالعباس شہاب الدین، ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۲، ۲۰۰۹ء

۵۴۵۔ ایضاً، المواھب الدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، مکتب الاسلامی بیروت، ط۱، ۱۴۱۲ھ

۵۴۶۔ قشیری، عبدالکریم بن ھوازن، ابوالقاسم، امام، لطائف الاشارات، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۰ھ

Marfat.com

۵۴۷۔ قضاعی، محمد بن سلامۃ، ابی عبداللہ، دستور معالم الحکم وماثور مکارم الشیم، شرکۃ دارارقم بن ابی الارقم بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۵۴۸۔ قطب شہید، سید، فی ظلال القران، ادارہ منشورات اسلامی، لاہور، ط۴، ۱۹۹۸ء

۵۴۹۔ قنوجی، محمد صدیق حسین، سید، البلغۃ فی اصول اللغۃ، دارالبشائر الاسلامیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۰۸ھ

۵۵۰۔ ایضاً، تکریم المؤمنین بتقویم مناقب الخلفاء الراشدین، قادری کتب خانہ، سیالکوٹ۔

۵۵۱۔ ایضاً، التاج المکلل من جوھر مآثر الطراز الآخر والاولی، مکتبۃ دارالسلام الریاض، ط۱، ۱۴۱۶ھ

۵۵۲۔ ایضاً، الدین الخالص، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۵۵۳۔ کاسانی، ابوبکر بن مسعود، علاؤالدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی، ۱۴۰۰ھ

۵۵۴۔ کاظمی، احمد سعید، سید، مقالات، بزم سعید، ملتان، ط۷، ۲۰۰۰ء

۵۵۵۔ کاندھلوی، محمد ادریس، حجیت حدیث، مکتبہ عثمانیہ، لاہور، ط۲، ۱۹۹۶ء

۵۶۵۔ ایضاً، التعلیق الصبیح علی مشکاۃ المصابیح، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۵۵۷۔ کاندھلوی، محمد زکریا، شیخ، اوجز المسالک الی موطا مالک، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

۵۵۸۔ ایضاً، بذل المجھود فی حل ابی داؤد، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء

۵۵۹۔ کاندھلوی، محمد یوسف، حیاۃ الصحابۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۰۶ھ

۵۶۰۔ الکائی، ھبۃ اللہ بن حسن، ابوالقاسم، شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۳ھ

۵۶۱۔ کتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۶ھ

۵۶۲۔ کدیری، احسان محمد دحلا جمفسی سراج الطالبین، مکتبۃ الحرمین، جدۃ

۵۶۳۔ کریم خان، محمد، ڈاکٹر، امثال الحدیث، ہجویری بک شاپ، لاہور، ط۱، ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء

۵۶۴۔ ایضاً، ہمارے فکری وعملی مسائل اور تعلیمات نبوی ﷺ، پروگریسو بکس، لاہور، ط۱، ۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء

۵۶۵۔ کشمیری، محمد انور شاہ، التصریح بما تواتر فی نزول المسیح، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ بحلب، ط۵، ۱۴۱۲ھ

۵۶۶۔ ایضاً، العرف الشذی شرح جامع الترمذی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

۵۶۷۔ ایضاً، فیض الباری علی صحیح البخاری، المکتبۃ الرشیدیۃ، کوئٹہ

۸۶۸۔ گردیزی، شاہ حسین، سید الذنب فی القرآن، زم زم پرنٹنگ پریس، کراچی، ط۱، ۱۴۶۷ھ ۲۰۰۶ء

۵۶۹۔ لکھنوی، عبدالحی، محمد، الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ، بحلب، ط۳، ۱۴۰۸ھ

۵۷۰۔ ایضاً، الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، بحلب، ط۳، ۱۴۱۴ھ

۵۷۱۔ لکھنوی، محمد عبدالحلیم بن محمد امین، قمر الاقمار لنور الانوار فی شرح المنار، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

Marfat.com

۵۷۲۔ ماتریدی، محمد بن محمود، ابی منصور، سمرقندی، حنفی، تاویلات اھل السنۃ، مؤسسۃ الرسالۃ ط۱، ۱۴۲۵ھ

۵۷۳۔ مالک، ابن انس، امام، المؤطا، دار الفجر للتراث، القاہرہ، مصر، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء

۵۷۴۔ مالینی، احمد بن محمد، ابوسعید، امام، کتاب الاربعین فی شیوخ الصوفیۃ، دار البشائر الاسلامیۃ، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۵۷۵۔ ماوردی، علی بن محمد، علی بن محمد، علامۃ، اعلام النبوۃ: مطبوعۃ دار الکتاب العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۰۸ھ

۵۷۶۔ ایضاً، النکت والعیون، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۲ھ

۵۷۷۔ مبارکپوری، عبدالرحمٰن، ابوالعلی محمد، تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی، بیت الافکار الدولیۃ، عمان، اردن، س ن

۵۷۸۔ ایضاً، الرحیق المختوم، دار السلام، الریاض، الطبعۃ ۱۴۱۴ھ

۵۷۹۔ مجاھد بن جبر، قرشی، مخزومی، التفسیر الکبیر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۶ھ

۵۸۰۔ محمد امین، حافظ، سنن نسائی (فوائد ومسائل)، دار السلام، لاہور، ۱۴۳۲ھ

۵۸۱۔ محب طبری، احمد بن عبداللہ، ابوجعفر، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ، مکتبۃ الصحابہ، جدہ، سعودی عرب، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء

۵۸۲۔ محمد بن علی، ابوعلی، الصوری، الحافظ، الفوائد المنتقاۃ والغرائب الحسان عن شیوخ الکوفین، دار الکتاب العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۰۷ھ

۵۸۳۔ محمد بن سلامۃ، الشافعی، القضاعی، امام، مسند الشھاب، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۵ھ

۵۸۴۔ محمد بن ہارون، ابوبکر، رویانی، امام، مسند الصحابۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۵۸۵۔ محمد بن محمد، ابوالسعود، عمادی، حنفی، ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۵۸۶۔ محمد امین بن محمد مختار، جکنی، علامۃ، اضواء البیان فی ایضاح القرآن: دار احیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۵۸۷۔ محمد بن یعقوب، مجد الدین، فیروز آبادی، امام، بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت

۵۸۸۔ محمد بن خطیب، شربینی، السراج المنیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۲۵ھ

۵۸۹۔ محمد علی، شیخ، صابونی، صفوۃ التفاسیر، دار الحیا التراث العربی، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۵۹۰۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء

۵۹۱۔ محمد بن خلیفۃ، ابوعبداللہ، وشتانی، ابی المالکی، علامۃ، اکمال اکمال المعلم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۵۹۲۔ محمد بن احمد، ابوالقاسم، کلبی، التسھیل لعلوم التنزیل، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۵۹۳۔ محمد زکریا، سھارنپوری، مولانا، لامع الدرری علی جامع البخاری، مکتبۃ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

۵۹۴۔ محمد بن محمد، سنوسی، مالکی، علامۃ، مکمل اکمال الاکمال، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۵۹۵۔ محمد بن محمد، ابوالفتح، حافظ، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، مکتبۃ دار التراث، المدینۃ المنورۃ، ط۱، ۱۴۱۳ھ

۵۹۶۔ محمد بن احمد، ابوالبقاء، تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینۃ الشریفۃ والقبر الشریف، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

Marfat.com

۵۹۷۔ محمد بن عمر، کتاب المغازی للواقدی ،عالم الکتب بیروت، ط۳،۱۴۰۴ھ

۵۹۸۔ محمد بن ادریس، دیوان امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، تحقیق محمد عبدالرحیم، دارالفکر، بیروت، ط۱،۱۴۱۵ھ

۵۹۹۔ محمد شفیق، ابوسعید، حنفی کشمیری، فضل الودود فی شرح سنن ابی داود، دارقمر الاسلام، برمنگھم، لندن، ط۱،۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء

۶۰۰۔ محمد نافع، مولانا، سیرت امیر معاویہ، دارالکتاب، لاہور

۶۰۱۔ مرادآبادی، نعیم الدین، سید محمد، خزائن العرفان، حافظ کمپنی، لاہور، س ن

۶۰۲۔ مراغی، زین الدین ابی بکر بن الحسین، کتاب تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دارالھجرۃ ، مکتبہ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرمۃ، ط۱،۱۴۱۷ھ

۶۰۳۔ مروزی، خزاعی، نعیم بن حماد، حافظ، الفتن ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱،۱۴۱۸ھ

۶۰۴۔ مروزی، اسحاق بن ابراھیم، امام، مسند اسحاق بن راھویہ، مکتبۃ الایمان، المدینۃ المنورۃ، ط۱،۱۴۱۰ھ ودارالکتاب العربی، بیروت ط۱،۱۴۲۳ھ

۶۰۵۔ مروزی، محمد بن نصر، امام فقیہ شیخ الاسلام، المسند، مکتبہ مصطفی البابی، بولاق، مصر،۱۴۰۲ھ

۶۰۶۔ مزی، جمال الدین یوسف، ابوالحجاج، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۱،۱۹۹۲ء

۶۰۷۔ مرغینانی، علی بن ابی بکر، ابوالحسن، الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۱،۱۴۱۶ھ

۶۰۸۔ ایضاً، اللباب فی شرح الکتاب، ایضاً

۶۰۹۔ مرجانی، محمد بن عبدالملک، بھجۃ النفوس والاسرار، مکتبۃ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرمۃ، ط۱،۱۴۱۸ھ

۶۱۰۔ مسلم، ابن حجاج، ابوالحسین قشیری، صحیح مسلم، دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان،۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء

۶۱۱۔ ایضاً، الانتفاع بجلود السباع، دارالفکر، بیروت

۶۱۲۔ مصری، عمر بن شبۃ، ابوزید، تاریخ مدینۃ، دارالتراث، بیروت، ط۱،۱۴۱۰ھ

۶۱۳۔ مصطفی خیری، منصوری، علامۃ، المقتطف من عیون التفاسیر، دارالقلم، دمشق، ط۲،۱۴۱۷ھ

۶۱۴۔ مطلبی، محمد بن اسحاق، مدنی، السیرۃ النبویۃ ، درالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱،۱۴۲۴ھ

۶۱۵۔ مغلطائی، ابوعبداللہ بن قلیج، علاء الدین، حافظ، الاشارۃ الی سیرۃ المصطفی، دارالقلم، دمشق، ط۱،۱۴۱۶ھ

۶۱۶۔ مقاتل بن سلیمان، ابوالحسن، ازدی، امام، تفسیر مقاتل بن سلیمان، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱،۱۴۲۴ھ

۶۱۷۔ مقدسی، یوسف بن یحیی، عقدالدرر فی اخبار المنتظر وھوالمھدی، مکتبۃ المنار، ط۱،۱۴۰۵ھ

۶۱۸۔ مقدسی، محمد بن عبدالواحد، ضیاء الدین، الاحادیث المختارۃ مما لیس فی الصحیحین، مکتبۃ النھضۃ الحدیثیۃ، مکۃ المکرمۃ، ط۱،۱۴۱۰ھ

۶۱۹۔ مقدسی، محمد بن طاھر، ابوالفضل، حافظ، اطراف الغرائب والافراد للدارقطنی، دارالتدمریۃ، الریاض، ط۱،۱۴۲۸ھ

۶۲۰۔ ایضاً، الجمع بین رجال الصحیحین، دائرۃ معارف عثمانیہ، حیدرآباد، دکن،۱۳۲۳ھ

۶۲۰۔ ایضاً، شروط القدیمۃ السنۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت،۱۹۸۴ء

Marfat.com

۶۲۱۔ مقریزی، احمد بن علی، ابی العباس المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، الطبعۃ بدون تاریخ، مکتبۃ الدینیۃ، القاھرۃ۔

۶۲۲۔ مقری، احمد بن محمد علی، المصباح المنیر، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت ط۱، ۱۴۱۴ھ

۶۲۳۔ ملا علی القاری، علی بن سلطان محمد، الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۵ھ

۶۲۴۔ ایضاً، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

۶۲۵۔ ایضاً، شرح مسند ابی حنیفۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۶۲۶۔ ایضاً، شرح الفقہ الاکبر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۴ھ

۶۲۷۔ ایضاً، شرح الشفاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۶۲۸۔ ایضاً، فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ، دار ارقم، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۶۲۹۔ ایضاً، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، المکتبۃ التجاریہ، مکۃ المکرمۃ

۶۳۰۔ ایضاً، المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۵، ۱۴۱۴ھ

۶۳۱۔ ملا جیون، احمد، نور الانوار، محمد سعید اینڈ سنز، کراچی، س ن

۶۳۲۔ مناوی، عبد الرؤف، علامۃ، شرح الشمائل، نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

۶۳۳۔ ایضاً، کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ

۶۳۴۔ ایضاً، الکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ، دار صادر، بیروت، ط۱، ۱۹۹۹ء

۶۳۵۔ منذری، زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی، امام، الترغیب والترھیب، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۶۳۶۔ منصور بن الحسن، عماد الدین، گازرونی، شافعی، حاشیۃ الگازرونی علی البیضاوی:، دار الفکر، بیروت، الطبعۃ ۱۴۱۶ھ

۶۳۷۔ منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، قاضی، رحمۃ اللعالمین، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور ۱۹۹۱ھ

۶۳۸۔ مودودی، ابو الاعلی، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ط۴۰، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء

۶۳۹۔ ایضاً، سنت کی آئینی حیثیت، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ط۲۰، ۲۰۰۰ء

۶۴۰۔ موسیٰ شاھین، لاشین، پروفیسر ڈاکٹر، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، دار الشروق، القاھرہ، مصر، ط۲، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء

۶۴۱۔ مھر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مھر منیر، فیض احمد فیض رحمۃ اللہ علیہ، قطب عالم، پاکستان، انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ لاہور ۱۴۰۶ھ

۶۴۲۔ ایضاً، تصفیۃ مابین سنی وشیعۃ رحمہما اللہ علیہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ، لاہور ۱۴۰۶ھ

۶۴۳۔ ناصر الدین، محمد البانی، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، وشیٔ من فقھھا وفوائدھا، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء

۶۴۴۔ ایضاً، ظلال الجنۃ فی تخریج السنۃ:، المکتب الاسلامی، ط۳، ۱۴۱۳ھ

۶۴۵۔ ایضاً، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ، والموضوعۃ واثرھا السیٔ فی الامۃ، ایضاً، ط۱، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء

Marfat.com

۶۴۶۔ نبہانی، یوسف بن اسماعیل، امام، الانوار المحمدیۃ من المواھب اللدنیۃ ،الطبعۃ الادبیۃ، بیروت ۱۳۲۱ھ

۶۴۷۔ ایضاً، جامع کرامات اولیاء ،دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۶۴۸۔ ایضاً، جواھر البحار فی فضائل النبی المختار، مصر ۱۳۷۹ھ، ودارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۶۴۹۔ ایضاً، حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ﷺ ،دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۶۵۰۔ ایضاً، حزب الاستغاثات بسید السادات، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۲ھ

۶۵۱۔ ایضاً، سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین ﷺ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۶۵۲۔ ایضاً، شواھد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، ودارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۷ھ

۶۵۳۔ نجدی، محمد بن عبدالوھاب، مختصر زاد المعاد ،المکتب الاسلامی، بیروت، ط۴، ۱۴۰۳ھ

۶۵۴۔ ایضاً، مختصر سیرۃ الرسول ،مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۶۵۵۔ نجم الدین، محمد بن محمد، الغزی، الاتقان ما تحسن من الاخبار الواردۃ علی الالسن، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ط۱، ۱۴۲۵ھ

۶۶۵۔ ندوی، سید سلمان، سیرۃ النبی ﷺ، الفیصل ناشران، لاہور، ۱۹۹۱ء

۶۵۷۔ ندوی، علی، ابوالحسن، ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین، دارابن کثیر دمشق، ط۴، ۱۴۲۶ھ

۶۵۸۔ ایضاً، المرتضیٰ سیرۃ امیر المامنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ،دارالقلم دمشق، ط۲، ۱۴۱۹ھ

۶۵۹۔ ندوی، سید رضوان علی، الدکتور، خانوادۂ نبوی وعھد بنی امیہ، حقائق واوھام عربی ادارۂ تصنیف ونشر کراچی

۶۶۰۔ نسائی، احمد بن علی بن شعیب، ابوعبدالرحمٰن، الضعفاء والمتروکین، مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۶ء

۶۶۱۔ ایضاً، سنن النسائی المسمیٰ بالمجتبیٰ، دارالفکر، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۵ھ-۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

۶۶۲۔ ایضاً، تفسیر النسائی، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۰ھ

۶۶۳۔ ایضاً، خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، دارالکتاب العربی، بیروت، ط۲، ۱۴۱۷ھ

۶۶۴۔ ایضاً، السنن الکبریٰ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۱ھ

۶۶۵۔ نسفی، احمد بن محمد، ابوالبرکات، علامۃ، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، دارالقلم، بیروت، ط۱، ۱۴۰۸ھ

۶۶۶۔ نظام الدین بن محمد، قمی، علامۃ، غرائب القرآن وغرائب الفرقان، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۵ھ

۶۶۷۔ نعمانی، شبلی، سید سلیمان، ندوی، علامۃ، سیرۃ النبی، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور

۶۶۸۔ نعمانی، محمد عبدالرشید، اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھتان: علامۃ مکتبۃ الحسن، لاہور

۶۶۹۔ ایضاً، شھداء کربلاء پر افتراء، مکتبۃ الحسن، لاہور

۶۷۰۔ ایضاً، یزید کی شخصیت اھل سنت کی نظر میں، مکتبۃ الحسن، لاہور

Marfat.com

۶۷۱۔ نعیمی، احمد یار خان، مفتی، مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، مکتبہ اسلامیہ، لاہور

۶۷۲۔ نقوی، علی رضا، سید دکتر، فرہنگ جامع (فارسی بہ انگلیسی واردو)، قرایزخی فرہنگی سفارت، جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد، ط ۲، ۱۳۸۲ھ

۶۷۳۔ نواب صاحب، ظفر اللاضی بما یجب فی القضاء علی القاضی، دار ابن حزم بیروت، ط ۱، ۱۴۲۲ھ

۶۷۴۔ نووی، یحیی بن شرف، ابوزکریا محی الدین، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیت الافکار الدولیۃ، اردن، ط ۵، ۲۰۰۷ء

۶۷۵۔ ایضاً، تہذیب الاسماء واللغات، دار الفکر، بیروت، ط ۱، ۱۴۱۶ھ

۶۷۶۔ ایضاً، تقریب النواوی مع تدریب الراوی، مکتبۃ الکوثر، الریاض، ط ۲، ۱۴۱۵ھ

۶۷۷۔ ایضاً، المنتخبۃ من کلام سید الابرار ﷺ، دار ابن کثیر، دمشق، ط ۶، ۱۴۱۳ھ۔

۶۷۸۔ ایضاً، المجموع شرح المہذب، دار الفکر، بیروت

۶۷۹۔ نیشاپوری، حسن بن محمد، عقلاء المجانین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ط ۱، ۱۴۰۵ھ

۶۸۰۔ نیشاپوری، عبداللہ بن علی، امام، المنتقی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۱۷ھ

۶۸۱۔ نیشاپوری، محمود بن ابی الحسن، ایجاز البیان عن معانی القرآن، مکتبۃ التوبۃ، الریاض، ط ۱، ۱۴۱۷ھ

۶۸۲۔ ایضاً، الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، دار القلم، دمشق، ط ۱، ۱۴۱۵ھ

۶۸۳۔ ایضاً، الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۱۵ھ

۶۸۴۔ ایضاً، اسباب نزول القرآن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۱۱ھ

۶۸۵۔ وحید الزمان، علامۃ، یسیر الباری شرح صحیح البخاری:، تاج کمپنی پاکستان

۶۸۶۔ ایضاً، لغات الحدیث، نور محمد کتب خانہ، کراچی، س ن

۶۸۷۔ وحید الزمان خان، فوائد سنن ابن ماجہ علی ہامش سنن ابن ماجہ، مطبوعہ مہتاب کمپنی، لاہور، س ن

۶۸۸۔ ایضاً فوائد سنن نسائی، اسلامی کتب خانہ، لاہور، س ن

۶۸۹۔ وکیع بن الجراح، امام، کتاب الزھد، دار الصمیعی، الریاض، ط ۲، ۱۴۱۵ھ

۶۹۰۔ ہاشمی، عبدالمنعم، عصر الصحابۃ، دار ابن کثیر بیروت، ط ۱، ۱۴۲۴ھ

۶۹۱۔ ہانزویر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرہ، مطبوعہ مکتبہ لبنان، بیروت، ۱۹۸۰ء

۶۹۲۔ ہجویری، علی بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ، کشف المحجوب، نوائے وقت پرنٹرز، لاہور، الطبعۃ ۷ ۱۳۸ھ

۶۹۳۔ ہروی، احمد بن محمد، ابوعبید، الغریبین فی القران والحدیث، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، مکۃ المکرمۃ، ط ۱، ۱۴۱۹ھ

۶۹۴۔ ہروی، علی بن سلطان محمد، امام، شرح شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات اھل الأثر، شرکۃ دار الارقم بن ابی الارقم، بیروت

۶۹۴۔ ہمام بن منبہ، الصحیفۃ الصحیحہ (مترجم: محمد رضاء الحسن)، کرمانوالہ بک شاپ، لاہور، ط ۱، ۲۰۰۷ء

Marfat.com

۶۹۵۔ ھمدانی، محمد بن محمد، ابوالفتوح، الطائی، کتاب الاربعین، دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۰ھ

۶۹۶۔ ہندی، علی بن ابی بکر، ابوالحسن نورالدین، کنز العمال فی سنن الافعال والاقوال، مؤسسہ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

۶۹۷۔ ھیتمی، ابن حجر، احمد بن محمد، امام، اسنی المطالب فی صلۃ الاقارب، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط۱، ۱۴۲۴ھ

۶۹۸۔ ایضاً، اشرف الوسائل الی فھم الشمائل، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۶۹۹۔ ایضاً، الدرالمنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود ﷺ، دارالمدینۃ المنورۃ، ط۲، ۱۴۱۶ھ

۷۰۰۔ ایضاً، الصواعق المحرقۃ فی الرد علی اھل البدع والزندقۃ، مطبوعۃ مکتبۃ القاھرۃ، مصر، ط۲، ۱۳۸۵ھ

۷۰۱۔ ھیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، حافظ، بغیۃ الباحث فی زوائد مسند الحارث، تحقیق: مسعد السعدنی، دارالطائع القاھرۃ

۷۰۲۔ ایضاً، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء

۷۰۳۔ ایضاً، کشف الاستار عن زوائد البزار، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۰۴ھ

۷۰۴۔ ایضاً، مجمع البحرین فی زوائد المعجمین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۷۰۵۔ ایضاً، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دارالفکر، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ

۷۰۶۔ ایضاً، المقصد العلی فی زوائد مسند ابی یعلی الموصلی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۹ھ

۷۰۷۔ ایضاً، موارد الظمان، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان

۷۰۸۔ یافعی، عبداللہ بن اسعد، یمنی، خلاصۃ المفاخر فی مناقب شیخ عبدالقادر، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور

۷۰۹۔ ایضاً، روض الریاحین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۱ھ

۷۱۰۔ ایضاً، مرآۃ الجنان، مؤسسۃ الاعلمی مطبوعات، بیروت، ۱۳۹۰ھ

۷۱۱۔ یاقوت حموی، ابوعبداللہ، شھاب معجم البلدان والجبال والاودیۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۰ء

۷۱۲۔ یحصبی، عیاض بن موسیٰ، ابوالفضل، مشارق الانوار علی صحاح الآثار، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط۱، ۱۴۲۳ھ

۷۱۳۔ یسوعی، لویس معلوف، المنجد، المطبعۃ الکاثولیکیۃ، لبنان، الطبعۃ، لبنان، ط۱۲، ۱۳۹۴ھ

۷۱۴۔ یمنی، ابوبکر بن علی، الحداد، الجوھرۃ النیرۃ علی مختصر القدوری، قدیمی کتب خانہ، کراچی، س ن

۷۱۵۔ یوسف فرحات، الدکتور، دیوان الامام علی بن ابی طالب: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، دارالکتاب العربی، ط۶، ۱۴۲۰ھ

۷۱۶۔ یوسف بن عبداللہ، الواہل، اشراط الساعۃ، دارابن الجوزی، الدمام، ط۹، ۱۴۱۸ھ ۱۹۷۵ء

۷۱۷۔ دروس البلاغہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۷۱۸۔ سیر الصحابۃ، اسلامی کتب خانہ، لاہور، ۱۳۵۶ھ

۷۱۹۔ فتاوی عالمگیری، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

Marfat.com

امام طبرانی کی شہرہ آفاق کتاب المعجم الاوسط کی احادیث
کا فقہی ترتیب سے پہلی مرتبہ آسان سلیس اُردو ترجمہ بمع تخریج

مکمل

7 جلد

المعجم الاوسط

تالیف

الإمام الحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی

المتوفی ۳۶۰ھ

مترجم

غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی

مدرس جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ بلال گنج لاہور

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

Marfat.com

Marfat.com